بعون صنّاعِ مکین و مکان و فضلِ خلّاقِ زمین و زمان

قصۂ شیرین بیان داستان نگین میان تصنیف جامع کمالات موفور مرزا رجب علی بیگ سرور یعنی

افسون سے فسانہ قصہ والون شیرین

با دو ہجا بیان و وقت بیان ون سے

فسانۂ عجائب

۹۵

با تصویرات آب دار ہا بر اثر

[illegible]

حرف حرف نظر یافتہ تصرف اخیرہ مصنف مسبوق التوصیف باہتمام ناظر نگین تعریف

مطبع منشی نولکشور مین بہ طبع [illegible] مقبول جہان چھپا ہوا

اعلان - حق تصنیف اس فسانۂ عجائب کا منجانب مصنف مرحوم بحق مطبع اودھ اخبار محفوظ ہے -

[illegible]

اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہی جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہی جسکے معاینہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہی اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحہ جو سادے ہین انمین بعض کتب قصہ جات نثر و نظم اردو وغیرہ کی درج کرتے ہین تا کہ جس فن کی یہ کتاب ہی اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدر دانونکو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

کتب قصہ جات نثر

الف لیلہ باتصویر اردو مترجمہ ابو ناظم مولنا محمد حامد علیخان شاہ آبادی۔
ایضاً۔ مترجمہ مولنا ممدوح الصدر باتصویر۔
سروش سخن۔ بجواب فسانہ عجائب۔
طلسم حیرت۔ برنگ فسانہ عجائب۔
باغ و بہار۔ یعنی قصہ چار درویش۔
وقائع راج کمار۔
سبھی بہادری مترجمہ راجہ شیو پرشاد ستارہ ہند
آرایش محفل۔ قصہ حاتم طائی باتصویر۔
ایضاً۔ بغیر تصویر۔
داستان امیر حمزہ۔ باتصویرات۔
نو طرز مرصع قصہ چار درویش بعبارت مسجع۔
بستان حکمت اردو ترجمہ انوار سہیلی کا مترجمہ فقیر محمد خان گویا۔
قصہ سیاہ پوش۔ مولفہ عنایت اللہ خان فصیح
فسانہ معقول۔
قصہ سورج پور۔ ایک زمیندار کا فسانہ مولفہ چرونجی لال۔

آئینہ عقول یعنی قصہ قاسم و ہاشم و روح افزا زوجہ خلیفہ بغداد۔
جادۂ تسخیر۔ نادر عبارت مسجع۔
نورتن۔ مصنفہ میان محمد بخش تخلص۔
قصہ اگر گل۔ مولفہ عاصی تخلص۔
سیر مقبول۔
قصہ گوپی چند بھرتری۔
سنگھاسن بتیسی قصہ راجہ بھوج باتصویرات
بیتال پچیسی۔ قصہ راجہ بکرم مع تصویرات
گل بکاولی۔ مولفہ نہالچند شاہجہان آبادی۔
طوطا کہانی۔ تصنیف سید حیدر حسین۔
قصہ گل و صنوبر۔ مولفہ پریم چند۔
طوطا نامہ۔ مع قصہ ابراہیم ادہم

کتب فسانہ نثر و نظم

بوستان رحمت۔ قصہ شاہزادہ ختن نظم اردو۔
فسانہ آزاد ہر چہار جلد کامل۔ نتیجہ طبع سخن سنج پنڈت رتن ناتھ در کاشمیری۔
ایک روسی زمیندار کا قصہ۔
ترجمان عصمت۔ نظم اردو۔

بہ عروجِ صنائعِ مکین و مکان و فضل خلاقِ زمین و زمان

قصۂ شیرین زبان داستان نگین بیان تصنیف جامع کمالات موفور مرزا رجب علی بیگ سرور یعنی

افسون ہے فسانہ نثر جو ان کی حسرت

جادو ہے بیان خوش بیانوں سے لیا

فسانۂ عجائب ۱۸۹۰

با تصویرات اب عجیب بہا نو ہے

[illegible]

حرف حرف نظر یافتہ تصرف اخیرہ مصنف مسبوق التوصیف باہتمام سزاوار تحسین و تعریف

مطبع منشی نولکشور میں بہ طبع فرمقبول چھپا ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و صہرا و کان ربک قدیرا سزاوار حمد و ثنا خالق ارض و
سما جل و علی صانع بیچون و چرا ہے جسنے رنگ بی ثباتی سے باین رنگا رنگی تختہ چمن دنیا پر از لالہ
و گل جز و کل بنایا اور باوجود ترس باغبان و بیم صیاد و لولۂ رخ گل بلبل کو دیگر دام محبت مین
پھنسایا اور عاشق باوفا و معشوق پر جفا کو ایک آب و گل سے خمیر کر کے پردۂ غیب سے بعرصہ شہود
لایا ایک قلعت سے دو طرح کا جلوہ دکھایا اور انسان ضعیف بنیان کو اشرف المخلوقات فرمایا جلوہ حسن
بتان بجز شیفتگی کا بہانہ ہے نالہ بلبل شیدا گوش گل رعنا کا ترانہ ہے اوسکی نیرنگیون کے مشہور
فسانے ہین ہم اوسکی قدرت کاملہ کے دیوانے ہین صفت اوسکی محال ہے زبان اس تقریر سے
لال ہے جسکی شان مین مخبر صادق یہ فرمانے دوسرا اس عہدے سے کب بر آسکے ما عرفناک حق معرفتک

نعت سرور کائنات محبوب خدا برگزیدۂ انبیا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم

بعد حمد خالق جن و بشر حاکم قضا و قدر سپید و شام طالع سے نعت سید کائنات خلاصہ موجودات
بہترین عالم برگزیدۂ نوع بنی آدم کی ہی جسکے چراغ ہدایت کی روشنی سے تیرہ بختان گم گشتہ کو چہ ضلالت
راہ راست آئے بتوفیق الہی اور مدارج تحقیق کیا کیا مرتبے بلند پائے اور منحرف کور باطنون کو
فہم ناقص کی کجی اور زعم فاسد نے کیسے کیسے روز سیہ دکھائے اوسکے حق مین یہ حکم آیا ہی

بچشم غور دیکھو تو اور کسی نے بھی یہ رتبہ پایا ہی لولاک لما خلقت الافلاک سر حلقہ اولین خاتم المرسلین
مظہر صنعت کریم احمد بے میم محمد مصطفے صلی اللہ علیہ و آلہ الطاہرین و اصحابہ المکرمین و سلم کوئی شاعر
اوسکی شان مین کہتا ہی لا اعلم پیش از ہمہ شاہان غیور آمدۂ ۔ ہر چند کہ آخر بظہور آمدۂ ۔ ای
ختم رسل قرب تو معلوم شد ۔ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ ۔ اس مشت خاک کا کیا فہم و ادراک جو شمہ
صفات ذات بابرکات زبان پر لائے جو عجز مین نہ در آئے کام زبان ناکامی سے فوراً جل جائے اور
منقبت امیر المومنین امام المتقین یکہ تاز میدان لا فتی خلاصہ مضمون سورۂ ہل اتی یہی کافی ہی جیسے
پیمبر نے کہا لحمک لحمی و دمک دمی علی منی و انا منہ اور مدح اہلبیت رسالت کہ ولا اونکی ایمان کی دلیل ہے
اور محبت اونکی ہر فرد بشر کو واجب باین حدیث جلیل ہے مثل اہل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکبہا
نجی و من تخلف عنہا غرق و ہوی

مذکور شاہ غیور قباد شوکت نوشیروان معدلت غازی الدین حیدر بادشاہ غازی ارشد دودمان سعادت



پس از حمد خدا و نعت سرور انبیا لازم و ضرور ہے کہ مدح والی الملک بیان کرے قوله تعالی اطیعوا اللہ
و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم اگر صفت شاہ زمان گدا کو بیان کرنا چھوٹا منھ بڑی بات ہے
مگر نام نامی توصیف ذات گرامی اوسکی وسیلۂ توقیر اس تحریر اور مفتاح باب اس پریشان تقریر کا
جانکر شمہ از شمائل و ذرہ از خورشید خصائل رقم کرتا ہون شاہ کیوان بارگاہ و بلند مرتبہ عالیجاہ سر حلقہ

شاہان والااعتبار جم شوکت فریدون فر سلیمان اقتدار کشور گیر ملک ستان خدیو گیہان ابو المظفر معز الدین شاہ زمن غازی الدین حیدر بادشاہ غازی خلد اللہ ملکہ و سلطنتہ و ایدہ اللہ بالنصر والظفر جل جلالہ اگر معرکۂ رزم یا صحبت بزم اوسکی انشا کرون صفحۂ دنیا پہ نہ لکھہ سکون ہنگام رزم رستم و سام و نریمان مثل پیر زال لرزان اور وقت سخا اور عطاے زر و مال حاتم کے ہاتھہ مین کاسۂ سوال بزم طرب مین زہرہ و مشتری سرگرم نغمہ پردازی و عربدہ سازی ہنگام عتاب و خشم مریخ مستعد جلادی و بیدادی یہ ادنی عنایت ہی بیت چنان بموسم سرما دوشالہا بخشید ٭ کہ گرم شد ہمہ بنگالہ سرد شد کشمیر ٭ بسکہ سحاب بخشش اوس بحر عطا کا روز و شب مزرع دہر پر بارش رکھتا ہے شہر مین سالہا کان مشتاق سائل کی صدا کا اور دیدہ ندیدہ صورت گدا کا عدل یہ کہ ہاتھی چیونٹی سے ڈرتا ہے شیر بکری کی اطاعت کا دم بھرتا ہی بچشم اوسکے عہد دولت مین ہزارون نے دیکھا بکری شیر کے بچے کو دودھ پلاتی تھی کنار مین شفقت سی سلاتی تھی باز تیز پرواز بچۂ کنجشک کا دمساز اور نگہبان بلی کی عادت جبلی یہ کہ کبوتر سے ہراسان دود دل اندوہناک روزن ہر خانہ سے مسدود شحنۂ داد رخنہ بندی فساد کو موجود اللہ تعالی اوس امیدگاہ عالم و عالمیان کو اپنے حفظ و امان مین سلامت رکھے دولتخواہ اوس والاجاہ کے بعیش و شادی مدام اور دشمن و بدخواہ برنج نامرادی گرفتار آلام رہین بحق رب ذو المنن بتصدق پنجتن ٭

بیان ہو دربارۂ لکھنؤ و ذکر صنعتگران خجستہ رو و تذکرۂ ہر صاحب علم و کمال علے قدر حال و نمونہ مکانات شہر

یہ پنبہ دہان ہیچمدان محرر داستان مقلد گذشتگان سراپا قصور رجب علی بیگ تخلص سرور متوطن حال خطۂ بینظیر دلپذیر رشک گلشن جنان مسکن حور و غلمان جاے مردم خیز باشندے یہان کے ذکی فہیم عقل کے تیز اگر دیدۂ انصاف و نظر غور سے اس شہر کو دیکھیے تو جہان کے دید کی حسرت نہ رہے آنکھہ بند کر لے شعر سنا رضوان بھی جسکا خوشہ چین ہے ٭ وہ بیشک لکھنؤ کی سرزمین ہے ٭ سبحان اللہ وہ کیا عجب شہر گلزار ہے ہر گلی کوچہ دلچسپ باغ و بہار ہے ہر شخص اپنے طور پر باوضع قطعدار ہے دورویہ بازار کس انداز کا ہی ہر دکان مین سرمایہ ناز و نیاز کا ہے ہرچند ہر محلے مین جہان کا ساز و سامان مہیا ہے پر اکبری دروازے سے جلو خانے اور پکے پل تک کہ صراط مستقیم ہے کیا جلسہ ہے

نان بائی خوش سلیقہ شیرمال کباب نان نہاری جہان کی نعمت اس آبداری کی جسکی بوباس
سے دل طاقت پائے دماغ معطر ہوجائے فرشتہ گذرے تو سونگھے کیسا ہی سیر ہو فرانہ دیر ہو
دیکھے سے بھوک لگ آئی وہ سرخ سرخ پیاز سے نہاری کا بگھار سُریلی جھنکار شیرمال شنگرف کے
رنگ کی خستہ بھربھری ایکبار کھائے نان نعمت کا مزہ پائے تمام عمر ہونٹ چاٹتا رہجائے کباب
اس آب وتاب کے کہ مرغ وماہی کا دل سیخ آہ پر حسرت محرومی سے کباب ادرک کا لچھا میان خیراللہ
کی دکان کا بال سے باریک کترا ہاضم نایاب حسینی کے حلوا سوہن پر عجیب جوبن اوسکی شیرینی کی
گفتگو مین لب بند جہان کو پسند پپڑی دبیز بسی بسائی لذیذ ہونٹ سے کھائے دانت کا
اوسپر تمام عمر دانت ہی دانت لگانے کی نوبت نہ آئے جوزی خوب حبشی اہل ہند کو مرغوب دودھیا
شیرخوار نوش کرجائے ہرگز جی کی وہ تیکھی چتون آدمی صورت دیکھتا رہے رعب حسن سے
بات نکرسکے سنگ زمین پر پڑا سرو قامت رشک شمشاد دکانون مین انواع اقسام کے میوے
قرینے سے چُنے روزمرے محاورے اونکے دیکھے نہ سنے کبھی کوئی پکار اوٹھی میان نگے کو
ڈھیر لگا دیا ہے کوئی موزون طبیعت یہ فقرہ سُناتی مرا انگور کا ہر نگترون مین کسی طرف
یہ صدا آتی ہے گنڈیریان ہین پونڈے کی ایک طرف تنبولی سرخروئی سے یہ رمز وکنایہ
کرتی بولی ٹھولی مین چپ چپا کر ہر دم یہ دم بھرتے تمھی کا مُنھ کالا ہو اگر کر ڈالا عبیر ہے نہ
گلال ہر کتھے چونے سے ادھی مین کٹھ الال ہے گلیون مین گجر دم یہ آواز آتی شیرمال ہے
گھی اور دودھ کی مفلس کا دل اُچاٹ ہی ٹکون کی چاٹ ہی کدھر لینے والے ہین تمش کی
قفلیان کھیر کے پیالے ہین کیا خوب بھُنے بھر بھرے ہین چنے پر ال اور مُرمُرے ہین جیٹھ
بیساکھ کی وہ گرمی جسمین چیل انڈا چھوڑتی دو پیسے کو برف کی قفلی جبھی دو کھائے بدن تھرّائے
زیادہ ہو کا کرے لقوے فالج مین مرے سرچوک ہمیشہ شانے سے شانہ چھلا نسیم وصبا کو سیدھا
رستہ نملا شیخ کولی کی مٹھائی جسنے کھائی جہان کی شیرینی سے دل کھٹا ہوا بنارس کا کھلا بھولا
شہر اسکے پیڑے کا ٹھٹا ہوا برفی کی نفاست بوباس وردہ این نقرئی ورق کا جوبن کسی اور
شہر کار کا بدار اگر دیکھ پائے یا ذائقہ لب پر آئے زندگی تلخ ہو ہاتھ کاٹ کاٹ کر کھائے امرتی
مسلسل کا ہر پیچ ذائقے کو پیچ وتاب دیتا یاقوتی مفرح کا مزہ جب منھ مین رکھا اصل تو یہ ہے عسل مصفا

جنت کی نہر کا حلق سے اوترا پراچیون کی گلی کی کھجور لذت ٹپکتی ذائقے مین چور بہتر انگور نہایت
آب و تاب ہم خرما ہم ثواب بالائی فورا کی دکان پر جب نظر آئی ہے قند و شکر شکر گزار فورا علی نور کیکر
چھری سے کاٹ کر کھائی مدار یہ سچ ہے وہ ایجاد ہوئے کہ سگر ایسے استاد ہوئے کہ جب ترا قا اونکا
سُنا یہ حیوان کا دم بند ہوا اچھا نا کا تمبا کو مشک و عنبر کی خوشبو جسنے ایک گھونٹ کھینچا ادسی کا دم
بھرنے لگا علی الخصوص مرد تماش بین کے واسطے یہ شہر خراد ہی یہان ہر فن کا استاد ہی سیکڑون
گھامڑ بد شکل کندۂ ناتراش اطراف و جوانب سے آ آ کے عشرے مین چھیل چھبیلا وضعدار ہو گئے
جب ابو تراب خان کے کٹرے مین جا سیان خیراتی سے کسی کی خیرات مین خط بنوایا بارہ برس
کے سن کا گالون سے مزا آیا چار پہر کھونٹی ٹوپی بتا نیا یا کاتب قدرت کا لکھا مٹتا ہی ایسا خط
بنتا ہی سید حسین خان کے دروازے پر عبد اللہ عطر فروش کی دکان جائے نشست ہر وضعدار
جوان ہے دو پیسے مین بیلے چنبیلی کا تیل ریل پیل فتنہ بپا کرنے والا ایسا ملا کہ سہاگ کا عطر
گرد ہوا جونپور سے دل ہرا ہوا عطر کی روئی رکھی کان مین پھر جا بیٹھا کسی افیونی کی دکان مین
سفید سفید چینی کی پیالیان خوبصورت رنگتین نرالیان افیون فیض آبادی لالے کی وہ رنگین
جسنے تریاک مصر کے نشے کر کرے کیے زیادہ پی جانے والون کو جان کے لالے ہوئے ایسے
متوالے ہوئے جھگڑا بادۂ ارغوانی و زعفرانی کا پیدا تبدیل ذائقہ کو فرنی کے خوانچے نقرئی ورق
جمے پستے کی ہوائی چھڑکی ہوئی مہیا چسکی پی ایک دم کے بعد دم حقے کا کھینچا آنکھون مین سرور
موجود ہوا وہان سے بڑھا کان مین آواز آئی بیلے کے ہار ہین شوقین البیلے کو پہن لے چلا جا
فرنگی محل کے میلے کو جب یہ سج بنی بگڑا پنجون کے بل چلا یہ بھولا وطن کی چال ڈھال راہ و رسم
بھولا اکثر باہر سے آیہ وضع بنا جونپور کے قاضی ہوئی گو مفتی مین راضی ہو گئے برسات کا اگر موسم ہی شہر کا
یہ عالم ہی ادھر مینہ برسا پانی جا بجا بہ گیا گلی کوچہ صاف رہ گیا ساون بھادون مین زردوزی جوتا پہنکر
پھرے کیچڑ تو کیا مٹی نہ بھرے فصل بہار کی صنعت پروردگار کی رضوان جنکا شائق دیکھنے کے
لائق روز بہشت باغ مین تماشے کا میلا ہر وقت چمن کا جلسہ موتی جھیل کا پانی چشمۂ زندگانی کی
آب و تاب دکھاتا پیاسون کا دل لہراتا شرک کے درختون کی فضا جدا گھجوا موچین ارتا ہار سنگار
کے جنگل مین لوگونکا جمگھٹا رنگا رنگ کی پوشاک آپس کی جھانک تاک تختۂ لالہ و فرمان جن پر قربان

بندہاے خاص کی سبکروی خرام ناز ہر قدم پر کبک دری چال بھول کر جبین نیاز رگڑتی شاخ سرو
اونکے روبرو ناک رگڑتی شائق ہزار در ہزار شمع پروانون کا عالم غول کے غول باہم آم کے درختون مین
ٹپکا لگا خاص جھولا وہین پڑا جھولنے والون پر دل ٹپکا پڑتا محبت کے پینگ بڑھتے دیکھنے والے
درود پڑھتے باغ مین کوئل پپیہے مور کا شور جھولے پر گھٹا رہی اودی اودی گھنگھور ساون بھادون کے
جھالے وہ رنگین جھولنے والے دشت غربت مین یہ جلسہ جو یاد آجاتا ہی دل پاش پاش ہوجاتا ہی
کلیجہ منہ کو آتا ہی نہ کہ کانپور کی برسات ہیہات ہیہات دخل کیا دروازے سی باہر قدم دھرے اور
پھسل نہ پڑے گلی مین پانون رکھا کیچڑ کا چھپکا سر پر پہونچا دو اس فصل مین باہم نہ بیٹھے مگر
پھسلنے کے پھنسے اور جنہین سواری کا مقدور نہین دخل کیا جو وہ جائین کہین اون کے حق مین برسات
حوالات گھر جیلخانہ کہین جانا نہ آنا اگر خواب مین کہین نکل گئے تو چونک پڑے کہ پھسل گئے اور
جو بازاری کاروباری ہین اونکا یہ نقشہ دیکھا ہاتھ مین جوتیان پائنچا چڑھا کیچڑ مین لت پت
یہان گرے وہان گرے خدا خدا کر جیتے گھر پھرے اور جو شیخی کے مارے ننگے پانون نکلے تو شعر
دیکھی یہ رسم اس نگر مین ✦ جوتا ہی گلی مین آپ گھر مین ✦ پھر بر سر مطلب آیا خاص بازار کا شہر وسیع
و خوش قطع ہی اوسکے نقشے سے مانی و بہزاد نے خار کھایا شبیہ کھنچی تو کیا خاک کہ خاک نہ کھنچا ہاتھ
تھرایا کوٹھیان فرح بخش و دلکشا برج ہر ایک جہان نما سلطان منزل اور اختری منجن نشاط افزا
توبہ شکن انسان کو دیکھکر سکتہ ہوجائے کام او نکاہ وہم و قیاس مین نہ آئے سرلاو کی بارہ دری
جواہر سے جڑی پری کی صورت کی قریب نہر جاری شکاف کی تیاری پائین باغ اوسکا جسنے دیکھا
باغ ارم سمجھا سوسن صفت ہزار زبانین ہم پہونچین تعریف نکر سکا گونگے کا سپنا ہوا روضی دروازہ
اس رفعت و شان کا ہی گذرگاہ ایک جہان کا ہی اگر اوسپر چڑھ جائے بام فلک پست معلوم ہو
فرشتون کا شور کان مین آئے سپہر اولین اوسکی زمین ہی شش جہت مین دوسرا نہین ہے
مسجد انتخاب ہی امام باڑہ لاجواب ہی مقبرہ عالیشان وہ نادر مکان کہ فلک بدیدۂ انجم نگران ہی
اوسکے نظیر کی جستجو مین مشعل مہ و خورشید روز و شب روشن کیے کو بکو سرگردان ہے اگر پانون
پھیلانے کی جگہ او نہین ہاتھ آئے سرو دست مرجانے کو جی چاہے گومتی کے انداز سے نہر کی
کیفیت نظر آتی ہے طبیعت لہراتی ہے دو رویہ آبادی عمارت کہین منو کسی جا باغ ہی صبح و شام

وہ بہار نظر آتی ہی کہ شام اودھ اور بنارس کی سحر بھول جاتی ہی شہر نفیس مجمع رئیس ہر فن کا کامل
یہان حاصل ہی خوشنویس حافظ ابراہیم صاحب سا اس قطع کا قطعہ لکھا جو میر علی یا آغا جیتے ہوتے
اپنے لکھے کو روتے اشک حسرت سے وصلیان دھوتے مرزائی صاحب کا یہ حال تھا کوئی پرچہ
انکا اونکی نظر پڑ جاتا نیر زریر بر زبر کہتا یاقوت رقم ہیرا کہتا۔ مرثیہ خوان جناب میر علی صاحب نے وہ
طرز نو مرثیہ خوانی کا ایجاد کیا کہ چرخ کہن نے مسلم الثبوت استاد کیا علم موسیقی مین یہ کمال بہم پہونچایا
اس طرح کا دھرپت خیال ٹپہ گایا اور بنایا کہ کبھی کسی نایک کے وہم و خیال مین نہ آیا تھا ایک رنگین احاطہ
کھینچا ہی جو اسمین آیا پھولا پھلا وہ انکا پیرو ہوا اور جسنے ڈھنگ جدا کیا وہ ٹکسال باہر بے رنگ
ہوا اگر تان سین جیتا ہوتا انکے نام پر کان پکڑتا بھیک مانگ کھاتا مگر نہ گاتا ہزارون شاگرد جگت استاد
ہوا مولوی سب مین یہ زیادہ ہوا اسیرون مین حسین علیخان بلبل ہزار داستان خوش الحان مرثیہ گو
بے نظیر سیان دلگیر صاف باطن نیک ضمیر خلیق فصیح مرد مسکین مکروہات زمانہ سے کبھی افسردہ نہ دیکھا
اللہ کے کرم سے ناظم خوب دبیر مرغوب سکندر طالع بصورت گدا بار احسان اہل دول کا نہ اوٹھایا عرصہ
قلیل مین مرثیہ سلام کا دیوان کثیر فرمایا طبیب ہر ایک مسیحائی کرتا ہی قم باذنی کا دم بھرتا ہی جسے
دیکھا بقراط سقراط جالینوس زمان ہے اس معنی مین یہ خطہ رشک زمین یونان ہی میر کلب جان صاحب
پیرنے کے فن سے ایسے آشنا ہوئے کہ مردم بحر و بر سرگرم ثنا ہوئے شاعر زباندان ایسے کہ عرفی اور
خاقانی کی غلطی بتائی فردوسی و انوری کی یاد بھلائی شیخ امام بخش ناسخ نے یہ ہندی کی
چندی کی اور روزمرے کو ایسا فصیح اور بلیغ کیا کہ کلام سابقین منسوخ ہوا فصحائے شیراز و صفہان
اس سیف زبان کا لوہا مان گئے اپنے قبح پر منفعل ہوئے اس زبان کا حسن جان گئے زمین شعر کو
آسمان پر پہونچایا سیکڑون کو استاد بنایا خواجہ حیدر علی آتش کی آتش بیانی شرر افشانی سے جلون
کے سینے مین سوز و گداز ہی مرد قانع شاعر ممتاز ہی فرنگی محل کا حال کیا لکھون کہان زبان و دست
کا یارا جو شمہ لکھتا مولوی فاضل عدیم المثال ہر شخص جمیع علوم کا استاد کتب درسی ابتدا سے انتہا تک
یاد منقول و معقول مین دقیقہ باقی نہ رہا ریاضی کے ریاض سے آسمان کو زمین کر دیا مولوی انوار کا
پرتو فیض جہان مین روشن مولوی مبین و وہ بین سراج انجمن مولوی ظہور اللہ سبحان اللہ ایسے
فقیہ محقق کہان ہوتے ہین یہی لوگ نادر الزمان ہوتے ہین اودھ رکن ہین نکہ میر سید محمد مجتہد

سلمہ

مستند مرزا کاظم علی متقی آخوند محمد رضا رضاے خدا کا جویا حامل قرآن ہے دان کسی علم مین عاری نہین
روی زمین پر آقا محمد تبریزی سا قاری نہین مگر وہ جو مثل ہے نیک اندر بد یہ اصل ہے لب معشوق سولویون
سے وہ رنڈیان پری شمائل ہے وہ پیکر مشتری خصائل اس ناز و انداز سحرکارات غمزہ عشوہ اداگات بانکی
کہ ہاروت اوی ماروت تو کیا معاذ اللہ اگر سب فرشتے عرش سے فرش خاک پر آئین اونکی چاہ مین لکھنؤ کے
کنوئین بھر جائین گھڑی بھر اونسے زانو بزانو بیٹھے تو بہ نصوحا توڑے اونکا دروازہ نچھوٹے لولی چرخ
اونپر نثار ہے ہر ایک حور کردار ہے خوش مزاج مردم شناس روزمرہ شستہ دم تقریر رمز و کنایہ اس
کوچے کے فیض سے انسان آدمیت بہم پہونچاتا ہے تراش خراش اثر صحبت سے کچھ کا کچھ ہوجاتا ہے
کلانوت قوال بمثال چھجو خان غلام رسول سب کو موسیقی مین کمال حصول شوری کی منہ زوری
کی دھوم ہے ٹپے کا موجد ہوا سبکو معلوم ہے بخشو اور سلاری نے طبلہ ایسا بجایا کہ پکھاوج کو شرمایا
پتنگ ایسا بنا ایسا اڑا کہ نزدیک و دور مشہور ہے شترکھیتر تار ڈور کا پتنگ خیراتی یا چھنگا کے ہاتھ کا
لڑائی کی گھات کار ستم کی عافیت تنگ کرنیوالا منجھی ہاتھ پانوٓن پر مولوی عمدو نے ایسا لڑایا عمدا
اتنا بڑھایا کہ روبیون سے عبادت جھوٹی دوڑ دوڑ کر ڈور لوٹی آنکھ بچا کر بیٹا توڑا فرشتے خان کا
پتنگ نچھوڑا مرزا ن بیگ کا بجھا دینے والا دیکھا نہ سنا غرض کہ جو چیزین یہان نئی نکلین ایجاد طبیعت
سے کاریگرون نے نکالین سلف سے آج تک نہوئی تھین اونکی زردوزی ایسی بنی ایسی باریکی چھنی
کہ باہر سند واو سکے پنے جو پائین بجای جیغہ و سرپیچ سر پر لگائین جوتا خرد نوک کا بر علی نے اس نوک جھوک کا
بنایا کہ جہان کو پسند آیا آرام پائی جسکے ہاتھ آئی دل نے چین پایا چالیس سال دیکھہ بھال کی ایسا
شہرہ لوگ نظر سے نگذرے اور تو اور شہدا پیر بخارا کا تماشا سید الشہدا کا شیدا برس روز مین
جو پیدا کیا عشرۂ محرم مین محتاجون کو نذر حسین کھلا دیا یہ یکرنگی مزاج مین سمائی تمام سن جوا کھیلا
دونی کے داؤ پر آدھی نہ لگائی اگر روپیہ ہوا خواہ سو کھدیا پو سیکڑون داؤ منجی گئے منہ سے نہ پنجے گئے
وہان بھی اک چوک لگا رہتا ہے آدمی کے چھکے چھوٹ جاتے ہین جب وہ لوگ نظر آتے ہین مشائخ فقیر دل
کے مزار خوب خواب راحت مین آسودہ سالک و مجذوب شاہ مینا شاہ پیر محمد شاہ خیر اللہ ایک سے ایک
سبحان اللہ ظاہر مردہ حقیقت مین جیتے ہین اشیاے لطیف کھاتے پیتے ہین مولوی عبد الرحمان برگزیدۂ
یزدان عالم باعمل درویش اکمل خواجہ باسط اور میر نصیر جنکا عدیل نہ نظیر خواجہ حسین و حسن سرگروہ

انجمن طبیعت بسکہ مصروف باختصار ہی ایک ایک فقرہ لکھا ہے وگرنہ ان بزرگوارون کی صفت مین
کتابین تحریر کرے تو بجا ہی شعر کار دنیا کسے تمام نکرد + ہر چہ گیرید مختصر گیرید + اسپر عمل کیا منصف
سے انصاف طلب ہین ہٹ دھرم سے کیا کہین جھوٹے کے روبرو سچا رو دیتا ہی بالفرض معترض
کہے یہ لوگ کہان کے تھے تو یہ جواب شافی کافی ہے کہ یہ شہر ایسا تھا جیتے جی یہان سے نہ نکلے مر گئے
پر یہین رہے اور یون تو مصرع کس نگوید کہ دوغ من ترش ست + جو گفتگو لکھنو مین کو بکو ہی
کسی نے کبھی سُنی ہو سُنائے لکھی دیکھی ہو دکھائے عہد دولت بابر شاہ سے تا سلطنت اکبر ثانی
کہ مثل مشہور ہی نہ چولہے مین آگ نہ گھڑے مین پانی دہلی کی آبادی ویران تھی سب بادشاہون
کے عصر کے روزمرے لہجے اُردوے معلّٰے کی فصاحت تصنیف شعرا سے معلوم ہوئی یہ لطافت
اور فصاحت و بلاغت کبھی نہ تھی نہ اب تک وہان ہی قطع نظر اس سے لوگ اس خلقت کے
گرہ سے کھوئین اور جلسہ کرین چنانچہ ایک بندے شفیق جگت آشنا مرزا محمد رضا مجمع خوبی
ازپا تا فرق تخلص برق فی الحقیقت کلام بلاغت نظام اونکا صاعقۂ خرمن ہستی حاسد ہی بھائی بند
شاعرون کا بازار اونکے روبرو کاسد ہے جوان خوش رو بہادر آشنا ہی بامزہ نیک خو شب ماہ صحبت شاعرہ
بدولتخانۂ مرزا معین ہی رئیس امیر صغیر و کبیر تشریف لاتے ہین اوس مکان وسیع مین آدمیون کی
کثرت سے جگہ کی قلت ہوتی ہے ہوا کشمکش سے بار پاتی ہے جب پنکھے کی سعی اوٹھاتی ہی سخن سنج
بیرنج خوش گو نازک فہم باریک بین نیک خو جمع ہوتے ہین لوگ اونسے وہ لوگون سے حظ اوٹھاتے ہین
تلامذۂ مرزاے ممدوح خدمت کو حاضر کورے کورے مداری دو سبدم گلوریان ورق لگی کتھا البسا
چونا سنگ مرمر کا متواتر قبل از غزلخوانی افیون کا چرچا ہوجاتا ہی کوئی پیتا ہے کوئی کھاتا ہے
اگر چاہ کسی کو چاے کی ہوئی دودھ پیتے بچے تک شیر چاے موجود کر دی ہمیشہ صبح اوس شام
کے جلسے کی ہوجاتی ہی طبیعت نہین گھبراتی ہی گھر جانے والون کو صداے مرغ سحر نداے اللہ اکبر
آتی ہے ہر چند سب لوگ یہان کے قہر ہین مگر یہ بزرگوار زینت شہر ہین اور لکھنو کے جیسے بازاری
ہین کسی شہر کے ایسے ہفت ہزاری ہین دلال مرفہ حال خوش پوشاک چکے چمکائے اور ملکون کے
سیٹھ کروڑپتی گاڑہے ہین لنگوٹی یا دھوتی جب بڑا تکلف کیا گاڑہے کا مرزائی پہن لیا کلمۂ حق کہنے والے کا
دار و دار پر ہوتا ہی منصور نگر اوسکا محلہ ہی یہ نکتہ بگوش دل و جان سُن الحق مُرٌّ حاسدون کی خوف سے

یہ مذکور مختصر کیا اگر زیادہ لکھتا قصہ ہوتا کوتاہ بین لکھنؤ کے نام سے چڑجاتی ہین رشک کھاتے ہین
افترا پردازی کرتے ہین جل مرتے ہین اچھے آغاز کا انجام بخیر ہوتا ہی اللہ تعالی مشقت کسی کی بیکار
نہین کھوتا ہی یہ فسانہ بعہد دولت شاہ غازی الدین حیدر شروع ہوا تھا اور تمام بعصر سلطان بن
سلطان ابو النصر نصیر الدین حیدر دام ملکہ ہوا للہ اللہ یہ عجب شاہ جمجاہ اریکہ نشین ہوا کہ حاتم کا نام
صفحہ سخا سے مثل حرف غلط مٹا دیا فقیرون کو امیر بنا دیا عیش و نشاط کی طرف طبیعت جو آئی ایک ایک
ادنی کنچن ہفت ہزاریون سے اعلی بنائی محمد شاہ کی گور تھرائی شہزادیون کو کہاریون پر رشک آیا
خواصون کو صاحب نوبت کیا چنڈول سکھپال مین چڑھایا ہزار بارہ سو جلسے والی جو روش تن کردار
کبک رفتار نغز گفتار از پا تا فرق دریاے جواہر مین غرق دست بستہ روبرو کھڑی رہی جہان کی نعمت
اونکے سامنے پڑی رہی اصیلون کو کروڑون روپے دیدیے پیش خدمتون نے بادشاہت کے چین
کیے قدسیہ محل پر طبیعت جو آئی سعادت رفعت و شان فلک ہفتم پر پہونچائی کئی کروڑ روپے اوس منظور نظر
نے صرف کیے خزانے خالی کر محتاجون کے گھر بھر دیے ہر وقت راجہ اندر کا جلسہ رہا نہرون مین
عطر بہا مکان اسطرح کے بنوائے کہ فلک گردان نے صدقے ہو کر چکر کھائی اندر اسن گلشن ارم کر ایسا
باغ اور اسطرح کی کوٹھی چشم و گوش عالم نے دیکھی نہ سنی دوازدہ امام کی درگاہ ایسی بنائی کہ چرخ گردان کو
خواب مین نظر نہ آئی اندر اسن مین عطر کا حوض چھلکتا رہا تمام شہر مہکتا رہا اصغانیون نے گوٹے
کناری کی کترنون سے چاندی سونے کے محل اوٹھائے خاصے والیون نے لونگ الائچی زعفران کے
اپنے گھرون مین خاصے ڈھیر لگائے یہ تا غیاط مال دنیا سے مالامال ہے استغنا کا دم بھرتا ہی
سینا تو کیا ماتکا کم بھرتا ہی بجز غم حسین شہر یار کو اندوہ و غم نہین کون ہی جو اس زمانے مین شاد و
خرم نہین اربعین تک عزاداری ہوتی ہی خلق خدا ماتم حسین مین روتی ہی لاکھون روپیہ اس
راہ مین صرف ہوتا ہی چالیس شب نہین سوتا ہی تخم عمل نیک مزرعۂ آخرت مین بوتا ہے روز تولد
ہر امام و شب وفات جگر بندان خیر الانام لاکھ لاکھ روپے کا صرف ہی اسکی ہمت کے آگے فیاضان
گذشتہ پر حرف ہی حسن صورت شوکت و حشمت جاہ و ثروت جتنی دنیا کی خوبیان ہین اللہ نے
سب دی ہین ہر شب شب برات روز عیدین کے ہین سیر دریا کی دفعۃً جو لہرآئی گنگا سی نہر منگائی
اسمین بھی غربا نہال کارندے مالامال ہو گئے بسکہ خاطر مؤلف اختصار رقم سے ہے جتنا اوسکی

صفت مین لکھیے بہت کم ہے لہٰذا اس غزل پر اختتام کیا یہ جملہ تمام کیا

تصویر نصیر الدین حیدر بادشاہ



غزل

تا ابد قائم رہے فرمانروائے لکھنؤ
گو ملے جنت بھی رہنے کو بجائے لکھنؤ
رشک کھاتا گو فلک مجھسے چھڑائی لکھنؤ
یا تو ہم پھرتے تھے اونمین یا ہوا یہ انقلاب
انکے استغنا سے کیا کیا آرزو کرتی ہی رشک
کیون گمان زاغ بلبل کے ترانے پر نہو
ہر محلے سے بچانا جی ہی عیسیٰ کو محال
جن و انس و وحش و طائر کیون نہ سب بیدم ہون
دشت غربت مین گیا برباد وحشت نے تو کیا
یہ رہے آباد یارب تا بہ دورِ مشتری

یہ نصیر الدین حیدر بادشاہ لکھنؤ
چونک اوٹھتا ہون مین ہر دم کہکے ہائی لکھنؤ
تب مین جانون مجھ سے جب سیر بُھلائے لکھنؤ
پھرتے ہین آنکھون مین ہر دم کوچہ ہائے لکھنؤ
جام جم پر تف نہین کرتے گدائے لکھنؤ
یاد آجائین جو وہ نغمہ سرائے لکھنؤ
چھوڑتے جیتا نہین خنجر نمائے لکھنؤ
ہے سلیمان اندنون فرمانروائے لکھنؤ
دل سے اوٹھتی ہے کوئی اپنی ہوائے لکھنؤ
مین کہین ہون مانگتا ہون پر دعائی لکھنؤ

بلبل شیراز کو ہی رشک ناسخ کا سرور		اصفہان اسنے کیے ہین کوچہ ہای لکھنو

الٰہی بحرمت سیدابرار احمد مختار و بصدق آئمہ اطہار لکھنؤ کو آباد رکھہ والی ملک کو یہان کی کار فرما
رعیت پرور مسند حکومت پر دل شاد رکھہ جب تک گنگا جمنا مین پانی ہی یہ خطۂ دلچسپ فرح افزا
آباد رہی فرد الٰہی لکھنؤ بستا رہی دور قیامت تک ٭ سر و رِ دشت پیما کا کبھی وہ شہر مسکن تھا
اور مقلدی مین یہان کے لوگ صاحب کمال ہین باریک بین دقیقہ رس زود فہم نازک خیال ہین
یہ عجب ان صاحبون کا لکھا ہی مقلدی مین موجد سی بہتر ہو جاتے انھین کو دیکھا ہے اس شہر
مین کئی مطبع سنگی ہین نمونۂ نیرنگی ہین لیکن ایک ہمارے عنایت فرما ہین جناب میر حسن صاحب
صاحب حسن و جمال جوان خوش رو صاحب باطن حمیدہ خصال حسن خلق اونکا خلق مین مشہور ہے
عجب و نخوت اونکے نزدیک سی دور ہی موسم شباب ہی چہرے پر جوانی کی آب و تاب ہے بیت ابرو
کاکل مشکبو صفحۂ رخسار گل بہار از سر تا پا ہر شے دیوان وجاہت مین انتخاب ہی مجمود نگر مین اونکا چھاپہ خانہ
جدید ہی عیاذاً باللہ پھولا پھلا گلشن بے خزان ہی کہ دیدہ و نہ شنیدہ ہی عقل دنگ ہی کارخانہ کیا ہی تختۂ ارژنگ ہی
ایک سمت خوشنویس ثانی آغا و میر ہفت قلم ایک فاضل صاحب درس و تدریس ہر ایک بےنظیر
شیر و شکر کی طرح باہم ایکجا ولایتی کل جسے دیکھکر جی بیکل ہو گیا ہی کیسا ہی جوان قوی ہیکل ہو اگر
چاہی پہاڑ اوٹھالے مگر ایک کا پنی مین ہاتھہ کانپے کیا دخل ہی جو بے دریافت دشمن فرمی نکالی
اوسکی ہر کمانی کو اگر کار رانی کہون بدگمانی ہی بہزاد کی عقل کو حیرانی ہی پرزی پرزی پر جلا ہی
صفا ہی ید سحر کا ڈھلا ہی کہین پتھر صاف صاف شفاف جنکے سنگ کا فرسنگون نظر نہ آئی مردم
دیدہ اگر اوسکی صفا کو نظر بند کرین آنکھہ پھسل جاے ہر پتھر ہمسنگ کوہ طور ہی کسی پر جلی لکھا کوئی
قلم موسے مسطور ہے کاریگر ہر ایک سرگرم فرمانروائی ہی کتب کہن از سر نو زندہ ہوتی ہین ثبوت
اعجاز مسیحائی ہی شکدست چست و چالاک اُستاد ہین طبع بلند اونکا مطبوع دلپسند اپنے کام مین
ذی استعداد ہین بے لن ترانی کہتا ہون نئی تشبیہ ہاتھہ آئی ہی بیلن کی سیاہی مین صاف کیفیت
روشنائی ہی فریم ہر ایک مُرقّع کی تصویر ہی لکھا مٹتا نہین گویا خط تقدیر ہے الٰہی جبتک فلک کی
کل چلتی ہی اور کارخانۂ چرخ زنگاری ہے یہ کار فرما سلامت رہی کارخانہ جاری رہے بندہ کمترین
تلامذہ اور خوشہ چین خرمن سخن جناب قبلہ و کعبہ اُستاد شاگرد نواز معزز و ممتاز مجمع فضل و کمال

ملہ واضح ہو کہ یہ مطبع فی الحقیقت پہلے ایسا ہی تھا مگر اب بسبب نامساعدت زمانۂ ناہنجار کے بالکل بند ہو گیا ۱۲

نیک سیرت فرخندہ خصال خرد آگاہ دانش آموز یادگار جناب میر سوز عرفی عصر سعدی زمان رشک انوری و خاقانی نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی تخلص نوازش کا ہی حقیقت حال یہ مقام ہو کہ طرز ریختہ اور روزمرہ اردو کا اونپر ختم ہے شعرا اونکے واسطے وہ شعر کی خاطر موضوع ہین کہنے کے علاوہ پڑھنے کا یہ رنگ ڈھنگ ہو اگر طفل مکتب کا شعر زبان معجز بیان سی ارشاد کرین فیض وہان تاثیر بیان سے پسند طبع سحبان وائل ہو فی زمانا تو کیا سابقین جو بموجب کلام کوس لمن الملکی بجاتے تھے اونکے دیوانوں مین دس پانچ شعر تناسب لفظی یا صنائع بدائع کے ہونگے وہ اونپر نازان تھے اور متاخرین فخریہ سند گردانتے ہین لہذا جس شخص کو فہم کامل یا اس فن مین مرتبہ کمال حاصل ہوا اور طبع بھی عالی ہو آپ کا دیوان بچشم انصاف و نظر غور سے دیکھے کوئی غزل نہو گی جو ان کیفیتون سی خالی ہو ہر مصرع گواہ ہزار صنعت ہر شعر شاہد لاکھ صفت مطلع سی مقطع تک ہر غزل پری کی صورت اکثر اشعار آپ کے تبرکاً و تیمناً بطریق یادگار بندے نے لکھے ہین جہان لفظ اُستاد ہے وہ آپ کا شعر ہے یاد رہے +

باعث تحریر اجزای پریشان و سرگذشت مجمع دوستان مکلف ہونا محبوب کا بیان داستان مرغوب کا

حسب اتفاق ایک روز مع چند دوست صادق و محبان صفاکیش و موافق باہم بیٹھا تھا گرد کجرو بی ناہنجار و کجروی فلک سفلہ پرور دون نواز جفا شعار سے سب با دل حزین و زار اور بہجوم اندوہ و یاس سی اور کثرت حرمان و افکار سے کہ ہر دم یہ یاس تھے دل گرفتہ سینہ ریش اور اوداس تھے اونھون نے کہا شعبدہ بازی چرخ مکار از آدم تا ایندم یون ہی چلی آئی ہے اور تفرقہ پردازی اوسکی سوائے رنج و محن زیادہ مشہور ہے یہ اور بُرائی ہے اب یہی غنیمت جانیے اور لازم کہ اوسکا بھی احسان مانیے کہ تم ہم اسدم باہم تو بیٹھے ہین اُستاد جو ہم تم پاس بیٹھے ہین سنو یہ دم غنیمت ہی + یہ ہنسنا بولنا رہجای تو کیا کم غنیمت ہی + اور واقعی ہی اگر شدت رنج و الم مین دوست صادق یار موافق ہمنشین ہو تو الم خیال مین نہین آتا ہی اور صحبت غیر جنس مین اگر تخت سلطنت میسر آئے تو تختۂ تابوت کی طرح کاٹے کھاتا ہی سعدی پای در زنجیر پیش دوستان + بہ کہ با بیگانگان بوستان + لیکن زمانے کی عادت یہی ہے کہ باوجود کثرت غم و شدت اندوہ و الم دو شخص باہم نہین دیکھ سکتا مزا پھینکے ہی منجنیق چرخ تاک کے سنگ تفرقہ + بیٹھکر ایک دم کہین ہووین جو ہمکلام دو + جب سلسلۂ سخن یہانتک پہونچا اوس

زمرے مین ایک آشناے باصفا پرمزہ بندی کے تھے اونھون نے فرمایا اسوقت کوئی قصہ یا کہانی
بشیرین زبانی ایسا بیان کر کہ رفع کدورت وجمعیت پریشانی طبیعت ہو اور غنچۂ سربستۂ دل ہا تہتزاز نسیم
تکلم کھلجائے فرمانبردار نے بجز اقرار انکار مناسب وقت نجانا چند کلمے گوش گزار کیے اگرچہ ہرگز این را ہم
دل خوش نمی باید مگر اس نظر سے مصرع ہرچہ از دوست میرسد نیکوست + یہ فسانہ اونھین بہت پسند
آیا کہا اگر بدلجمعی تمام تو اس قصۂ پراگندہ کو از آغاز تا انجام زبان اردو مین فراہم اور تحریر کرے تو
نہایت منظور نظر اہل بصر ہو لیکن تقصیر معاف ہو لغت سے صاف ہو بندے نے کہا طبیعت ابناے روزگار
بشیتر متوجہ عیب جوئی و ہنرپوشی ہی بقول دلگیر شعر شعر کے دیکھنے والے تو بہت ہین دلگیر + اور
یہان حسن شناسان سخن تھوڑے ہین + وہ بولے چشمداشت صلہ طلب اجرت کسی سے منظور نہین
فقط ہماری خوشی مدنظر رکھہ جیسا رطب و یابس کہیگا ہمین پسند ہی بشرطیکہ جو روزمرہ اور گفتگو ہماری تمہاری
ہی یہی ہو ایسا نہو کہ آپ رنگینی عبارت کے واسطے دقت طلبی اور نکتہ چینی کرین ہم ہر فقرے کے معنی
فرنگی محل کی گلیون مین پوچھتے پھرین بندے نے کہا یہ تو مقدمۂ تحریر ہے اگر سرکار کے کام آئے
جاے تقریر نہین مگر جلد ہی نکر با وقت فرصت لکھونگا وہ تو یار شاطر نہ بار خاطر تھے کہا اچھا
فقیر کو اوسی دن سے ہمیشہ اسکا خیال رہتا تھا عدم فرصت سے نہ کہتا تھا آخر الامر بمقتضاے عادت
تلاش معاش کے حیلے مین فلک تفرقہ پرداز گردون عربدہ ساز نے صورت مفارقت کی دکھائی
مہاجرت استقبال کو آئی حسرت بوقت لقمہ خوردن ای حسرت گفت بہائم + کہ روزی سکند
از ہم جدا یاران ہمدم را + ربیع الثانی کے مہینے مین کہ سن ہجری نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ وسلم
بارہ سو چالیس تھے آنے کا اتفاق مجبور کوردہ کانپور مین ہوا بسکہ یہ بستی پوچ و لچر ہے اشراف
یہان عنقا صفت ناپید ہین احیاناً جو ہونگے تو گوشہ نشین عزلت گزین مگر چھوٹی اُمت کی بڑی
کثرت دیکھی یہ طور دیکھکر دل وحشت منزل سخت گھبرایا کلیجہ منہ کو آیا قریب تھا جنون ہو جائے
تیرہ بختی سے روز سیاہ پیش آئے لیکن بشربت عنایت و معجون شفقت ارسطو فطرت بقراط حکمت
حکیم اسد علی صاحب شیر بیشۂ علم و کمال سخن فہم ظریف خوشخصال طبع سودا خیز اور سر جنون انگیز کو
آرام و تسکین حاصل ہوئی وہ حال فقیر دلگیر پر الطاف و کرم فرماتے تھے تدبیرین نیک و احسن
دافع رنج و محن بتاتے تھے اونسے بعد اظہار حال مکلف فسانہ دوستانہ یہ بھی کہا کہ

ایک کہانی لکھا چاہتا ہون سُنکر فرمایا بیکار مباش کچھ کیا کر ہیر میر نہین پر تم کا ہلی اللہ رے +
نام خدا ہو جوان کچھ تو کیا چاہیے + اوسوقت یہ کلمہ توسن طبع کو تازیانہ ہوا اگرچہ اس ہیچ میرز کو یارا
نہین کہ دعوی اُردو زبان پر لائے یا اس افسانے کو بنظر نثاری کسیکو سنائے اگر شاہجہان آباد کہ مسکن
اہل زبان کبھی بیت السلطنت ہندوستان تھا وہان چندے بود و باش کرتا فصیحون کو تلاش کرتا
تو فصاحت کا دم بھرتا جیسا میر امن صاحب نے چار درویش کے قصے مین بکھیڑا کیا ہی کہ ہم لوگون کی
ذہن حصے مین یہ زبان آئی ہی دلّی کے روڑے ہین محاورے کے ہاتھ منہ توڑے ہین پتھر پڑین ایسی
سمجھ پر یہی خیال انسان کا خام ہوتا ہی سفت مین نیک بد نام ہوتا ہی بشر کو دعوی کب سزاوار ہی
کاملون کو بیہودہ گوئی سے انکار بلکہ ننگ و عار ہی مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار گوید یہ وہی
مثل سُننے مین آئی کہ اپنے مُنہ سے دھنا بائی لیکن تحریر اسکی ایفائے تقریر ہی یہ قصہ دلچسپ بے نظیر
ہی امید ناظرین پُر تمکین سے یہ ہی کہ بچشم عیب پوشی و نظر اصلاح ملاحظہ فرما کر جہان سہو یا غلطی پائین
باصلاح مزین فرمائین کیسی ہی طبیعت عالی ہو ممکن نہین جو بشر خطا سے خالی ہوا سکے مطالعہ سے
خاطر عاطر شاد کرین عاصی کو دعائے خیر سے یاد کرین نیاز مند کو اس تحریر سے نمود نظم و نثر وجودت طبع
کا خیال تھا شاعری کا احتمال تھا بلکہ نظر ثانی مین جو لفظ دقت طلب غیر مستعمل عربی فارسی کا مشکل
تھا اپنے نزدیک اوسے دور کیا اور جو کلمہ سہل ممتنع محاورے کا تھا وہ رہنے دیا دوست کی خوشی سے
کام رکھا فسانۂ عجائب اسکا نام رکھا انہ المبدء والیہ المآب عنایت ایزدی سے تمام ہوئی کتاب

آغاز داستان نادر بیان حسب حال سریر سلطانی مالک اورنگ کامرانی زینت تاج و تخت شاہنشاہ گردون بارگاہ شاہ فیروز بخت اور پیدا ہونا شاہزادہ جانعالم کا اور شادی ماہ طلعت سے

+ اُستاد
مثل ہی سے نہ الفاظ لازم سے یہ خالی ہی + ہر اک فقرہ کہانی کا گواہ بے مثالی ہے + لا اعلم
یادگار زمانہ ہین ہم لوگ + سن رکھو تم فسانہ ہین ہم لوگ + گرکشایان سلسلۂ سخن و تازہ کنندگان
فسانۂ کہن یعنی محرران رنگین تحریر و مورخان جادو تقریر نے اشہب جہندۂ قلم کو میدان وسیع بیان
مین باکرشمۂ سحر ساز و لطیفہای حیرت پرداز گرم عنان و جولان یون کیا ہی کہ سرزمین ختن مین ایک
شہر تھا مینو سواد بہشت نژاد پسند خاطر محبوبان جہان قابل بود و باش خوبان زمان شمیم صفت اوسکی

معطر کن دماغ جان مُسکّن التہاب قلب دل فہ خفقان زمین رشک چرخ برین رفعت و شان چشمک زن
بلندی فلک ہفتمین گلی کوچہ خجلت وہ گلشن آبادی گلزار بستان تختۂ بازار ہر ایک بی آزار مصفا ہموار
دکانین نفیس مکان نازک پائدار خلق خدا با خاطر شاد اوسے فسحت آباد کہتے تھے سب طرح کی خلقت رغبت سے
اوس مین رہتی تھی والی ملک وہان کا شاہ گردون وقار رنگین با افتخار سکندر سے ہزار خادم
دارا سے لاکھ فرمانبردار قباد شوکت کاؤس حشم مالک تاج و تخت والا مرتبت عالیمقام شاہنشاہ فیروز بخت
نام موج بخشش سے اوس بحر جود و عطا کے سائلان لب تشنہ سیراب اور نائرہ غضب کی شعلہ سے دشمن
بد باطن جگر سوختہ بیتاب دبدبۂ دادودہی غلغلۂ عدالت سے دشمن دوست جانی چور مسافر کے مال کا
نگہبان ڈکیتون کو عہدۂ پاسبانی ملک وافر سپاہ افزون از قیاس خزانہ لا انتہا وزیر و امیر جانفشان
تاج بخش و باج ستان محتاج اور فقیر کا شہر مین نام نہین داد و فریاد آہ و نالہ سے کسی کو کام نہین
رعیت راضی سپاہ جان نثار شادان دشمن خائف شمع کا چور سر محفل لرزان اس نام سے یہ ننگ
تھا کہ اسیرون کا چورہ محل نہونے پاتا تھا دزد حنا کا رنگ نہ جمتا تھا سر دست ہاتھ باندھا جاتا تھا
آنکھ چرانے سے ہمچشم چشمک کرتے تھے کار خیر سے اگر کوئی جی چراتا تو نامردی کی تہمت اوس پر
دھرتے تھے لیکن بایں حکومت و ثروت کاشانۂ امید کا چراغ گل اولاد بالکل نتھی خواہش فرزند
نز دل نہونے کی کاہش متصل حسرت پسر مین رَبِّ لَا تَذَرْنِی فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْن ہر ساعت
بزبان رَبِّ ھَبْ لِی مِنْ لَّدُنْکَ وَلِیًّا وظیفۂ دہان لڑکے کی تمنا مین پادشاہ مثل گدا دست دراز ایسا
لاپروا بے نیاز کی قدرت سے با نیاز آخرش جناب باری مین تضرع و زاری اوسکی منظور ہوئی
لاولدی کی بدنامی دور ہوئی ساٹھ برس کے سن مین گوہر آبدار دُرِّ شاہوار صدف بطن بانوے
خجستہ اطوار سے پیدا ہوا چھوٹا بڑا اوسکی صورت کا شیدا ہوا اوس روح افزا کا فیروز بخت نے جانعالم
نام رکھا شب و روز پرورش سے کام رکھا حسن اللہ نے یہ عطا کیا کہ نیّر اعظم چرخ چارم پر رعب جمال سے
تھرایا اور ماہ باوجود داغ غلامی تاب مشاہدہ نہ لایا اوس نقش قدرت پر تصویر مانی و بہزاد حیران
اور صناعی آذر کی ایسے لعبت حقیقت کے روبرو پشیمان کاسۂ سر سراسر شور جوانی روز شباب سے معمول
آنکھین جھپکانے والی دیدۂ غزال ختن کی شراب عشق کے نشے سے چکناچور چہرے پر جلال شاہی
شوکت جہان پناہی نمایان حسن فروغ رخشندہ کی تڑپ بہ از انجم و اختر تابان مصحفی اوسے دیکھہ

طفلی مین کہتی تھی دایہ ؎ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہی مرزا قتیل ؏ پارہ خواہد شد ازین دست گریبانی چند + لکھا ہی کہ جب وہ مہر سپہر سلطنت برج حمل سے جلوہ افروز ہو زینت بخش کنار مادر و زیب وہ آغوش دایہ ہوا در خزانہ و محبس کھلا ہزارہا قیدی رہا ہوا اپنے گھر آیا اور سیکڑون لونڈی غلام سنے فرمان آزادی پایا شہر مین محتاج ناپیدا تھا مگر اشرفی روپیہ حاجیون کے واسطے مکۂ معظم اور زائرون کی خاطر کربلاے مکرم مین بھیجا ایک سال کا خراج رعیت محتاج کو معاف ہوا شہزادے کے نام کے گنج آباد ہوئے مسجدین مدرسے مہمانسرا مسافرخانے تعمیر ہوئے اہل شہر دل شاد ہوئے نجومی پنڈت جفرداں حاضر ہوئے بہت سوچ بچار کر برہمنون نے عرض کی مہاراج کا بول بالا جاہ و حشم مرتبہ دو بالا اعلی رہے ہماری پوتھی کہتی ہے بھگوان کی دیا سے شہزادے کا چندرمان بلی ہی چھٹا سورج ہی جو گرہ ہی وہ بھلی ہے دیگ تیگ کا مالک رہی دھرم سورت یہ بالک رہے جلد راج پر براجے پرتھمی مین دھوم مچے ایسی شادی رچے مگر پندرھوین برس مشتری بارھوین آئیگی سنیچر پائون پڑیگا ایک پنکھیرو سوے کے برن مین ہاتھ آئیگا تریا کی کھٹ پٹ سے وہ بچن سنائیگا کہ راج پاٹ چھڑا دیس بدیس لیجائیگا ڈگر مین شاہزادہ بھٹکیگا کوئی پاس نہ پھٹکیگا ساتھی چھٹین اپنے ڈیل سے ڈانوان ڈول رہے پھر ایک منکھہ ٹھاکر کا سیوک کرپا کری راہ لگائے کوئی کلنکن لو بھی ہو کشٹ دکھائے وہان سے جب چھٹے رانی ملے مہا سندر وہ چرن پر پران وارے پتا اوسکا گیانی گن کی تکھتی دے اوس سے کئی ملچھ مارے ڈکھہ مین آڑی آئے بگڑے کاج بنائے جب اوس نگر پہونچے جسکے چپت مین گھر چھوڑے تو لاب بہت ہو درب گھنے ہاتھ آئین دور سب کلیس ہو جائین پر ایک ہتی مین کا کپٹی استری پر دو چیت ہو گھٹائی کرے جھجہ بڑہ پین زناری لڑین اور کچھہ جل مین بھی ہل چل پڑے پرتھی پر لوگ چھٹ جائین نگر نگر کھوج مین پھر آئین سب بچھڑے ملجائین ماتا پتا کے ڈھگ آئین استری تین ہو دو کا پرمان رہے ایک کی ہین ہو بڑا راج کرے دیا دھرم کے کاج کرے گستان کی کرپا سے جان کی کھیر ہے بڑی بڑی دھرتی کی سیر ہے یہ سنکے بادشاہ کو نہ ملول ہوا پھر مستقل مزاجی سے یہ کلمہ فرمایا فِعْلُ الْحَکِیْمِ لَا یَخْلُو عَنِ الْحِکْمَۃِ اون سب کو بقدر حال فراخور کمال مالا مال کیا خلعت و انعام دیا بہ بشاشت تمام سرگرم پرورش صبح و شام رہا کوئی برسون مین بڑھتا ہی وہ نہال نو دمیدہ بستان سلطنت گھڑیون بلند بالا

ہوتا تھا چند عرصے مین بحول وقوت آلہی وہ ہاتھہ پانوُن نکالے دس برس کے سن مین اوس
غزال چشم نے ہرن کے سینگ چیر ڈالے دست وبازو مین یہ طاقت ہوئی کہ درندہ فیل مست ہوا
جوان رعنا چہرہ زیبا رستم شوکت اسفندیار سے زبردست ہوا جو اوسکا روے منور دیکھتا یہ کہتا
لااعلم منہ دیکھو آئینے کا تری تاب لاسکے ❊ خورشید پہلے آنکھہ تو تجھسے ملا سکے ❊ تصویر تیری کھینچے
مُصوّر تو کیا مجال ❊ دستِ قضا تو پھر کوئی تجھسا بنا سکے ❊ تحصیل علم وفضل مین شہرہ آفاق ہوا
جتنے فن سپہ گری ہین اونکا مشتاق جمیع علوم ہر فن مین طاق ہُوا جل جلالہٗ باپ ویسا بیٹا ایسا
محبوب محبت مین بسان یوسفؑ ویعقوبؑ حبیب ہلال سپہر شہریاری بدر کامل ہوا اور چودھوان برس
بھر گیا جوانون مین شامل ہوا بصلاح وصوابدید ارکان سلطنت وترقیخواہان دولت شادی کی
تجویز ہوئی بتلاش بیشمار وتجسس بسیار ایک شاہزادی پری پیکر خوبصورت نیک سیرت حورنژاد
گل اندام سیمین بر رشک شمشاد ماہ طلعت نام دودمان والا سے مقرر ہوئی وہ جو آئین بادشاہی
طریق فرمانروائی ہی اوسیطرح اوسکے ساتھہ اوس اختر تابندہ کو ہمقران کیا

ترانہ سنجی عندلیب خامۂ گلشن بیان سواری شہزادۂ جان عالم مین اور خریدنا توتے کا اور گنج بخشی ماہ طلعت کی توتے سے اور مذکور حسن انجمن آرا اور شہزادی کا عاشق ہونا

بلبل نوا سنج ہزار داستان طوطی خامہ زمزمہ ریز خوش بیان گلشن تقریر مین یون چہکا ہی کہ بعد رسم شادی
سیر وشکار کی اجازت سواری کا حکم شاہ ذوی الاقتدار سے حاصل ہوا گاہ گاہ شام وپگاہ جانعالم
سوار ہونے لگا ایک روز گذر اسکا گذری مین ہوا انبوہ کثیر جم غفیر نظر آیا اور غلغلہ تحسین وآفرین
از زمین تا چرخ برین بلند پایا شہزادہ اودھر متوجہ ہوا دیکھا ایک مرد پیر نحیف ستر اسّی برس کا سن
نہایت ضعیف پنجرا ہاتھہ مین لیے کھڑا ہی اوسمین ایک جانور مانند ساکنان جنان سبز پوش طائر بیروت
خانہ بدوش بامنقار گلنار لطیفے لطیف رنگین اور نکتے قابل تعریف نمکین مثال طوطی پس آئینہ بیان کرتا ہی
لااعلم در پس آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند ❊ انچہ اُستاد ازل گفت ہمان میگویم ❊ شہزادے کے
دیکھتے ہی توتا اپنے مالک سے بولا ای شخص کوکب بخت تیرا افلاس کے برج تیرہ سے نکلا نصیب
چمکا طالع برسر یاری زمانہ آمادۂ مددگاری ہوا دیکھہ ایسا شہزادۂ حاتم شعار ابر گہر بار متوجہ اس شست پر

تصویر شہزادہ اور پیر مرد کی مع پنجرہ اور توتے کے



ذرہ بیمقدار پر ہوا ہی وہ بیکار شئے کارگاہ بے ثبات مین ہون جسکا طالب نہین کہین بجد یکہ
جانور ہون اور بلی کا کھاجا مگر جو یہ نظر عنایت کرے ابھی تیرا ہاتھ پُر زر ہو دامن گہر سے بھرے
جانعالم نے یہ سخن ہوش ربا کلمۂ حیرت افزا گوش توتے عقل کے اوڑا پنجرا اوس طائر ہمہ دان
جانور سحر بیان کا ہاتھ مین لیکے مالک سی قیمت پوچھی توتے نے کہا مُوئے آدمی کب لگا تا ہی کوئی اس
دل بیحال کا مول ٭ سب گھٹا دیتے ہین مفلس کے غرض مال کا مول ٭ مگر جو حضور کی مرضی
جان عالم نے لاکھ روپئے خلعت کے سوا عنایت کیے اور پنجرا ہاتھ مین لیے دولتسرا کو روانہ ہوا
گھر مین جا ماہ طلعت کو توتا دکھایہ مصرع انشا کا پڑھا انشا بازار ہم گئے تھے اک چوٹ مول لائی ٭
توتے نے شہزادے کو سخنان دلچسپ قصص عجیب حکایات غریب شعر خوب خمسہای مرغوب سُنا
اپنے دام محبت مین اسیر کیا یہ نوبت پہونچی کہ سوتے جاگتے دربار کے سوا جدا نہو تا جب دربار جاتا
پنجرا بتاکید حفاظت ماہ طلعت کو سونپ جاتا اور دربار سے دیوانہ وار بشوق گفتار بیقرار جلد پھر آتا
ایک دن شاہزادہ دربار گیا توتا محل مین رہا اوس ماہ طلعت نے غسل کیا اور لباس پُر تکلف سے
جسم آراستہ زیور پُر تکلف سے پیراستہ ہو جواہر نگار کرسی پر بیٹھی ہوا جو لگی آئینے مین صورت دیکھہ
خود محو تماشا ہوئی بحر عجب و نخوت مین آشنا ہوئی خواصون سی جلیسون سے جو جو دمساز محرم راز
تھین اپنی حسن کی داد چاہی ہر ایک ذی موافق عقل و شعور تعریف کی کسی نے کہا ہلال عید ہو

کوئی بولی خدا جانتا ہی دیدہ ہو نہ شنیدہ ہوا اللہ تعالی نے باین کثرت مخلوقات تمہارا ہمسر از قسم
جن و بشر بنایا نہین پری سنے یہ قد و بالا حور نے یہ حُسن کا جھمکڑا پایا نہین جب وہ کہہ چکین ماہ طلعت نے
کہا تو تا بہت عقلمند ذی شعور سیاح نزدیک و دور ہی اس سے بھی پوچھنا ضرور ہی مخاطب ہوئی
کہ اے مرغ خوش نحو طائر زمرد لباس سرخرو بدلہ سنج بیرنج سچ سچ کہنا اس سج دھج کی صورت کبھی تیرے
طائر وہم و خیال کی نظر سے گذری ہی نیرنگی چرخ کجرفتار فتنہ پردازی گردون واژون عیان ہی

تصویر ماہ طلعت و جان عالم مع توتے اور خواصون کے



آگاہ سب جہان ہی اوسوقت تو تا رنجیدہ دل کبیدہ خاطر مضمحل بیٹھا تھا چپ رہا شہزادی نے
پھر پوچھا تو تی نے بے اعتنائی سے کہا ایسا ہی ہو یہ رنڈی معشوق مزاج طرہ یہ کہ شہزادی کی جورو
شوہر مالک تخت و تاج برہم ہو کے بولی میان مٹھو جینے سے خفا ہو جو ہمارے روبرو چبا چبا کر
گفتگو کرتے ہو توتے نے کہا سوال و جواب اور دھمکانا اور حکومت سے ڈرانا غصے کی آنکھ دکھانا
اور سہکیون اوجھتی ہو شاید میں بکی ہو پھر تو شعلہ غضب کا کانون سینۂ شہزادی مین مشتعل ہوا
کہا کیون جانور بے تمیز ناچیز تیری موت آئی ہی کیا بیہودہ ٹین ٹین مچائی ہی واہی بک رہا ہی
ہمارا مرتبہ نہین سمجھتا ہی توتے کے مُنہ سے نکلا کیون اتنی خفا ہوتی ہو اپنا مُنہ ملاحظہ کرو
صاحب تم بڑی خوبصورت ہو یہان تو یہ حیص بیص تھی جان عالم تشریف فرما ہوا عجب صحبت

دیکھی کہ شہزادی بچشم پرآب و بادل کباب غیظ مین آ تھر تھرا توتے سے بحث رہی ہے شہزادے نے
فرمایا خیر باشد توتا بولا آج نزا شر ہی خیر بخیر گزری چند سے حیات مستعار اس حبشی کی اور آب و دانہ قفس
پینا کھانا باقی تھا اگر آپ اور گھڑی بھر دیر لگاتے تشریف نہ لاتے تو میرا طائر روح گربۂ غضب
شہزادی سے مجروح ہو کر پرواز کر جاتا ہرگز جیتا نہ پاتے مگر پنجرا خالی دیکھ فراغ خاطر پریشان ہوتا
بحسرت و افسوس یہ فرماتے انشا توتا ہمارا مر گیا کیا بولتا ہوا تھا وہ طلعت ان باتون سے زیادہ
مکدر ہوئی شہزادے سے کہا اگر میری بات کا توتا جواب صاف دیگا تو اس کی گردن مروڑ
اپنے تلووں سے اسکی آنکھیں ملونگی جب دانہ پانی کھاؤنگی جان عالم نے کہا کچھ حال تو کہو
توتے نے گزارش کی حضور یہ مقدمہ غلام سے سنئے آج شہزادی صاحب اپنے حسن کی نسبت مین بہت
نکھر لقا دیکھ آئینے کو کہتی تھی کہ اللہ رے مین + مجھے پھر فرمایا تو نے ایسی صورت کبھی دیکھی ہی
مجھ اجل رسیدہ کے منھ سے نکلا خدا نکرے اس جرم قبیح پر شہزادی کے نزدیک کشتنی سوختنی
گردن زدنی ہون بقول میر تقی شعر بے جرم تیغ ہی رکھا تھا گلے کو٭ جب بات تیری منھ سے
نہ نکلی تھی بھلے کو٭ جان عالم نے کہا تم بھی کتنی عقل سے خالی ہو حق ہے بھری ہو تم تو پری ہو
جانور کی بات پر اتنا آزردہ ہو گویا ہے پھر طائر سے میان مٹھو کو ان باتون کی تاب نہ آئی
آنکھ بدل کر دکھی صورت بنائی اور ٹین سے بولا خداوند نعمت جھوٹ ہے سچ سچ ہے
ہمسر جسکا کوئی نہین ہے وہ ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ہے اوسکے سوا ایک سے ایک بہتر و برتر ہے
وہ خود فرماتا ہے فضلنا بعضکم علی بعض ہین نے تو جھوٹ اور سچ دونون سے بچکر ایک کلمہ
کہا تھا اگر راستی پر ہوتا گردن کج کیے سیدھا گور مین سوتا یہ سنکے وہ مغرور ہوئی مثل مشہور ہے
راج ہٹ تریا ہٹ بالک ہٹ جان عالم نے مجبور ہو کے کہا جو ہو سو مٹھو پیارے سچ کہدو
توتے نے بنت عرض کی دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز مجھ سے سچ نہ بلوائیے میرا منھ
نہ کھلوائیے نہین انجام راستی حضور کے دشمنون کو دشت نوردی بادیہ پیمائی غریب الوطنی
کوچہ گردی نصیب ہوگی شہزادے نے کہا یہ جملہ تم نے اور نیا سنایا اب جو کچھ کہنا ہو کہا چاہیے
باتین بہت نہ بنائیے اوسنے کہا مین نے ہر چند چاہا آپ رنج سفر مصائب شہر بشہر اذیت غربت سے
باز رہین کہ سفر و سقر کی صورت ایک ہی ہے اس سے بچنا نیک ہے مگر معلوم ہوا حضور کے مقدر مین

یہ امر لکھا ہے میرا قصور اس مین کیا ہے رفیع سودا چاک کو تقدیر کے ممکن نہین گر نار فو ہو سوزن
تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ✤ سنیے قبلۂ عالم یہان سے برس دن کی راہ شمال مین ایک ملک ہے عجائب
زرنگار ایسا خطہ ہے کہ مرقع خیال مانی و بہزاد مین نہ کھچا ہوگا اور پیر دہقان فلک نے مزرعۂ عالم مین
نہ دیکھا ہوگا شہر خوب آبادی مرغوب رنڈی مرد حسین طرحدار مکان بلور کے بلکہ نور کے جواہر نگار
عقل باریک بینان مشاہدے سے دنگ ہے خلقت اس کثرت سے بسی ہے کہ اوس بستی مین وہم و فکر کو عرصہ تنگ ہے
غرض شہر سے ہر ایک دردمند سے سر چھپاتا ہے بدر کامل اوس شہر کی غیرت سے کاہیدہ ہو ہلال نظر آتا ہے
وہان کی شہزادی ہے انجمن آرا اوسکا تو کیا کہنا کہان میری زبان مین طاقت اور دہان مین طلاقت
جو شمہ تذکرہ شکل و شمائل اوس زہرہ جبین فخر لعبتان لندن و چین کا سناؤن استاد ایک نے کیا
خوب کہے ہین اوسکے حسن آفرین ✤ انکی صناعی پہ حیران خود وہ صورتگر رہی ✤ لیکن سات سو خواص
نازنین کمر تاج دلبری برسر ماہرو عنبرین مو سرگروہ خوبان جہان جان جان آرام دل مشتاقان
اوسکی خدمت مین ہمہ اوقات سرگرم خدمتگزاری بہ دل و جان سے رہتی ہین اگر ادنی لونڈیان کو
شہزادے صاحب بنظر انصاف دیکھین اور کچھ غیرت کو بھی کام فرمائین تو سر چلو بھر پانی مین
محجوب ہوکے ڈوب جائین بادشاہ طاعت یہ سنکے سن ہو گئے سر جھکا لیا جان عالم نے بہرہ اوٹھا لیا دیوانہ خانی مین
لیجا مفصل حال دریافت کرنے لگا ہر دم وہ سر دہن پھر نے لگا مولوی جامی نے کہا عشق از دیدار خیزد و بسا کین
دولت از گفتار خیزد ✤ در آید جلوۂ حسن از در گوش ✤ ز جان آرام برباید ز دل ہوش ✤ زدیدن ہیچ اثرے
در میانہ ✤ کند عاشق کسان از نامیانہ ✤ توتے کے شہزادے کی طرح گفتگو رنگ لانے کی تری ہو شہر کی
خشکی دل کی دھڑک سے کلیجے کی پھڑک سے کہ یہ نشان عشق کہان خبط سب مین ثابت ہوا کہ شہزادی کا
دل پر پڑے اور دماغ عقل سے خالی ہوا خیال محال وصال انجمن آرا بھرا سخت نادم و خجل ہوا
دل سے کہا کمبخت زبان نے حسن کے بیان نے غضب کیا نشتر کارگر ہوا پڑا جن سر چڑھا
حضرت عشق کا گذر ہوا چاہا کہ بلطائف الحیل اس زخم بیجا سے باز رکھے کہا اے نادان دشمن جان یہ قصد
لاحاصل ہے عمداً اس گرداب مین یا لڑن دھر اپنے خون سے ہاتھ نہ بھر بقول مولف خدا کو مان
نہ لے نام عاشقی کا سرور ✤ کہ منفعت مین بھی اسکے ہین سو ضرر پیدا ✤ بیان اسکا محال ہے مگر مختصر سا
یہ حال ہے عقل اس کام مین دور ہو جاتی ہے وحشت نزدیک آتی ہے لب خشک چشم تر چہرہ زرد

دل خون ہوتا ہی بھوک پیاس مرجاتی ہی خواب مین نیند نہین آتی ہی جان شیرین تلخ ہو کلیجے مین درد آخر کو جنون ہوتا ہی لخت جگر کھاتا ہی خون دل پیتا ہے مر مر کے جیتا ہی رقیبون کے طعنون سے سینہ فگار ہوتا ہی لڑکون کے پتھرون سے سرگلنار ہوتا ہی رنج ذلت و خواری شب کو انتظار مین اختر شماری بیقراری سے قرار سب کی نظر مین ذلیل و خوار جنگل مین جی لگتا ہی بستی اوجاڑ معلوم ہوتی ہی دربدر پھرنے مین دن تو کٹ جاتا ہی تنہائی کی رات پہاڑ معلوم ہوتی ہے دل جلتا ہے دیدۂ سے دریا اُبلتا ہی شجر تمنا بے برگ و بار رہتا ہی پھولتا ہے نہ پھلتا ہی جوانی کا گھن پیری تک اندھیر بن رہتی ہی گونگا بہرا بنجاتا ہے طبیعت سُن رہتی ہے ابھی بھلی بسم اللہ ہی ٹھنڈی سانسین بھرتی ہو لب پر آہ ہے دیکھا نہ بھالا ہی سینے کے پار عشق کا بھالا ہی آئینہ ہاتھ مین لے مُنھ تو دیکھو نقشہ کیا ہی معشوق باوفا کو گردِ سرخ لال سپید سی نایاب سوا ہی کہان ملتا ہی خاک مین ڈھونڈھتے ڈھونڈھتے خواہان ملتا ہی یہ جو زمانے مین مشہور بامہر و وفا ہین بانی صد جور و جفا ہین عشق کمبخت بے پیر ہے او نوجوان یہی ٹیڑھی کھیر ہے سنا نہین کوہکن نے جان شیرین کس تلخی سے کھوئی یوسف کی چاہ مین زلیخا نے کیسے کنوئین جھانکے کیا کیا روئی مجنون کو اس دشت مین جنون ہوا لیلی کا کیا بگڑا پرویز کا اس کوچے مین خون ہوا شیرین نے کیا کیا افسوس تو یہ ہی کہ اتنا بھی کوئی نہ سمجھا جامیؔ غم چیزے رگِ جان راخراشد ٭ گہ گاہے باشد و گاہی نباشد ٭ ذلت اس کام مین عزت ہی درد کا نام یہان راحت ہی دل اس کشمکش مین ٹوٹ جاتا ہی رستم کا اس معرکے مین جی چھوٹ جاتا ہے اسفندیار سا روئین تن ہو تو موم کی طرح پگھل کر بہہ جائے حسرت ہی حسرت رہجائے لوگون نے ہزارون رنج صدمے اس کام مین اوٹھائے بعد خرابی بسیار بھی ناتجربہ کار کہلائے لیکن یہ وہ بُرا کام ہے کہ اسمین مشاق اور مبتدی کی رائے ایک سی ہے اسکا آغاز ہی نہ انجام مرض عشق مین کوئی دوست گرفتار نہو مؤلف ع دوست تو دوست ہی دشمن کو بھی آزار نہو مسدس

کیا مین اس کافر بدکیش کا احوال کہون	یہی خونخوار پیا کرتا ہے عاشق کا خون
زار کر دیتا ہے انسان کو یہ اور زبون	رفتہ رفتہ یہی ہو جاتا ہی نوبت بجنون
یہی خونریز تو خونخوار ہی انسانون کا	دین کھوتا یہی کافر ہی مسلمانون کا
یہی کرتا ہی ہر اک شخص کو رسوائے عالم	یہی کرتا ہے ہر اک چشم کو دریا ظالم

کوہ دکھلاتا ہے گاہے گہے صحرا ظالم
در بدر خاک بسر چاک گریبان کر کے

یہی بانی تو زلیخا کی بھی تھا خواری کا
یہی فرہاد کی حامی تھا تبر داری کا
تلخکامی ہوئی شیرین کو اسی سے حاصل

اسنے مجنون سے بنائے ہین بہت دیوانے
گو کہ مشہور جہان اسکے ہین سب افسانے
کبھی معشوق کی پردے مین نہان ہوتا ہی

ناقۂ لیلیٰ کا مضطر کا شتربان یہ تھا
چاہ مین ڈال کے یوسفؑ کا نگہبان یہ تھا
حسن بنجاتا ہی انداز کہین ناز کہین

مثل فرہاد بہت مر گئے سر پھوڑ حزین
پاس عذرا کے گیا اور کوئی وامق کی قرین
اس سے ملتا ہی جسے رنج و محن ملتا ہی

طور کو نور کے جلوے مین جلایا اس نے
جان چھوڑی نہین جیتا جسے پایا اس نے
کام مردون سے لیا زندون کو ناکام رکھا

اسکے افسانے ہین دنیا مین بہت طول و طویل
اسکا بیمار پڑا رہتا ہی بستر پہ علیل
رنج و ماتم کے سوا اور یہ کیا دیتا ہے

یہی اخفا ہی بصد زیب رگ ہر گل مین
یہی ہی جزو مین گر دیکھو یہی ہی کل مین
خون بے جرم زمانے کا بہاتے دیکھا

کیا بتاؤن تمھین کرتا ہی یہ کیا کیا ظالم
جان لیتا ہی وطن سے بے سر و سامان کر کے

یہی باعث دمن و نل کی ہوا یاری کا
عشق کہیے نہ اسے قہر ہی یہ باری کا
کہیں بے پردہ و برباد ہزارون محمل

اسنے خود رفتگی مین اپنے کیے بیگانے
پر جو اس کام کا مشتاق ہو وہی جانے
کبھی ہر شعر چلے یہ عاشق کی عیان ہوتا ہی

نجد مین قیس سے پہلے ہی حدی خوان یہ تھا
جان ہر شیر کے لینے کو نیستان یہ تھا
درد دل ہی یہ کہین سوز کہین ساز کہین

دی ہی شیرین کیطرح کتنون کی جان شیرین
اس سے آوارہ تھا اور نہ بچا گوشہ نشین
گور ملتی ہی کسی کو نہ کفن ملتا ہی

کبھی آتش کو ہی گلزار بنایا اس نے
اور نیرنگ جہان اپنا دکھایا اس نے
درد کا نام بھی بیدردون نے آرام رکھا

جسکا ہمدم یہ ہوا ہو گیا وہ خوار و ذلیل
دھونس دے دے کے بجا دیتا ہی یہ کوس رحیل
وصل کی شب سحر ہجر دکھا دیتا ہی

سوز و نالہ یہ اسیکا ہی دل بلبل مین
گر فرشتہ ہو تو آجاتا ہے اسکے چھل مین
سیل جیحون یہ کبھی اسکے نہ آتے دیکھا

ایک شہ بیت لکھا حالی جو مین سننے اسکا
جب پاس ولیا نے الطاف کا سہارا فلا

دشت غربت مین وہ آوارہ و سرگشتہ ہوا
دولت کبھی جو ملتی تھی شہر بھی چھوڑ ہوا پیا

پاس جسکے یہ گیا خلق سے وہ دور ہوا
کو ایسا تیشہ ... ہوا

ہجر کے رنج مین کتنون کا ہوا ہمین وصال
نیکے سینے مین فرقت کا سبھی درد و ملال

اسکی گردش سے ہر اک ماہ ہوا بدر ہلال
اسکی طاقت ہے جو تحریر کرے اسکا حال

زیست کرنا غم ہجران سے ہوئی سب کے شاق
ہاں دیدہ تر ہین کہ پھلے سبھی ہای فراق

وصل مین لو مزا ہے ہجر کا رنج وہی جانگزا ہی چاہ کنوئیں جھکواتی ہے یہ وہ بیماری ہے جو جان کے ساتھ جاتی ہے ہمیشہ سے اس کام والے آہ و نالہ بر لب خاک بسر چاک گریبان سب ہوتے ہین اگر عاشق کی عزت و توقیر ہوتی تو دنیا مین اس سے بہتر کوئی شغل نہی کچھ پہچان ہو کو کو مرتبہ شناس قدردان ہین مگر ہر جگہ کہان ہین اور یہ قصہ جو مین نے کہا فقط بات کی بات کا جھگڑا تھا ورنہ کہاں ملک زرنگار کجا شہزادی عالی تبار جان عالم نے کہا استغفر اللہ اگر وہ جھوٹ تھا تو یہ قصہ کب سچ ہے وہ تو زندگی کا ٹھیکرا ہے درد و سوز خدا ہی کی قسم ناصح ہونگا کہا اتنا پوچھ بیگار ہے کہنے سے تیر دل لگا اب لوٹ اسی تقریر مین یہ حال ہوا کہ دل مین درد چہرہ زرد ہونے لگا لب پر آہ سرد گرفتار رنج و تعب عشق کے آثار سب ظاہر ہوئے ضبط کا پردہ درمیان سے اوٹھا شور فغان سے اوٹھا جنون پر اسمان عقل بیچارہ نو گرفتار سلسلہ محبت مین اسیر بقول میر ہو گیا
میر صبح نے اک جنون کیا پیدا ۔ اشک نے رنگ خون کیا پیدا ۔ ہاتھ جانی لگا گریبان تک ۔ چاک کے پانون پھیلے داماں تک ۔ بیقراری نے کج ادائی کی ۔ تاب و طاقت نے بیوفائی کی ۔
تو تا یہ حال دیکھکر بہت محجوب ہوا کہ ناحق زندگی کی کج بحثی سے شہزادے کو مرگ کا مستعد کیا بیٹھے بٹھائے خون بیگناہ اپنی گردن پر لیا اب اسطرح کا سمجھانا مانع ہونا اور بہار ناہنجر کا نا بلکہ مزا جلانا ہی گھبرا کر اسکی تشفی کرنے لگا اور زخم شمشیر عشق کو مرہم مژدۂ وصال سے بھرنے لگا کہا آپ ہوش و حواس بجا رکھئے اگر مجھے ایسا سمجھا جانا کہ میں جھوٹ سچ مانا اس شرط سے آپ کو لیچلونگا جو میرا کہا نا مانوگے زک اوٹھاؤگے دھوکا کھاؤگے پھر مجکو نا پاؤگے پچھتاؤگے جان عالم نے فرمایا اسے رہبر کامل رنج کے غمگسار راحت کے شامل تیری جادۂ اطاعت سے قدم باہر نہ دہرونگا جو تو کہیگا

ہی کرونگا مگر جلد حال مفصل اور بعد منازل سمت شہر دوست سے نشان کامل دے ورنہ دل بیتاب
نجات وہ بیقراری سیماب کہ قطرۂ خون سے فزون نہیں تڑپ کر براہ چشم نادیدہ وجود سے
نکل جائیگا پھر بجز حسرت و افسوس ہیچ کیا ہاتھ آئیگا یہ حال تڑپتا ہے متصل جیسے مرغ بسمل ہو
یا کہ دل میرا توتے نے کہا اضطراب کا کام خراب ہوتا ہے اتنی جلدی نہ موقوف کیجیے آج کی رات
اس شہر میں کاٹ صبح اودھر کی راہ لیجیے اگر کشش صادق اور طالع بھی موافق ہیں انشاء اللہ منزل مقصود کو
پہونچینگے عزم بالجزم درکار ہے وہ شہر پناہ پر خانۂ یار ہے جان عالم یہ خوشخبری سنکے بشاش ہوا پھر کہا
استاد مژدۂ وصل ہی کل رات کی زیست ہو حرام ہو وہ آگہی جانے برگشتہ نہ ہر اوقات یہ اوس رات کی بیقراری
گریہ و زاری اختر شماری شہزادے کی کیا کہوں ہر گھڑی بحال پریشان سوے آسمان مضطر نگران تھا
کہ رات بسر ہو جلد سحر ہو تا عزم سفر ہو اور یہ کہتا تھا مصرع یا الٰہی شب امل صبح کو وقت
یا مگر صبح نباشد شب تنہائی را غرض تاثیر دعاے سحری اثر الٰہی شبی سے ظلمت شب نور روز
منور ہوئی وزیرزادے کو یاد فرمایا اگرچہ بہت تازیانۂ عشق کھائے تھا اوس سے
بھی الفت رکھتا تھا جب وہ حاضر ہوا حکم کیا دو گھوڑے صبا رفتار برق کردار جنکی جھپٹ نسیم تند رو کو
کشندل اٹھا اونکے قدم سے کمیت صرصر کی ڈپٹ پانوں کی نگی نکالی جلد لا بموجب ارشاد اصطبل خاص میں جا کے گھوڑے لایا
کچھ اسباب ضروری وہ بھی بجلدی لیکے وہ دونوں خستہ تن بقول میر حسن چل نکلے میر حسن

نہ سدھ بدھ کی لی اور نہ منزل کی لی	ن	نکل شہر سے راہ جنگل کی لی	ن

پہلا سفر عازم شہر زرنگار کا مع وزیرزادہ اور رہبر ہونا توتی کا ہرن کا ملنا اور تفرقہ باہم کا ملاقات مرشد کامل کی پھر حوض مین کودنا شہزادی کا طلسم کی گرفتاری جان عالم کی بیقراری پھر بدولت نقش سلیمانی رہائی پانی

بادیہ پیمایان مراحل محبت و صحرانوردان منازل مودت رہروان دشت اشتیاق و طے کنندگان جادۂ فراق
مسافران بار ناکامی بردوش بہزار کوچہ یار دین و دنیا فراموش عشق سر پہ سوار خود پیادہ زیست سے
دل سیر مرگ کے آمادہ لکھتے ہیں کہ جب باین ہیئت کذائی وہ پروردۂ دامن ناز و آغوش شاہی گھر سے
نکلا اور در شہر پناہ پر پہونچا پھر کر عمارات سلطانی شہر کی آبادانی دیکھ آہ سرد کھینچی غریب الوطنی پر

کمر چست کی اور فراق یاران وطن مین دل کھول کے خوب رویا پھر فاتحہ خیر پڑھ آگے بڑھا توتی کو پنجرے سے
کھول دیا گھوڑون پر شہزادہ اور وزیرزادہ سمند صبا پر سیان مٹھو پیادہ نیا دانہ کھاتی نیا پانی پیتے
روانہ ہوئے بعد طی منازل و قطع مراحل اسکا گذر ایک دشت عجیب صحرای غریب مین ہوا ہر تختہ جنگل کا
بروش باغ تھا جو پھول پھل تھا تازہ گل چمن معطر ناسے دماغ جہان تک پیک نگاہ جاتا بجز گلہاے رنگین
و یاسمن و نسرین اور کچھ نظر نہ آتا شہزادہ شگفتہ خاطری سے صناعی باغبان قضا و قدر کی سمجھتا جاتا تھا
ناگاہ ایک سمت سے دو ہرن برق وش صبا کردار سبک جست تیز رفتار سامنے آئے زربفت کی جھولین
پڑین جڑاؤ سینگوٹیان جڑین گلے مین غرق ہیکلین مثل طاؤسان طناز عربدہ ساز سرگرم خرام ناز چھم چھم کرتے
چوکڑیان بھرتے جان عالم بیچین ہوا وزیرزادی سے کہا کسی طرح انکو جیتا گرفتار کیجیے اس سعی مین
گھوڑے ڈالے یا تو وہ اپنی وضع پر چلے جاتی تھے جب گھوڑون آگے وہ بھی سنبھل کنوتیان بدل
چوکڑی با جست و خیز بھرنے لگے انھون نے گھوڑے ڈپٹائے انکی گھوڑے دوڑانا وہ طائر فرزانہ
چوکڑی بھول کے پکارا ہان ہان اے نوجوان کیا غضب کرتا ہے یہ دشت پر سحر ہے بیہودہ کیون
قدم دھرتا ہے ہر چند پکارا سر دے مارا مگر سناٹے مین کسی نے نہ سنا توتی نے لاکھ سر دھنا آخر مجبور
ایک درخت پر بیٹھ رہا وہ چلے گئے دو چار کوس دونون ہرن ساتھ بھاگے پھر ایک اور سمت
دوسرا اور طرف چلا ایک ساتھ شہزادہ دوسرے کے تعاقب مین وزیرزادہ یہ بھی جدا ہوئے

تصویر جانعالم مع وزیرزادہ اور دو ہرن بھاگتے ہوئے اور توتا بالاے سر پران



القصہ تا غروب آفتاب وہ شمس سپہر سلطنت گھوڑا گبٹ پھینکے گیا دفعۃً ہرن نظر سے غائب ہوا
اسنے باگ روکی گھوڑا عرق عرق خوے پسینے مین غرق سر سے پا تک بحال مضطر حیران پریشان نادم پشیمان
دیکھا تو نہ وزیرزادہ نہ توتا آپ یا دشت پرخطر گھبرا کے ادھر اودھر دیکھا بوے انسان و حیوان مشام
جان تک نہ آئی طبیعت سخت گھبرائی جب کسی کو نہ دیکھا یہ کہا شعر اوڑ گئی یہ ترنگ جوانی کی کیا جسنے
مجکو جلا وطن ﴿ ہوا ایسا پیش از ین کا ہیکو مین جنگل کے گھر سے خراب تھا ﴿ اور کبھی جو یاد یاران ہمراہی
جی مین آتی تو یہ شعر دردناک پر سوز با دل صد چاک و آہ جگردوز پڑھتا میر سوز کہیو اے باد صبا
بچھڑے ہوئے یارون کو ﴿ راہ ملتی ہی نہیں دشت کے آوارون کو ﴿ پھر آگے بڑھا چشمۂ آب نظر پڑا گھوڑے
سے کودا ہاتھ منہ دھویا اپنی تنہائی پر خوب رویا اوسی حال گریہ و زاری مین دست دعا بجناب باری
اوٹھا کر پکارا کہ اے کس بیکسان و اے مددگار رہ گم کردگان مجھہ خستہ و پریشان و دور از یاران کی رہبری کر
تیرے بھروسے پر سلطنت کو خاک مین ملا گھر سے ہاتھ اوٹھا آوارۂ صحرای غربت مبتلای رنج و مصیبت
ہوا ہوں لا اعلم نہ مونسے نہ رفیقے نہ ہمدمے دارم ﴿ حدیث دل بہ کہ گویم عجب غمی دارم ﴿ تیری ذات سے
یا یہ جنگل وحشت انگیز بلا خیز مہمان ہوئی عمر انات نہین آتی یہ کہکر زار زار مانند ابر نوبہار رونے لگا
فریاد و زاری تڑپ اور بیقراری اوسکی بدرگاہ مجیب الدعوات قبول ہوئی تیر دعا ہدف اجابت سے
لب معشوق ہوا ایک پیر مرد سفید داڑھی والی سبز عمامہ سر پر عبای عنابی کندھے پر ڈالی ہاتھ مین عصا

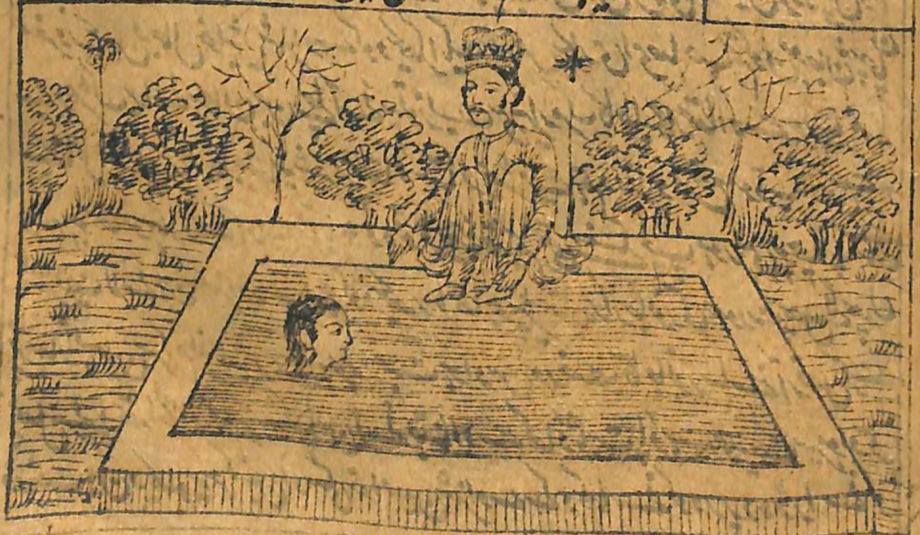
تصویر شہزادے کا چشمے پہ بیٹھنا اور پیر مرد کا وہان آنا



حضرت خضر تھے وہ بزرگ سبزپوش پاس آیا اور وہ پکارا السلام علیک اے فرزند باوجود سلطنت اسیر گرفتار
محنت و محبت شہزادے نے آنسو پونچھ سلام کا جواب دیا پیر مرد نے فرمایا اے عزیز کیا حاجت
رکھتا ہے بیان کر یہ سنکے ایسا خوش ہوا کہ رنج راہ بھولنے کا بھولا وزیرزادی اور توتے کی جدائی بھی
یاد نہ آئی کہا آپ کو قسم اوسی کی جسنے میری رہبری کو بھیجا ہے جلد نشان ملک زرنگار کا بتا دیجیے
یا درِ دلدار تک پہونچا دیجیے وہ ستودہ صفات ہنسا اور کہا خبرداری بیخودی ابھی بلا سے ناگہانی
آفت آسمانی جسمیں آپ پھنسے ہیں اوس سے نجات نہیں پائی معشوقہ یاد آئی جانِ عالم نے کہا کوئی آفت و ستم
و بلا ہجر جانان اور مفارقت دوست سے سوا نہیں ہے میر سوز نہ آگے ورود جدائی کو قیامت کا رنج ✤
روز محشر کو نہ میری شب ہجران سے ملا ✤ اوس حاذق باطن نے فرمایا اے شہزادے یہ صحرائے غضب
وشت پر تعب ہے برتختہ اسکا دام ستم گل اور بوٹا نزخار غم و الم ہے یہاں کا پھنسا الجھا حشر تک
نہیں چھوٹا یہ سب کارخانہ طلسم ہے شہزادے نے کہا ہم سحر محبت میں گرفتار ہیں ہمیں جینا
مرنے سے فزون ہے دل کا حال دگرگون ہے شیفتہ ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے ✤
الٰہی موت دے گذرا میں ایسے جینے سے ✤ اوس کریم النفس کو اسکے حال پر رحم آیا فرمایا بد حواس
نہو نظر بخدا رکھ کہ وہ چارہ ساز عالمین جامع المتفرقین ہے شہزادے نے کہا فی الحقیقۃ مگر
برائے خدا ایک نظر ملک زرنگار اور وہ معشوق طرحدار اگر نظر آئے جان زار بچ جائے زیست کا
کیا اعتبار ہے مرگ ہر دم ہمکنار ہے حسرت دید تو نکل جائے اوس خدا پرست نے فرمایا آنکھہ بند کر
پلک سے پلک شہزادے کی لگی ملک زرنگار میں گذار ہوا اور صورت اوس [illegible] کردار کی نظر پڑی
بیخود نگاہ دل سے آہ کی بیہوشی سارہی غشی طاری ہوئی مرد بزرگ نے سمجھایا اس امر لاطائل سے
کیا حاصل زندگی درکار ہے ایک روز دوست بھی ہمکنار ہے سمجھانے سے اتنی تسکین ہوئی کہ آنکھہ
کھولی رات ہو گئی تھی پیر مرد نے کچھ کھلا لب چشمہ سلایا جسوقت افق چرخ سے راہ گم کردہ مسافر
مغرب یعنی آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہو حصۂ چہارم آسمان پر آیا شہزادے کی آنکھہ کھلی
وہاں آپ کو پایا جہاں سے ہرن کے پیچھے گھوڑا اوٹھایا تھا سجدۂ شکر ادا کر سرگرم رہ دوست ہوا
رہ کا پتا اوس راہبر خیل سبز پوشان سے پوچھ لیا تھا قدم بڑھایا جاتی جاتے ایک روز آفتاب کی
حرارت بدرجۂ اتم تھی پیاس کی شدت ہوئی آب دہان گوہر نایاب تھا خضر تک اوس دشت میں

لاعلاج پانی کا محتاج تھا زبان مین کانٹے پڑے ریت کی گرمی سے تلوے جلتے تھے دو گام قدم
نہ چلتے تھے لون کا شعلہ یہ سر گرم آزار جگر سوختگان تھا کہ پرندے پیڑون مین منھ چھپائے تھے گوسون
درندے نظر آتے تھے وحشی گروہ آہنگران تھا ہر طرف شعلہ جوالہ دوان تھا ریگ صحرا کیفیت دریا
دکھاتی تھی پیاسون کی ورنہ دھوپ مین جان جاتی تھی صدائے زاغ و زغن سے سناٹا دھوپ کا
تراقا دشت کا پتھر پنے سے انگارا تھا جانور ہر ایک پیاس کا مارا تھا وہ تابش شمس جس سے ہرن کالا ہو
غ کورسے زبان مین چھالا ہو باد سموم سے وحشیون کے منھ پر سیہ تاب تھا لون سے گاؤزمین کا
جگر کباب تھا مچھلیان پانی مین بھنتی تھین جل جل کر کنارے پر سر دھنتی تھین سرطان فلک جلتا تھا
کیکڑا لب دریا ابلتا تھا ایسے موسم سے سفر مین مفر کیونکر ہو مسافر خواب مین ترا ترا کی چلو بھر پانی دو
درخت خشک سوکھے پتے کھڑکھڑاتے تھے جانور پر کھولے پھڑپھڑاتے تھے چارپائی ایک سمت
ہانپتے تھے گرمی کے خوف سے کانپتے تھے یہ حرارت مستولی تھی کہ دوستون کی گرمی سے
جی جلتا تھا مسافر وہم پاسے گمان سے راہ نہ چلتا تھا خورشید حشر کیطرح آفتاب تابان تھا صحرائے قیامت
وہ بیابان تھا اسی حال خراب مین شہزادہ سرگشتہ دل برشتہ حیران پریشان ایک طرف درخت
گنجان سایہ دار دیکھکر آیا تو وہان حوض مصفا پانی سے لبالب بھرا پایا پانی دیکھکر جان رفتہ تن مین آئی
آنکھون نے لہرون سے ٹھنڈک پائی گھوڑے سے اوترا پانی پینے کو جھکا چرخ نے نیرنگی دکھائی

تصویر جانعالم کے حوض مین کودنے کی



وہی معشوقہ مرغوبہ مطلوبہ جسکے سیل تلاش مین غریق محیط الم گرفتار لطمۂ غم مثل پرکاہ بہا بہا
پھرتا تھا حوض مین نظر آئی آنکھہ چار ہوتے ہی وہ بولی ای آشناور بحر محبت وای غواص چشمۂ الفت دیر سے
تیری منتظر تھی للہ الحمد تو جلد پہونچا تامل نکر کود پڑ انھین تو وہ آنکھہ بند کرنے کا نقشہ ہر پل مد نظر تھا
بے تامل نہنگ آفت کے منھہ مین کود پڑا زیست سے سیراب ہو یہ کہتا شعر کودا کوئی یون گھر مین
ترے وہم سے نہوگا ٭ جو کام ہوا ہمسے وہ رستم سے نہوگا ٭ کودتے ہی سر تلے ٹانگین اوپر
غلطان پیچان تحت الثریٰ کو چلا گھڑی بھر مین تہ کو پانون لگا آنکھہ کھولی نہ حوض نظر آیا
نہ اوس غیرت شہوار کو پایا مگر صحراے لق و دق جسے دیکھہ رستم و اسفندیار کا رنگ فق ہو دیکھا
اوسوقت سمجھا دوسری زک اوٹھائی توتے کی بات آگے آئی ع وای بر او گرفتاری ما ٭
یہ کہکے آگے چلا دور سے چار دیواری معلوم ہوئی جب قریب آیا باغ اور عمارت متصل دیکھی
در باغ بسان آغوش مشتاق وا سر و ہوا یہ تو گرمی کا مارا تھا بے تکلف قدم اندر رکھا باغ مین
آیا قطعۂ دلچسپ پایا تختہ بندی معقول پیڑ خوش قطع خوبصورت پھول روشین صاف
نہرین شفاف چشمے ہر سمت جاری نئی تیاری درختون پر جانوران نغمہ سرا برگ و بار و گل سے
بالکل باغ بھرا باغبانیان پریوش ہر روش پر پروش قمری خراماں شاخون پر بلبلین غزلخوان بیچ مین
بارہ دری عالیشان سب تکلف کا سامان اوسکے متصل چبوترہ سنگ مرمر کا بادلے کا سائبان
کھنچا مسند مغرق بچھی ایک عورت خوبصورت عجیب آن بان سے بیٹھی خواصین گرد و پیش وہ
مغرور بحسن و جمال خویش شہزادے کو دیکھا ایک خواص پکاری ای صاحب تم کون ہو جان نہ پہچان
بے دھڑک پرائے مکان مین چلے آئے یہ تو زیست سے بیزار مرگ کا طلبگار تھا اوسے جواب ندیا
بے تامل مسند پر برابر جا بیٹھا یہ شعر پڑھتا استاد بھڑ بیٹھے ہم دو زانو وضع مودب اوس سے ٭
وضعی جو تھا تو ہمکو داب ادب نہ آیا ٭ وہ تو فریفتۂ قدیم تھی ہنسکے چپ ہو رہی پوچھا آپ کہان سے
تشریف لائے ہین شہزادہ متحیر باغ کو دیکھہ رہا تھا جو پیڑ تھا پردار جانور کی صورت پھل لگے پھول
پر بہار آپس مین سرگرم گفتار جس میوے پر رغبت ہو اوس درخت کا جانور سامنے آ رقص کرے
پھل بے ہاتھہ لگائے منھہ کے پاس آئے جتنا اوسے کھاؤ ثابت پاؤ جب طبیعت سیر ہوا اوسی
درخت مین دیکھلو یہ حرکتین اوسکی خواصین شہزادے کے دکھانے کو در پردہ ڈرانے کو

کرتی تھین اس قرینے سے جانعالم کو یقین ہوا کہ یہ سب جادو کا ڈھکوسلا ہی ہیر پھیرو پیچ فرماتا تھا
افسوس بُرے پھنسے یہ تو ان خیالون مین تھا وہ سُنے مکرر پوچھا شہزادے نے جواب دیا کہ ہمارا
آنا جانا تمھین خوب جانتی ہو اجنبی ہین لیکن تم پہچانتی ہو وہ مسکرائی خواصون سے کہا آپ
مہمان ہین مروت شرط ہی اونھون نے کچھ اشارہ کیا کشتیان شراب کی قابین گزک و کباب کی
مع جام و صراحی خود بخود آئین اور مینا سے بے زبان پنبہ دہان ، قہقہان یہ بولی حافظ اگر شراب
خوری جرعۂ فشان بر خاک ؛ ازان گناہ کہ نفعے رسد بغیر چہ باک ؛ چو جرعۂ جام ابر ریز بر ریز
کہتا خندان زنان جانعالم کے قریب آ کے بولا حافظ بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ؛ چنان
نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ؛ شہزادے نے انکار مین مصلحت نہ دیکھی کہا اگر عذر کرون اسطرح
شراب حلق مین اوترے تو کیا لطف رہے یہ کہا لا اعلم یارسی ہے لطف می کا آہ یہ ہو وہ نہو ؛
یہ کوئی صحبت ہی ساقی واہ یہ ہو وہ نہو ؛ پھر اوس جام کو ناکام ہاتھ مین لیکے لہو کے سے گھونٹ
گلا گھونٹ گھونٹ پیے وہ دور بے سر انجام پر الام گردش مین آیا جب دو چار ساغر متواتر

تصویر اختلاط جانعالم اور جادوگرنی کی مع سامان مسہری



جادوگرنی نے پیپے کا سہ دماغ سے عقل دور ولولۂ مستی سے معمور ہو چھیڑ چھاڑ کرنے لگی شہزادہ
اوسکا اختلاط کج بحثی سے بدتر جانتا تھا مجبور گردش گردون دون دیکھکر سرنگون جو کچھ ہان ہون
کردیتا سچ ہے جسے جی پیار کرتا ہی اوسکی گالی بدتر بوس و کنار سے زیادہ مزہ دیتی ہے اسی
صحبت مین آدھی رات گذری خاصہ طلب کیا دو چار نوالے جانعالم نے بجبر اپنے کے سہارے
اوگل اوگل حلق کے نیچے اوتارے اس بد مجبکی نے قرار واقعی ہاتھ مارے کھانا نہ ہار کر شہزادے کا
ہاتھ پکڑ بارہ دری مین لیگئی جواہر نگار مسہری پر بٹھایا ایک تو شراب کا نشہ دوسرے عالم تنہائی
بیٹھتے ہی شرم و حجاب کا پردہ اوٹھا لپٹ گئی وہ سرکا پھر تو خفیف ہوکے بولی تو نے سنا ہوگا
شہپال جادو شہنشاہ ساحران جہان فخر سامری و جیپال کا نام ہی اوسکی بیٹی ہون تمام باغ بلکہ
نواح اسکا سب سحر کا بنا ہے برسون سے تیری فریفتہ اور شیدا ہون تمنائے وصال خراب حال جیتی تھی
جز لخت جگر اور خون دل کچھ نہ کھاتی نہ پیتی تھی آج لات منات کی مدد سے تو میرے اختیار مین آیا
دل کا مطلب بھر پایا جس چیز کا شائق و طلبگار ہو جو شی تجھے درکار ہو بجز ملاقات انجمن آرا جہان کا
سامان مہیا ہے بشرط اطاعت و اظہار محبت جانعالم پہلے ڈرا پھر جی مضبوط کر کے بولا یہ سب
سچ ہے جو تو نے کہا مگر تیری تقریر سے ثابت ہوتا ہے کہ تو راہ و رسم محبت سے آشنا ہے نوش حصول
نیش فصل کا مزہ چکھا ہے انصاف کر جسکے واسطے خانمان آوارہ غربت کا مارا سرگردان ہوا ہون
تو اوسی کے نام کی دشمن ہے مین تیری دوستی پر کیونکر اعتماد کرون دنیا مین تین طرح کے
دشمن ہوتے ہین ایک تو وہ جو صریح اپنا عدو ہو دوسرا دشمن کا دوست تیسرا دوست کا دشمن یہ
سب سے بڑا ہے اوس سے کنارہ اچھا ہے یا یہی شرط محبت ہے کہ ایک شخص کا نام خراب کرکے
جہان آسایش ملے وہان بیٹھ رہے فکر سلطنت جستجوے دولت مین سربصحرا نہین ہوا ہون
جو تیرے جاہ و ثروت پر اکتفا کرون تجھے معلوم ہوگا اللہ کی عنایت سے گھر کی حکومت چین کی بنی تھی
مگر سیر تو یہ حال ہے میر تقی اک مدت پاے عیار رہی اک مدت گلخن تابی کی ٭ برسون ہوئے ہین
گھر سے نکلے عشق نے خانہ خرابی کی ٭ یہ سنکے وہ کھسیانی کتیا سی جھنجلائی کہا قدرت تحریری سن لے
مغرب و مشرق کا فاصلہ گردش چشم سے ہے زرنگار جانا کیا یہ تو ہم ہوا ادھر پلک جھپکائی اتنے عرصے مین
زرنگار گئی ادھر آئی خیر اگر میری ہم صحبتی گریہ جانتا ہے کہ امید بھی قطع کردیتی ہون بھی انجمن آرا کو

تیرے روبرو جلا اپنا دل ٹھنڈا کرتی ہون جانعالم بدحواس ہوا کہ رنڈی کے غصے سے ڈرا چاہیے
سخت غضب مین گرفتار ہوئے انکار مین قتل معشوق مدنظر اور اقرار کرنے مین اپنی جان کا ضرر
دونون طرح مشکل ہی حیران ہو آل کار ہو چپ منہ تکنے لگا واقعی مقدمہ بہت پیچدار ہی جسپر گذرا ہو وہ جانے
دل کا یہ حال ہوتا ہی جدھر آیا آیا جسسے پھرا پھرا اور یہ کیا عذاب عظیم ہے فراق محبوب
وصال نامرغوب آخر کار شہزادے کو بجز اطاعت مصلحت نہ بن پڑی دل کو تسلی دیکر کہا اگر
اس سے موافقت کروگے انجمن آرا کی اور اپنی زندگی ہوگی خالق رحمۃ للعالمین جامع المتفرقین ہے
کوئی صورت نکل آئیگی کہ اس بلا سے رہائی اور دلدار تک رسائی ہوجائیگی الاحیلہ شرط ہی یہ خیال کر
ساحرہ سے کہا ظالم ہم تیرا جی دیکھتے تھے ہمنے سنا تھا عاشق معشوق کے نازبردار ہوتی ہین مگر یہ جھوٹ
تھا دھمکاتے ہین ڈراتے ہین عاشقی مین حکومت کسی نے کانون سے نہ سنی ہوگی ہمنے آنکھون سے دیکھی
تو یہ نہ سمجھی ایسا کون احمق ہوگا جو تجسا معشوق عاشق خصال اور یہ سلطنت لازوال چھوڑ کے
امر نادیدہ کی جستجو کرے امید ہو ہو صحرا جنگل جنگل ڈھونڈھتا پھرے یہ فقط اختلاط تھا یہ کہکے گردن
مین ہاتھ ڈالدیا وہ قحبہ تو ازار کھولے بیٹھی تھی لپٹ گئی ناچار با خاطر افگار اوس تیرہ بخت کا منہ کالا کر
ہاتھ منہ دھو اوسکے ساتھ سو رہا وہ چڑ مرانی بدمست لیٹتے ہی جہنم داصل ہوئی یہان نیند کہان
تھی سینے مین بیقرار پہلو مین وہ خار ہر دم آہ سرد دل پر درد سے بلند چشمہ چشم جاری فریاد و زاری
دوچند جگر مین سوز فراق نہان لب سے دود نہان عیان یہ رباعی بر زبان لااعلم کسی کی شب وصل
سوتے کٹ گئی ہی + کسی کی شب ہجر روتے کٹتی ہے + ہماری یہ شب کیسی شب ہی الٰہی + نہ سوتے کٹتی ہی
نہ روتے کٹتی ہی + مگر جب وہ کروٹ لیتی اسکی جان خوف سے نکلتی دم بخود ہوجاتا جھوٹ موٹ سوجاتا
اسی حال سے بہزار خرابی و مشاہدہ بیتابی جانعالم گریبان سحر چاک ہوا جادوگرنی اوٹھی شہزادی کو
حمام مین لیگئی وہان اور عجائبات سحر دکھلائے نہا کے دونون باہر آئے خاصہ چنا گیا بعد فراغ صحبت طعام
اوسنے یہ کلام کیا کہ میرا معمول ہی اسوقت سے سہ پہر دن رہے تک شہپال کے دربار مین حاضر رہتی ہون
تیری اجازت پاؤن تو جاؤن جانعالم نے دل مین کہا الحمد للہ جو دم تیری صورت پر کدورت نہ دیکھون
غنیمت ہی مگر ظاہر مین زمانہ سازی سے کہا فرقت گوارا نہین پر روکنے کا یارا نہین جلد آنا ساحرہ اس
کلمے سے بہت خوش ہو چل نکلی اوسکے جاتے ہی باغ سنسان ویران وحشت انگیز ہو کا مکان ہوا تنہا شاہزادہ

باخیال دلبر بھیر تو بے تکلف ہوجی کھو لکے رویا میر غم دل کو زبان پر لایا ❊ آفت تازہ جان پر لایا
کہا ہمسا بھی بد نصیب دور از حبیب دوسرا نہوگا جسکا یار نہ مددگار جس سے دل کا درد کہیں تا تسکین ہو
صحبت اونکی ملی ہی جنھین دیکھہ چپ رہی کہ عشق اور کا اونکے ذہن نشین ہوا ایک جانور جو رہبر تھا
یون اوڑا وزیرزادہ جو لڑکپن سے جان نثار اور یاور تھا دون چھٹا ہوس سوائے اندوہ و یاس و
حرمان ہوا نہ حاصل جہان سی ہمکو ❊ اوٹھائین کاندھے پہ بار ہستی سفر ہے بہتر یہان سی ہمکو ❊
اسی سوچ مین چھہ گھڑی دن باقی رہا جادوگرنی جمکی چمکائی آئی جانعالم کو اوسکی صورت دیکھکے
رونا آیا لیکن ڈر کے مارے جو ہنسنے لگا نالہ گلے مین پھنسنے لگا پھر وہی اکل و شرب کا چرچا مچا جب
نصف شب گذری تو وہ سو رہی انکو بیداری اختر شماری نصیب ہوئی فرد شاہد رہیو تو ای
شب ہجر ❊ جھپکی نہین آنکھہ مصحفی کی ❊ اسی انداز سے دو مہینے گذری جانعالم کا روز کی کوفت سے
یہ عالم ہوا کہ سوکھہ کے کانٹا ہوگیا بدن ڈھانچا ہوگیا اُستاد ہون کاہ سی کاہیدہ بس نزار اسی کہتے ہین ❊
عیسیٰ سی نہوا چھا بیمار اسی کہتے ہین ❊ بن ہاتھہ لگی دش کے جا سے نہین ہلتا ہین ❊ لاغر اسی کہتے ہین بیمار اسی کہتی ہین ❊
تصویر مرقع ہون سکتے کا سا عالم ہی جنبش ہی نہین نقش دیوار اسی کہتے ہین ❊ قضارا ایکروز وقت رخصت ساحرہ
بولی جانعالم تیری تنہائی کا اکثر خیال بلکہ مجھے ملال رہتا رہی تو اکیلا تمام دن گھبراتا ہوگا باغ خالی کاٹی کھاتا ہوگا
مجبور ہون کوئی تیرے دل بہلانیکی کون نہین جسے چھوڑ جاؤن یہ رنڈیان بد سلیقہ ہین انکو کہان تک
آدمیت سکھاؤن ہنوز انھین نشست برخاست کا قرینہ نہین آیا انسے تو اور
برخاستہ خاطر ہوگا شہزادے نے کہا ہم کہا گھبرائینگے تنہا پیدا ہوئی تمام عمر اکیلے رہی ہماری قسمت مین
دوسرا لکھا نہین ہمصحبت ہمارا خدا نے خلق کیا نہین لیکن یہ اندیشہ ہمیشہ رہتا ہی کوئی ہمین
مار ڈالے تو دن بھر مفت مٹی خراب رہی تم سے کون جا کر کہے ہنسنے کی جا ہی رونیوالا ناپیدا ہے
وہ بولی یہ مکان طلسم ہے باد مخالف کا گذر محال ہی تیرا کدھر خیال ہی شہزادے نے کہا اگر
کوئی جادوگر یہ قصد کرے اوسے کون روکے وہ فریفتہ بشدت تھی بند ہوئی وہم یہ ہوا کہ
میرے بعد کوئی جادوگرنی آئے اور اسپر عاشق ہوجائے مار ڈالنا کیسا یہان سے لے اوڑے
تو تو کہان پائے سب محنت برباد ہوجائے فرط محبت نشانی الفت مین انجام کار نسوچی بے تامل
نقش سلیمانی صندوق سی نکال اسکے بازو پر باندھا کہا اب نہ تاثیر سحر نہ دیو کا گذر نہ پری سے

ضرور ہوگا دل کا کھٹکا مٹا نزے اوڑا یہ کہکے وہ تو بدستور چلی گئی جانعالم کے سر خرابی آئی وہی
بلبلانا شور مچانا باغ کو سر پر اوٹھانا اور گاہ انجمن آرا کے تصور سے یہ کہنا مؤلف لکھا ہوا یہی
قسمت کا تھا سو جان ملا ۞ کہ سیری خاک میں محنت دی آسمان ملا ۞ ہزار صدمے پہ دل نے ہمارے
اُف بھی نہ کی ۞ جو اک رفیق ملا وہ بھی بیزبان ملا ۞ نہ ہمنے چین بزیر فلک کبھی پایا ۞ عنایت ازلی سے
عجب مکان ملا ۞ تری تلاش میں دربدر بھٹکتے پھرتے ہیں ۞ ملا نہ تو ہی تو جو تیّ سے گو جہان ملا ۞
نہ کہہ تو سیر فلک پہ کہیگی ساری خلق ۞ کہ خاک میں ترے جوروں سے کیسا جوان ملا ۞ بہت جہان
کی کی سیر اسے سرور حزیں ۞ بہ بیخزان نہ ہمیں کوئی بوستان ملا ۞ ایکدن عالم تنہائی میں جانعالم کو
یہ خیال آیا اس نقش کی تعریف اوسنے بہت کی تھی کھولو تو شاید عقدہ کار بستہ کھلے یہ سوچ کے
اوسے کھولا اوسکا یہ نقشہ تھا بست وربست کا نقش ہر خانے میں اسمای الٰہی مع ترکیب و تاثیر تحریر تھے
دیکھتے دیکھتے خانہ مطلب میں نظر پڑی لکھا تھا کہ کوئی شخص کسی ساحر کی قید میں اگر ہو یہ اسم پڑھے
نجات پائے یا مکان طلسم میں پھنسا ہو اسے پڑھتا جدھر چاہے چلا جائے اور جو کوئی سحر کرتا ہو اوس پر
دم کر پھونک دے اوسی دم اسکی برکت ساحر کو پھونک دے یہ سانحہ اوسمیں دیکھکے قریب تھا
کہ شاہزادے کو شادی مرگ ہو جلد جلد وہ سب اسم یاد کر نقش بازو پر باندھا اس عرصے میں جادوگرنی
موجود ہوئی جانعالم کے تیور برے دیکھے پوچھا آج مزاج کیسا ہے وہ بولا الحمد للہ بہت اچھا ہے دیر سے
تیرا منتظر تھا لے تجھے شیطان علیہ اللعن کو سونپا ہمارا اللہ نگہبان ہے یہ سنتے ہی روح قالب سے
نکل گئی سمجھی پیچ پڑا جان عالم چل نکلا سحر سے روکنے لگی تاثیر نہ کی سر پیٹ کر کہا سعدی
کس نیاموخت علم تیر از من ۞ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد ۞ یہ کہکے ناریل زمین پر مارا وہ پھٹا ہزار ہا اژدہا
شعلہ فشان پیدا ہوا شہزادے نے کچھ پڑھا وہ سب پانی ہو گئے فانی ہو گئے پھر تو منت
کرنے لگی پاؤن پر سر دھرنے لگی جادوگرنیاں سمجھانے لگیں کہ یہ شرط مروت نہیں جو اپنا والہ
و شیدا ہو اوس سے دغا کیجیے شہزادے نے کہا گریبان میں منہ ڈالو سوچو تو ہم بھی کسیکے عاشق میں
عزیزوں سے جدا مصیبت کے مبتلا سر بصحرا ہوئے تھے ہمیں جبر سے قید کیا ہر طرح کا الم مفارقت دیا
یہ احسان کچھ کم ہے ہمنے طلسم درہم برہم جو نہ کیا وہ سمجھیں یہ نہ سمجھیگا عاشقی کا کام نصیحت و پند و قید
و بند سے نہیں ہوتا اور جبر کا کام حباب آسا ناپائدار ہے اوسکا کیا اعتبار ہے حسن سدا ناؤ کاغذ کی

بھتی نہین ٭ اور یہ قضیۂ اتفاقیہ ہی ع ہر روز عید نیست کہ حلوا خورد کسے ٭ حسن کبھی یون بھی ہی
گردش روزگار ٭ کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار ٭ لیکن سوچو تو لاکچھ طرح کا راحت و آرام ہو
جو جی نہ لگے تو کیا کرے ٭ استاد دولت کو نہین حاصل ہو تو اوٹھیے لات مارے ٭ پھر نہین لگتا ہے
جی جسجا سی ہو جسکا اوچاٹ ٭ الغرض وہ سرپیٹی رہین جانعالم نے برکت اسمای الٰہی اوس طلسم سے
رہائی پائی اپنی راہ لی چند روز مین پھر اوس حوض پر وارد ہوا دیکھا اسپ وفادار پتھر سے سر مار مار
مرگیا تھا اوسکی لاش دیکھ دل پاش پاش ہوا خوب رویا اب اور رنج پیادہ پائی کا قدیم سے ہوا
سبحان اللہ کہان وہ شہزادہ پروردۂ ناز و نعم کہان یہ سفر پیادہ پائی کا دور دراز تنہائی کا درد و الم
ہر قدم خار ہر گام آزار مگر تصور یار پیش نظر ہر قطرۂ اشک مین سو سو لخت جگر آہ و نالہ ورد زبان یہ شعر
ہر ساعت برزبان ناسخ مانع صحرانوردی پانوءن کی ایذا نہین ٭ دل دکھا دیتا ہی لیکن ٹوٹ جانا
خار کا ٭ کیون نہ کھٹکون آسمان کو رات دن مین ناتوان ٭ آبلہ کی شکل اوسمین مجھ مین عالم خار کا ٭
رنگ رو فق دل مین قلق سینہ فگار پا آبلہ دار چھاتی غم دوری سے شق کبھی حکایت شکایت بیز گاہ یہ غزل
مولف کی درد آمیز پڑھتا چلا جاتا تھا مولف توڑ کر خم اور پٹک کر آج پیمانے کو ہم ٭ سوی مسجد
جاتے ہین زاہد کے بہکانے کو ہم ٭ شمع محفل مین کبھی ہین بار پروانے کو ہم ٭ ایک کیڑے سے
بھی گیا ہمکو ہین جلجانے کو ہم ٭ خواب سا کرتے ہین ہم ایام عشرت کو قیاس ٭ وعیان مین لاتی ہین
جسدم گذرے افسانے کو ہم ٭ کل تلک تھا جس مکان پر شمع رویون کا ہجوم ٭ چھانتے ہین اب
وہان خاک پروانے کو ہم ٭ اشک گلگون کے نشان چھٹ کچھ پتا ملتا نہین ٭ جب خزان مین
ڈھونڈھتے ہین اپنے کاشانے کو ہم ٭ جرم کچھ صیاد کا اپنی اسیری مین نہین ٭ روتے ہین کنج قفس مین
آب اور دانے کو ہم ٭ رشک زلف یار سب عقدے ہین میرے ای سرور ٭ اور اولجھاتے ہین
بیٹھےین جبکہ سلجھانے کو ہم ٭ چشم تر رنگ زرد آہ سرد دل مین درد نہ پانوءن کہین رکھتا آبلہ پائی سے
کہین اور جا پڑتا نہ راہ مین بستی نہ گانوءن نہ میل نہ سنگ نشان راہ کا سر نہ پانوءن دل صفا منزل مین
عزم در دلدار آبلون کو انس خار سخت بدحواسی تھی کانٹون کی زبان تلودون کے خون کی پیاسی تھی
نہ کوچ کی طاقت نہ یارائے مقام گھبرا کے وہ ناکام یہ کہتا مولف بدل دے اور دل اس دل کے بدلے
الٰہی تو تو رب العالمین ہی ٭ دلہ اور اسپر نقد جان دیگر بدل لیتا سرور ٭ گر دل بیرحم ٹھہرتا کسی کا

دھیان مین ٭ اور جب جنون عشق کا ولولہ از حد ہوتا تو سر ٹکر ٹکر کر رہ جاتا اور یہ کہتا موئلف قرار باقی نہین
جان زار بن تیرے ٭ ستارہا ہی دل بیقرار بن تیرے ٭ گھمنڈ تھا مجھے جن جن کا سب وہ بھاگ گئے ٭
حواس و ہوش و شکیب و قرار بن تیرے ٭ سرور گشتۂ محجوب خاک شرح کرے ٭ بسر جو کرتا ہی لیل و نہار
بن تیرے ٭ خلاصہ یہ کہ اسی حال خراب اور دل بیتاب سی ہر روز سرگرم منزل تھا دیدہ دیدار طلب سے روان خونابۂ دل تھا

رہائی طلسم سے اوس گرفتار محبت کی اور پہونچنا وادی فرحناک بےخس و خاشاک مین پھر ملاقات
بانی مہر و وفا یعنی ملکہ مہر نگار پر تمکین باوقار سے پیر مرد کا لوح دینا شہزادے کا رستہ لینا

عشق ہی تازہ کار تازہ خیال ٭ ہر جگہ اسکی اک نئی ہی چال ٭ کہین آنسو کی یہ سرایت ہے ٭ کہین
یہ خون چکان حکایت ہے ٭ گہ نمک اسکو داغ کا پایا ٭ گہ پتنگا چراغ کا پایا ٭ کہین طالب ہوا کہین مطلوب ٭
اسکی باتین غرض ہین دونون خوب ٭ یہان سے دشت نوردان وادی سخن جگر افگار و غربت زدگان پر محن
و سینہ ریش باپاے زخمدار و دل از خار خار بیان کرتے ہین کہ وہ مسافر صحراے اندوہ و حرمان بی توشہ
و زاد و راہ ہر روز بادل پر سوز گمراہ بادیہ گردی کرتا جیتا نہ مرتا ایک روز نواح دلکشا
و صحراے فرح افزا مین گذرا دیکھا کہ عنان قدرت نے صفحۂ دشت گلہاے مختلف رنگ سے بہشت ہشتم
رشک صحن چمن اور بوٹا پتا گھانس کا بہ از گل باغ ارم خجلت دہ نسرین و نسترن بنایا ہی گرد جدول آب رواں
چشمہ ہر ایک چشمۂ حیوان اوسکے کنارے ابر نے چھڑکاو سے عجب رنگ جمایا ہی نسیم بہار او درخت
گلزار سے میدان ختن و تاتار ہے نہ کہین گرد ہے نہ غبار ہے درختون پر فیض ہوا اور
ترشح سے سرسبزی ہے اور چمک کا جوبن ہی گل خودرو سے جنگل نمونۂ گلشن ہی تو مدتون کا
مسافت دیدہ مسافرت کشیدہ تھا وہ زمین خجستہ آئین بہت پسند آئی دل مین آیا آج کی شب
اسی جا سحر کیجیے قدرت حق مد نظر کیجیے ایک سمت زمین ہموار درخت گنجان چشمہاے آب رواں
دیکھکے جا بیٹھا جنگل کی کیفیت جی بہلانیوالی جانورون کی اوچھل کود کی دیکھا بھالی خوش فعلی کی
سیر گلگشت مین وحش و طیر بو باس ہر برگ گل کی دھوم دھام طائرون کے غل کی بوٹے پتے کی
نشو و نما سرد سرد ہوا ابر سیاہ کہین گہرا سرخ و سفید اودی ساون بھادون کی گھٹا رعد زور و شور سے
میخوارون کو سنا یہ کہہ رہا میر سوز کی فرشتون کی راہ ابر نے بند ٭ جو گنہ کیجیے ثواب ہی آج ٭ نہ یان

نالے چڑھے دریا بڑھے جھیلین تالاب لبریز ڈبرے موج خیز پپیہے کا ستون سے مخاطب ہونا پی پی کہہ آپی جان کھونا کوئل کی کو کو اور تو تو سے کلیجا منہ کو آتا تھا مور کا شور برق کی چمک چمک رعد کی کڑک ہوا کا زور زور رنگ دکھاتا تھا شام کا وقت غروب آفتاب کا عالم جانورون کا درختون پر بیٹھنا باہم زمین پر فرش زمردین بچھا دھان لہرین لے رہا آسمان مین زنگار رنگ کی شفق پھولی شام اودہ کی سیر بھولی ایک سمت قوس قزح جسے دھنک کہتے ہین بصد عظم و شان فلک پر نمایان سرخ سبز زرد دھانی الگیرن عنان بلبل کے چہچہے درخت سبز لہلہے کوسون تک سبزہ زار پھولون کی بہار کہین ہرن چرتے کہین پرند سیر کرتے کسی جا طاؤس سان طناز سرگرم رقص ناز لب ہر چشمۂ آب مرغابی آبی و سرخاب کبھی نمود ہوتا ماہ کا چکور کا دوڑنا بھرنا آہ کا دونون وقت ملتے اس دید کی خراش سے دل پاش پاش زخم جگر چھلتے یہ سیر جو ہجر جانان مین نظر کی گذر جائے کیونکر دل ٹکڑے ٹکڑے نہو چھاتی نہ بھر آئے استاد کا ؏ گرتی ہے ہر بوند تن پہ پارہ بن + کیا عجب گر ہون ہرے داغ جگر برسات مین + قاعدہ ہے جب آدمی کو سامان عیش و نشاط اس طرح کی فرحت و انبساط میسر ہوتی ہے جسے جی پیار کرتا ہے وہ یاد آتا ہے شہزادے نے مدت کے بعد یہ فرحت جو پائی یار کی یاد آئی شعر مین وہ نہین جو کرون سیر بوستان تنہا + بہشت ہو تو نہ منہ سنکیجے باغبان تنہا + اس سوچ مین بیٹھا تھا کہ ایک طرف سی رنڈیون کا غول پیدا ہوا یہ دھوکا پا چکا تھا سنبھل بیٹھا اور اسمائے رد سحر پڑھنے لگا بموجب مثل دودھ کا جلا چھاچھ پھونک پھونک پیتا ہے جب وہ آگے بڑھین غور سے دیکھا چار پانچ سو عورت پریزاد جو روش زرین کمر نازک تن سیمبر جسیت و چالاک کم سن الڑھ پنے کے دن اچھلتی کودتی پیادہ اور جواہر نگار ہوادار پر ایک آفتاب محشر سوار گرد پریون کی قطار تاج مرصع کج سر پر لباس شاہانہ پر تکلف در بر نیمچۂ سلیمانی اوس بلقیس وش کے ہاتھ مین سیماب وشی بات بات مین صید کرنی کی گھات مین بندوق چقماقی طائر خیال گرانی والی برابر رکھی شکار کھیلتی سیر کرتی چلی آتی ہے حسن مین بےمثال کاہش بدر غیرت ہلال میر حسن برس پندرہ یا کہ سولہ کا سن + جوانی کی راتین مرادون کے دن + طالع بیدار یاور اقبال ومساز غمزہ و عشوہ و انداز و ادا جلو مین آفت جان عاشق ہمراہ یہ ناز جان عالم نے باواز بلند کہا میر تقی کیا تن نازک جان کو بھی حسد جس تن پہ ہے

تصویر صحرائی پُرفضا و جانعالم و ملکۂ مہرنگار کا بسواری ہودار جان عالم کے پاس آنا



کیا بدن کا رنگ ہے تہ جسکی پیراہن ہے ہے ÷ یہ صدا جو اہتمام سواری آگے آگے کرتی تھین اونکے
کان مین پڑی اور نگاہ جمال جانعالم سے گری سب کی سب لڑکھڑا کر ٹھٹک گئین کچھ سکتے کے
عالم مین سہمکر جھجک گئین کچھ بولین ان درختون سے چاندنی کیفیت کیا ہے کوئی بولی نہین ری
سورج چھپتا ہے کسی نے کہا غور سے دیکھ ماہ ہے ایک جھانک کی بولی باللہ ہے ایک نے
غمزے سے کہا چاند نہین تو تارا ہے دوسری چٹکی لیکے بولی اوچھال چھکا تو بری خام پارہ ہے
ایک بولی سرو ہے یا چمن حسن کا شمشاد ہے دوسری نے کہا تیری جان کی قسم پرستان کا پریزاد ہے
کوئی بولی غضب کا دلدار ہے کسی نے کہا دیوانیو چپ رہو خدا جانے کیا اسرار ہے ایک نے کہا
چلو نزدیک سے دیکھ آنکھ سینک کر دل ٹھنڈا کرین کوئی کھلاڑن کہہ اوٹھی دور ہو ایسا نہو
اسی حسرت مین تمام عمر جل جل ایک نے خوب چھانک تاک کر کہا خدا جانے تم سب کے دیدون مین
چربی کہان کی چھا گئی ہے کیا ہوا ہے یہ تو بھلا چنگا ہٹا کٹا مردوا ہے سواری جو رکی ملکہ نے
پوچھا خیر ہے سب نے دست بستہ عرض کی قربان جائین جان کی امان پائین تو زبان پر لائین
ہمیشہ سواری حضور کی اس راہ سے جاتی ہے مگر آج خلاف معمول ان درختون مین سے ایک شکل
دلچسپ ایسی نظر آتی ہے فرد ÷ سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے ÷ ایسا بانکا طرحدار

نہ دیکھا نہ سُنا۔ ملکہ متعجب ہو کے پوچھنے لگی کہان ایک نے عرض کی وہ حضور کے سامنے جیسے
ملکہ کی نگاہ چہرۂ بے نظیر صورت دلپذیر جانعالم پر پڑی دیکھا ایک جوان رشک مہ پیر کنعان
رعنا سرو قامت سہی بالا بحر حُسن و خوبی کا دُرِ یکتا کاسۂ سر سے فر شاہی نمایان بادۂ حسن فریب سے
معمور ہی دماغ کشور ستانی ہے اوٹھتی جوانی ہی نشاء شباب سے چکنا چور ہے خم ابرو محراب
حسینان سجدہ گاہ پردہ نشینان چشم غزالی سرمہ آگین ہے آہوے رم دیدۂ کشور چین ہے
چتون سے رسیدگی پیدا ہی مست مے محبت ہی اسیر جو کتا ہے دیدے کی سفیدی اور سیاہی
لیل و نہار کو آنکھ دکھاتی ہے سواد چشم پر حور سویدا ے دل صدقے کیا چاہتی ہے حلقۂ چشم مین
کتنے ہموار مردم دیدہ دھرے ہین صانع قدرت نے موتی کوٹ کوٹ بھرے ہین مژہ نکیلی اوس
کمان ابرو کی دل مین دوسار ہو نیکولیس ہی رشک لیلی یہ غیرت قیس ہے ناوک نگاہ سے سپر چرخ تک
پناہ نہین دلدوزی ہے گینا ہون کی اسکی ملت مین ثواب ہے گناہ نہین لوح پیشانی تختۂ سیمین یا
مطلع نور ہے یا طباشیر صبح یا شمع طور ہی کاکل مشکین سے زلف سنبل کو پریشانی ہے بو باس سے
ختن والون کو حیرانی ہے عنبرین مویون کو زندگی وبال ہی بال بال پُر پیچ و خمدار ہے
روے تابان بسان چشمۂ حیوان ظلمت سے نمودار ہے ہما اپنے پر و بال سے اس صاحب اقبال کا
مگس ران ہی رخ تابندہ کی چمک سے نیر اعظم لرزان ہی لب گلبرگ تر پر سبزی کی نمود ہی یا دھوان دھار
مشتاقون کے دل کا دود ہی نظر کام نہین کرتی قدرت دود ہی ہر حلقہ گیسوے معنبر کا
کمند گر بگیر ہے مگر بالون کے اولجھنے سے کھلتا ہے کہ کسی کی زلف پیچان کا اسیر ہی خندۂ دندان نما سے
ہونٹ لعل بدخشان کا رنگ اوڑاتا ہی دانتون کی تاب سے گوہر غلطان بے آب ہو جاتا ہے
معشوقون کا اونپر دانت ہے دل و جان وارتے ہین جو نظر سے پنہان ہون ڈاڑھین مارتی ہین
دم تقریر درج دہان جو کھولتا ہی سامع موتی رولتا ہے ہر کلمہ اعجاز نما ہی بیمار محبت کا مسیحا ہے
ہاتھ ہر ایک نہال الفت کی شاخ باروار ہے دل کی دستبردی کو اور خزانۂ قارون بانٹ دینے کو
ہر وقت تیار ہی کف دست کی لکیرین دستاویز محبت ید قدرت سے تحریر ہی سرنوشت سے
یہ کھلتا ہی کہ سلسلۂ الفت مین کسی کی رگ و پے بستۂ زنجیر ہے مرأت سینہ مین عکس افگن کوئی
صاحب جمال ہے مد نظر کسی کا خیال ہے کمر نازک جستجو پر چست باندھی ہے بیٹھا سُست ہے

چلنے کو مثل صبا آندھی ہے پاؤن وادی تلاش مین سرگرم رفتار مین زیر قدم وحشت و کہسار ہین
قسمت برسر یاری ہے کہ ہمارے دام مین یہ ہماے اوج شہریاری ہے یہ تصور دل مین تھا کہ
کارپردازان محکمۂ ناکامی حاضر ہوئے اور مشاطۂ حسن و عشق نے پیش قدمی کر متاع صبر و خرد نقد
دل و جان اساس ہوش و حواس تاب و توان ملکہ جگر افگار ارمغان رونمائی مین نذر شاہزادہ
والا تبار کیا عقل و دانش گم صُم بکم کا نقشہ ہوا حضرت عشق کی مدد ہوئی سب بلا رد ہوئی شوق وصل
پیدا ہوا جی شیدا ہوا دفعۃً کیا تھا کیا ہوا میر تقی تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی + وہ نظر ہی وداع
طاقت تھی + ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ + صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ + دل پہ کرنے لگا طپیدن ناز
رنگ چہرے سے گرگیا پرواز + ملکہ تھرتھرا کر ہوا وار پر غش ہوئی خواصون نے جلد جلد گلاب اور کیوڑا
بید مشک چھڑکا کوئی ناد علی پڑھنے لگی کوئی سورۂ یوسف دم کرنے کو آگے بڑھنے لگی کسی نے بازو پر
رومال کھینچکر باندھا تلوے سہلانے لگی کوئی مٹی پر عطر چھڑک کر سونگھانے لگی کوئی ہاتھ منہ کیوڑے سے
دھوتی تھی کوئی صدقے ہو ہو روتی تھی کوئی بولی چھل کنجی کا کٹورا لانا کسی نے کہا یہ شب کی سختی
دھو کے پلانا کسی نے کہا بلا ریب آسیب ہے کوئی بولی عجب مہ پارہ ہی جسکے دیکھنے سے دل
ناشکیب ہے کوئی سمجھی یہ شخص ہم جنس نہین قسم جن سے ہے کوئی بولی یہ غشی تقاضاے سن سے ہے
غرض کہ دیر مین ملکہ کو افاقہ ہوا مگر دل مضطرب طپان خواہش اوسی طرف کشان جذب عشق سے
مقناطیس اور آہن کا عالم کشش محبت سے کاہ و کہربا او سیدم ہو گئی رنگ رو طائر پریدہ صبر و ضبط
دامن کشیدہ مشورہ ہوا سواری ادھر سے پھیرو ملکہ کو بیچ مین گھیرو لیکن تاب تحمل یاراے صبر
ملکہ کو بالکل نتھا فرمایا دیوانیان ہو یہ کوئی مسافر بیچارہ خانمان آوارہ غربت کا مارا تھک کر بیٹھ رہا ہے
اس سے ڈرنا کیا ہی چلو نزدیک سے دیکھین ناچار وہ سب فرمانبردار چلین مگر جھجکتی ایک دوسرے کو
تکتی جون جون سواری قریب جاتی تھی ملکہ کی چھاتی دھڑکتی تھی دل مین تڑپ زیادہ پاتی تھی
اگرچہ حال ملکہ مہر نگار بھی سحر سامری کا نمونہ مہر سے دونا عابد کش زاہد فریب تھا جان عالم بھی
بیچین ہوا مگر دامن ضبط دست استقلال سے نچھوڑا جسطرح بیٹھا تھا جنبش نکی تیور پر میل نہ آیا
ایک خواص خاص باشارۂ ملکہ آگے بڑھی پوچھا کیون جی میان مسافر تمھارا کدھر سے آنا ہوا
اور کیا مصیبت پڑی ہے جو اکیلے سواے اللہ کی ذات ہیہات نہ کوئی سنگ نہ ساتھ اس جنگل مین وارد ہو

شہزادے نے مُسکرا کے کہا مصیبت خیلا تجربہ پڑی ہوگی معلوم ہوا یہان آفت زدے آتے ہین کہو
تم سبکی کیا کمبختی آیا موں کی گردش نصیبوں کی سختی ہے جو چڑیلوں کی طرح ناکام سرشام پھرتی ہو
ملکہ یہ سنکے بھڑک گئی خود فرمانے لگی واہ واصاحب تم بہت گرما گرم تندمزاج حاضرجواب ہو حال پوچھنے
سے اتنا برہم ہو کر کڑا فقرہ سُنایا کہ اس مُردار کے ساتھ تھوتھو مُجھ جھپٹ سب کو چھلپائیان بنایا
جانعالم نے کہا اپنا دستور نہین کہ ہر کس و ناکس سے ہمکلام ہون دوسری مردارسی بات حرام ہے
مگر خیر دھوکے مین جیسا اوسنے سوال کیا ویسا ہمنے جواب دیا اب تمہارے منہ سے مردار نکلا
ہم سمجھ گئے چپ ہو رہے ملکہ نے ہنسکر کہا خوب یک نشد دو شد صاحب چہ بیچ سنبھالو ایسا کلمہ
زبان سے نہ نکالو کیا میرے دشمن جز گور مُردار خور ہین آپ بھی کچھ منہ زور ہین بھلا وہ تو کہکے
سُن چکی ہین آپ سے پوچھتی ہون حضور کس سمت سے رونق افروز ہوئے و لتشریف چھوڑے کے رنز ہے
اور قدوم میمنت لزوم سے اس دشت پر خار کو کیون رشک لالہ زار کیا جانعالم نے کہا چہ خوش
آپ درپردہ بناتی ہین بگڑ کر طنز سے یہ سُناتی ہین ہم حضور کا ہیکو مزدور ہین تم جو جیتے جی چار کی
کاندھے چڑھی کھڑی ہو تم البتہ حضور ہو جو جو جلیسین تھین بولین ملکۂ عالم آپ کس سے گفتگو دوبدو
کرتی ہین یہ مردوا تو لٹھ ہی سخت مُنہ پھٹ ہی ملکہ بولی چپ رہو ان باتون مین دخل ندو
ایسا نہو یہ بد مزہ ہو جائے تو صلواتین سُنائے وہ سب ہٹین آپسمین کہا خدا خیر کرے آج
جنگل مین گل پھولا چاہتا ہی یہ پردیسی پنچھی مسافر راہ بھولا چاہتا ہی ملکہ نے کہا اے صاحب کچھ منہ سے بولو
سر سے کھیلو نذر بھینٹ جو چاہو لے لو جانعالم نے کہا امرائیت کو کام فرماؤ نیچے آؤ معلوم ہوا
تم بڑی آدمی ہو سواری مانگے کی نہین خواصین بھی تمہاری ہین بلکہ خاک نشینون کی ہم بستری کرو
تکلف نہ کر رکھو طبیعت حاضر ہوگی تو تمہارے بیٹھنے سے کچھ کہہ اوٹھینگے تم ہوادار کیا ہوا گھوڑے پر سوار
ہم فقیر بستر خاک پر سایہ دار حافظ ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا + ملکہ بولی اس مدۃ العمر مین
ایسا مسافر جریدہ و ہن دریدہ تمہارے سوا ہمنے نہین دیکھا استاد زبان سنبھالو یہ منہ زوریان
غریبون پر + خدا کسیون کوئی تمسا بھی بدلگام نہین + تم کوئی زور چیز ہو کیوں تنہا ٹٹو نہ گھوڑا
گٹھری نہ بقچہ ننگا لچا وہی مثل ہی ہے جھوپڑے مین خواب دیکھے محلون کا ہر بات مین ٹھنڈی گرمیان
کرتے ہو جو یہی خوشی ہے تو لو یہ گھنگے ہوادار سے اوتر شہزادے کے برابر بیٹھ گئی خواصون نے

بہت بھبہانک ہو کے کہا لو بی بی یہ موا کیا سحر بیان جادو کا انسان ہے ملکہ سی پری کو گالیان
دے دے کیسا شیشے مین اوتار لیا بیٹھے بٹھائے میدان مار لیا ایک بولی تجھے اپنی دیدون کی
قسم سچ بولیو ایسا جوان رنگیلا سجدار نکیلا ٹھٹول طرار آفت کا پرکالا دنیا سے نرالا تو نے یا کبھی
تیری ملکہ نے دیکھا بھالا تھا ارے دیوانی نادان خوبصورتی عجب چیز ہے اسکا دوست طالب
دشمن کا مطلوب ہے حسن غضب سکہ ہے مرغوب ہے جہان کو عزیز ہے غرضکہ جب ملکہ بیٹھی جانعالم
دم سرد بھر کے بول اوٹھا لا ادری چگونہ کیم از سر و سامان خود خم بستہ چون کاکل + سیہ بختم
پریشان روزگارم خانہ بردوشم + مؤلف سراسر حال کہتا ہے کوئی ذکر اور ہی چھیڑو + پتا
خانہ بدوشون سے نہ پوچھو آشیانے کا + گرفتار رنج و الم خوشی سے دور مبتلاے غم و بارہ مہجور گار
دوست نہ غمخوار آفت کا مارا گھر بار سے آوارہ ہمہ تن یاس باختہ حواس توشہ راہ بجز غم جانکاہ
نہین اور رہبر سواے دل مضطر ہمراہ نہین گو پانون مین طاقت رفتار نہین لیکن اڑیان رگڑنا
بھی اس راہ مین ننگ و عار نہین یہ حال ہے وہ سب نام ہین کوہ و دشت اپنے مقام ہین
اور یہ چند شعر میر سوز صاحب کے مطابق حال ہین میر سوز ظاہر مین گرچہ بیٹھا لوگون کے
درمیان ہون + پر یہ خبر نہین ہے مین کون ہون کہان ہون + اے ساکنان دنیا آرام دو گی اک شب +
بچھڑا ہون دوستون سے گم کردہ کاروان ہون + ہان اہل بزم آؤن مین بھی برایک سن لو +
تنہا نہین ہون بھائی با نالہ و فغان ہون + سوراخ چاک لاکھون داغون کی کون گنتی +
گلشن دل و جگر ہے گو صورت خزان ہون + نام و نشان نے یارب رسوا کیا ہے مجکو +
جی چاہتا ہے حق ہو بے نام و بے نشان ہون + قاتل پکارتا ہے ہان کون کشتنی ہے + کیون
سوز چپ ہے بیٹھا کچھ بول اوٹھ نہ ہان ہون + یہ پڑھکے چپ ہو رہا ملکہ سمجھی یہ مقرر شہزادہ
عالی تبار ہے مگر کسی کا عاشق زار ہے بات مین یہ تاثیر ہے کہ ہر کلمہ ناوک کا تیر ہے دل مین آیا
کسی طرح گھر لے چلیے پھر حال مفصل معلوم ہو جائیگا کہانتک چھپائیگا بمنت و سماجت کہا اے عزیز
یہ سرزمین ہمارے علاقے مین ہے تم یہان مسافرانہ اتفاقات زمانہ سے وارد ہو مہمانی ہمپر
واجب ہے چند گام اور قدم رنجہ کیجیے غریب خانہ قریب ہے آج کی شب استراحت فرمائیے نان خشک
کھائیے صبح اختیار باقی ہے جانعالم نے تبسم کرکے کہا پھر در پردہ امارت کی لی یعنی ہم تو یہان کے

مالک مین آپ بھیوسکے پیاسے سالک ہین چلو یہ فقرہ کسی فقیر کا سنا و محتاج کو کر و فر جاہ و حشم دکھاو جادہ اعتدال سے زبان کو گام فرسا نفرماو میان طبیعت اپنی اپنے اختیار مین نہین اور دارو ہی سے فرصت قلیل ہے مکان پر جانا دعوت کھانا جبر ہے اسکی کیا سبیل ہے ملکہ نے افسردہ خاطری سے کہا دعوت کا رد کرنا منع ہے آیندہ آپ مختار ہین ہم مجبور و ناچار ہین جانعالم نے دل مین خیال کیا برسون کے بعد ہمجنسون کی صحبت میسر آئی اور یہہ بھی شاہزادی ہی اسکا آزردہ کرنا نری بیحیائی ہے آدمیت کا لحاظ انسانیت کا پاس اپنی بے اعتنائی کا حجاب کر کے کھانا کھانے پینے سونے بیٹھنے کی ہوس دل سے اوٹھگئی ہے مگر دلشکنی کسیکی اپنے مذہب مین گناہ عظیم ہے خدا علیم ہے شعر عوض ہے دلشکنی کا بہت محال ای یار * جو شیشہ ٹوٹے تو کیجے جواب شیشے کا * لیکن اتنی روکھائی اور کج ادائی جو ظہور مین آئی اس نظر سے تھی شعر در محفل خود راہ مدہ ہمچو منے را * افسردہ دل افسردہ کند انجمنے را * دل فگارون کی صحبت سے ملال حصول ہوتا ہی غمگین کا ہمنشین ہمیشہ ملول ہوتا ہے میر درد * کہین عیش تمھارا بھی منغص ہووے * دوستو درد کو محفل مین نہ تم یاد کرو * اور جو یون ہی مرضی ہی تو بسم اللہ یہ کہکے اوٹھا ساتھ ساتھ ہاتھ مین ہاتھ پیادہ پا باتین کرتا چلا اسکہ شاہزادہ لطیف و ظریف تھا کوئی فقرہ نوک جھوک رمز و کنایہ سے خالی زبان پر نہ لاتا تھا ملکہ کا ہر بات مین دل پگھلا جاتا تھا مگر دل سے کہتی تھی کہ اے ناکام و بخت نافرجام ایسا نکرنا کہ ہاتھ ننگ و ناموس سے دھونا پڑے بیٹھے بٹھائے الم مفارقت مین رونا جان کھونا پڑے ظاہر ہے کہ یہ کسی کا عاشق زار ہی نشار محبت مین سرشار ہے دوسرے غریب الوطن بقول میر حسن مسافر سے کوئی بھی کرتا ہی بیت * مثل ہی کہ جوگی ہوئے کسکے میت * مگر تپش دل متصل ترقی مین تھی خواہش جی کی کاہش مین بیقراری گوا سیر قرار تھا خدا کے کارخانے مین کسیکو دخل نہین ہوا اے نادان جو دم وصل ہے اوسے غنیمت جان آغاز عشق مین انجام سوچنا خلاف ہی اسمین شرع کی تکلیف معاف ہے مولف غنیمت جان لے یہ صحبتین آپس کی ای نادان * دگرگون حال ہو جاتا ہی اک دم مین زمانے کا * القصہ تا در باغ پہونچے دروازہ کھلا اندر آئے جہان فضای صحرا وہ تھی وہان کی باغ کا کیا کہنا اگر ایک تختے کی صفت تحریر کردن ہزار تختہ کاغذ پر بخط ریحان نہ لکھہ سکون

دم تسطیر قلم مین برگ نکلتے ہین لکھنا بار ہوتا ہی ہاتھ پاؤن بالکل پھولتے ہین صفحۂ قرطاس پہ
گل پھول لیتے ہین حاسد کو خار ہوتا ہے بہت آراستہ وپیراستہ غرض مربع مین چارون کونون پر
بنگلے گرد سبزۂ نوخاستہ دروازہ عالیشان نفیس مکان زیر دیوار خندق پہ کیلے اکیلے نہین قطار در قطار
تختہ بندی کی بہار روش کی پٹریان قرینے کی مہندی کی ٹٹیون مین رنگت ملنے کی گل مہندی
سرخ و زرد و پرافشان عباسی کے پھولون سے قدرت حق نمایان نرگس دیدۂ منتظر کی شکل دکھاتی تھی
گل شبو سے بھینی بھینی بو باس آتی تھی میوہ دار درخت یکلخت جدا بار کی بار سے ٹہنیان جھکین
درخت سرکشیدہ پھل لطیف وخوشگوار پھول نازک قطعہ دار روشین بلور کی نہرین نور کی حوض
ونہر مین فوارے جاری چمنون مین باد بہاری سوسم کی تاک مین تاک کا ستون کی روش
جھومنا غنچہ سربستہ کا منہ تاک تاک کے نسیم کا چومنا انگور کے خوشون مین دل آبلہ دار کا پتا زلف کی
تھیلیان چڑھین نگہبانی کو گوشون مین باغبانیان الست کھڑین ہر تختہ ہرا بھرا روش کی
پٹریون پر چینی کے نادون مین درخت گلدار معنبر و معطر بیلا و چنبیلی موتیا موگرا مدن بان جوہی
کیتکی کیوڑا نسرین ونسترن کی نرالی آن بان ایک سمت تختون مین لالہ خوف خزان سے باداغ اغدار
گرداوسکے نافرمان کی بہار سرو شمشاد لب ہر جو فاختہ اور قمری کی اوسپر کوکو حق سرہ شاخ گل پر
بلبل شوریدہ کا شور چمن مین رقصان مور کہین خندۂ کبک کی آواز تدرو کی خرام ناز نہرون مین
قاز بلند آواز تیز پرواز ایک طرف قرقرے سر سے پا تک درخت گل و بار سے لدی سیب بہی ناشپاتی
سنگترے گلعذارون کی کیفیت نظر آتی سنبل مسلسل مین پیچ وتاب زلف مہوشان کا ڈھنگ سوسن کی
اوداہٹ مسی لب خوبرویون کا جوبن دکھاتی داؤدی مین صنعت پروردگار عیان صد برگ مین
ہزار جلوے پنہان آم کے درختون مین کیریان زمرد نگار مولسری کے درخت سایہ دار باغبانیان
خوبصورت سرگرم کار خواجہ سرا امرداونکے مددگار حور و غلمان کا عالم پیلچے کھرپیان جواہر نگار
ہاتھون مین باہم درخت اور روشون کو دیکھتی بھالتی گل و بار چمن سے چنتی گلابرگ سڑا بار
جھڑ اٹراخار صحن سے نکالتی پھرتی تھین بیچ مین بارہ دری پرشوکت بارفعت وشان پرستان کا
مکان ہر کمرہ سجا سجایا صناع نادر دست کا بنا یا غلام گردش کے آگے چبوترہ سنگ مرمر کا حوض مصفا
پانی سے جھلکتا فرش سب افشان تپھر کا شامیانہ تمامی کا تنا سفید بادلے کی جھالر کلابتون کی

ڈوریان سراسر مغرق بنا چودھوین رات ابر کھلا آسمان صاف شب ماہ سامان اس تجاہت کا برسات کی چاندنی سبحان اللہ فوارون کے خزانے مین بادلہ کٹا پڑا ہزارے کا فوارہ چڑھا پانی کے ساتھ بادلے کی چمک ہوا مین پھولون کی مہک فوارے نے زمین کو ہمسر آسمان بنایا تھا ستارون کے بدلے بادلے کے تارون کو بچھایا تھا بڑی چمک دمک سے ملکہ کے مکان پر چاندنی بچھینے کا سامان تھا شہزادے کے آنے کا کسے گمان تھا غرض کہ جانعالم کو لیجا شامیانے تلے مسند مغرق پر بٹھایا شراب ارغوانی کی گلابیان کشتیون مین لیکر وہ زن پری پیکر زیب دہ انجمن ہوئی کہ لطمے رشک و خجالت سے بحر ندامت مین غوطہ زن ہوئی ایک طرف جام و سبو ایک سمت نغمہ سرایان خوبرو و خوش گلو سفید سفید صوفیانی پوشاک سر سے پاؤن تک الماس کا زیور دو رویہ صف باندھکر

تصویر باغ پرتکلف چار کونون پہ بنگلے بیچ مین بارہ دری شہزادہ و ملکہ مع صراحی و نغمہ سرایان



کھڑی ہوئین. اونکے بیٹھتے ہی گانا ناچ شروع ہوا سارنگی کے سُر کی زن زن ٹون ٹون کی صدا
چرخ پر زہرہ کے گوش زد ہوتی تھی طبلے کی تھاپ باین کی گمک خفتگان خاک کا صبر و قرار
کھوتی تھی ہر تان اونچ تان سین پر طعن کرتی بار بد اور نکیسا کے ہوش پران تھے چھجو خان کو غش تھا
غلام رسول حیران تھے زمزمے اور تحریر گٹکری پر شوری زور شور سے ہاتھ ملتا تھا
ہر پسپے فقرے اور سُر کے پلٹے پر آلہی بخش پوربی کا جی نکلتا تھا ناچنے کو ایسے ایسے برق وش
آئے اور اس تال و سم سے گھنگرو بجائے کہ اوجی شرمائے کتھک جو بڑے استاد اتھک تھے
اونھون نے سم کھائے ٹھوکر مردہ دلون کی مسیحائی کرتی تھی گت کے ہاتھ پر یہ گت تھی کہ مجلس
کف افسوس ملتی تھی اور دم سرد بھرتی تھی جب ہنگامہ صحبت باین نوبت پہونچا کہ راجہ اندر کی
محفل کا جلسہ نظر سے گر گیا بہشت کا سامان پیش چشم پھر گیا اوسوقت ملکہ مہر نگار نے گلاس
شراب سے بھر کر شہزادے کو دیا کہا اسے اوش کر دیجیے تاریخ سفر خاطر انور سے دور ہو مجھے
استفسار حال خبر رہے جان عالم نے باسباب ظاہر انکار کیا مہر نگار نے کہا آپ دلشکنی روا
نہین رکھتے اس پہلوتہی کرنے مین ملال خاطر کے سوا کیا متصور ہی شاہزادے نے مسکرا کر
ساغر لیا یہ کہکر با طبع شگفتہ پیا انشا گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین
کچھ ولی نہین + پھر جانعالم نے جام شراب اپنے ہاتھ سے ملکہ کو دیا دور جام بے دغدغہ
نیرنگی ایام چل نکلا دو چار ساغر آب آتش رنگ جوانی کی ترنگ مین پیہم و متواتر جو پیے
دونونکو گونہ سرور ہوا رنج سفر ادھر سے تمیز و خیال خیر و شر اودھر سے دور ہوا اوسوقت جانعالم نے
کہا میر درد ساقیا یان لگ رہا ہی چل چلاؤ + جب تلک بس چل سکے ساغر چلے + یہ سنکر وہی
خواص اگر با گرم جسنے شہزادے سے پہلے گفتگو کی تھی ملکہ کی بہت منھ لگی تھی یہ بولی بقا لطف شب ہہ
اے دل او سدم تجھے حاصل ہو + اک چاند بغل مین ہو اک چاند مقابل ہو + ملکہ نے بحسرت فرمایا
کہ مُردار ہم تیری چھیڑ چھاڑ سب سمجھتے ہین کیا کرین افسوس کی جا ہی حال اپنا موافق قول سودا ہی
رفیع سودا جو طبیب اپنا تھا دل اوسکا کسی پر زار ہے + مژدہ باد اے مرگ عیسی آپ ہی
بیمار ہے + جان عالم نے یہ سنکر اوسی خواص کو سُنا کر متنبہ کیا اُستاد مین مسافر ہون مجھسے دل
نہ لگا + کیا بھروسا مرا رہا نہ رہا + ملکہ ٹال کے حال پوچھنے لگی کہ تمھین بخدائے عز و جل سچ کہو

تم کون ہو کہان سے آئے ہو کسکی تلاش مین خود رفتہ گھبرائے ہو اوسوقت جانعالم کو بجز راستی
مفر نظر نہ آیا کہا ملکہ مین شاہ فیروز بخت کا بیٹا ہون جان عالم نام ہی سرزمین ختن وطن ہے
فسحت آباد سلطنت کا مقام ہے مین نے ایک توتا مول لیا تھا بہت طرار سحر گفتار اوسکی زبانی سے
شہرۂ حسن انجمن آرا سنکے نادیدہ دیوانہ وار بیقرار بیابان مرگ آوارۂ وطن ہو ور رنج و محن ہوا ہون پھر
توتے کا راہ مین اوڑ جانا وزیرزادے کا پتا نپانا شمۂ بیان گرفتاری طلسم اور اپنی خواری جادوگرنی کا
نقش سلیمانی دینا اور اپنا رستہ لینا کہکر کہا بے لگ نگار پہونچنے نہ جانکو چین نہ دل کو قرار
ہی زیست بیکار ہے اور یہ غزل پڑھی **مؤلف** بسوز شمع رویان اسطرح کا سینہ سوزان
ہون + کہ رفتہ رفتہ آخر جلوۂ سرو چراغان ہون + نسیم صبح ہون یا بوے گل یا شمع سوزان
ہون + مین ہون جس رنگ مین بیار سے غرض دم بھر کا مہمان ہون + نہ پھل پایا لگانے کا بجز
افسوس و حسرت کے + مین نخل بے ثمر کس مرتبہ مردود دہقان ہون + عبث تدبیر ہی گور و کفن کی
اوسکے کوچے مین + مین ننگ دوجہان ننگے ہی رکھدینے کا شایان ہون + نہ مرتے مرتے منہ پھیرا
محبت سے کبھی مین نے - جفائین کسقدر جھیلین وفا پر اپنی نازان ہون + تنی رہتی ہے اکثر
چادر مہتاب تربت پر + کہ تا معلوم ہو سبکو قتیل مہ جبینان ہون + سرور غم رسیدہ ہون مجھے
طوفان محشر مین + ترانا تو ہی خاوند اغریق بحر عصیان ہون + ملکہ نے جب سنا کہ یہ فریفتہ جمال
پری تمثال انجمن آرا سے ہے آہ دلدوز نعرۂ جانسوز کھینچکر رونے لگی امید قطع ہوئی جانعالم نے
بیقرار ہو کے کہا اے ملکہ مہر نگار خیر باشد ملکہ نے اوسی حال مین کہا **اُستاد** مائل اوس
فتنۂ عالم پہ کیا جو مجکو + سوے بیداد مگر مرضی دوران آئی + چاک دل تک تو کچھ اے دست جنون
پردہ تھا + یہ کھلا اب تو کہ نوبت بگریبان آئی + اے شاہزادۂ والا تبار غارتگر شور دل عاشق زار
میرا حال سُن ع عجیب واقعہ و طرفہ ماجرائے ہست + باپ میرا شاہنشاہ تھا بہت سی تاجدار
خراج گذار تھے مگر ابتدا سے طبیعت متوجہ فقر تھی اور عبادت کی عادت تھی آخر کار کارخانہ
دنیا سے دون ہیچ و پوچ جان گئے یہ شعر ورد زبان کیا **سوز** جب ہیچ ہی ہم بوجھ چکے وضع
جہان کو + غم ہیچ الم ہیچ طرب ہیچ عطا ہیچ + اور حکومت کا بکھیڑا چھوڑ معاملہ سلطنت بیکار جان
اور بے ثباتی جہان گذران مد نظر کر دنیا سے ہاتھ اوٹھایا بادشاہت کو سنا آبادی سے

منھ موڑ اس صحراے پرخار مین مکان بنا کے بیٹھ رہا ہر چند مجھے شادی کو ارشاد کیا
مین نے بسبب مفارقت انکار کیا اب دفعۃً آفت آسمانی و بلاے ناگہانی مجھپر ٹوٹ پڑی
کہ بیک نگاہ عاشق کیا دیوانی ہوگئی ہوش و حواس سے بیگانی ہوگئی مین رسوا ہوا خراب ہوا
مبتلا ہوا + کیا جانیے کہ دیکھتے ہی مجھکو کیا ہوا + اور تو اوسکا عاشق و طلبگار ہے
جسکا نظیر اس زمانے مین ہاتھ آنا بہت دشوار ہے مین محل نشین ہون کتنے خدام
یار مین یان + لیلی کا ایک ناقہ سو کس قطار مین یان - آب بجز مرگ کیا چارہ مین ننگ خاندان فسلت دہ
خراب کنندۂ خاندان فقط خواری مان باپ کی اور گریہ و زاری اپنی چاہتی تھی صبح تو کہان
مین کہان یہ صحبت شب خواب ہو جائیگی نمود صبح مفارقت شام غربت کا رنگ دکھائیگی
دامن صحرا کی طرح گریبان صبر چاک ہوگا ہمارے سر پر آفت و خرابی آئیگی انصاف کیجیے کس سے
کہونگی بیقراری ستاتی ہے جانعالم کی جدائی سے روح بدن سے جدا ہوتی ہے جان جاتی ہے
ہمصحبتین طعنے دینگی آنیسین چھیڑ چھیڑ کر جان لینگی جب لونڈیون پر خفا ہونگی
بڑبڑائینگی زبان پر کلمہ لائینگی ملکہ عاشقی کا رنج و ملال یون در پردہ ٹالتی ہین شہزادہ
چلا گیا نہ رک سکا اوس سے بس نچلا غصے کی جھجھک ہمپر نکالتی ہین باپ یہ حال کھلا تو
خجالت ہوگی مان نے گر سنا تو ندامت سے کیا حالت ہوگی رسوائی کے خوف سے دل کھولکر
نہ رو سکونگی بدنامی کے ڈر سے جی نہ کھو سکونگی جب دل بیتاب ہجر سے گھبرائیگا فرمایئے کون
تسکین فرمائیگا کیا کہکے سمجھائیگا آپ اودھر تشریف لیجائینگے ہم ادھر غم فرقت سے گھٹ گھٹکر
مر جائینگے ہماری سرنوشت پر رونا روا ہے ماجرا ہمارا عبرت و حیرت افزا ہے ہر چند ظل سبحانی
عامل بے بدل ساحر بے مثل ہین علوی سفلی سب کچھ پڑھا لکھا ہماری پیشانی اور لوح جبین کی
تحریر نہ دیکھی کہ کیا پیش آنی ہے اور خط شکستہ سے ایسے نستعلیق نے کیا برا لکھا ہے افسوس
صد افسوس مؤلف وہ بھی ہوگا کوئی امید بر آئی جسکی + اپنی مطلب تو نہ اس چرخ کہن سے
نکلے + یہ باتین کر دل پر ہاتھ دھر رونے لگی دامن و گریبان آنسوؤن سے بھگونے لگی شہزادے کو
ثابت کیا یقین ہوا ملکہ بشدت فریفتہ و شیدا ہے بات سے حزن و ملال پیدا ہے دل دکھنے کے
مزے سے زبان لذت پا چکی تھی جان ہجر کے صدمے اوٹھا چکی تھی بے چین ہو کر بولا زبان کو

تسکین کی باتون مین کھولا کہا آپ کا کدھر خیال ہی بندہ فرمانبردار بہر حال ہے جو کہو گی
بجا لاؤنگا بار اطاعت سے سر نہ اوٹھاؤنگا اگر ایسے چندے صبر و ل پر جبر ضرور ہے اگر اوسکی
جستجو مین سجاؤنگا تمھین میری کیا امید ہوگی ہمچشمون کو کیا مُنہ دکھاؤنگا سبحان اللہ
وہ وقت دیکھا چاہیے کہ معشوق عاشق کی تسکین کرے اپنی اطاعت اوسکے ذہن نشین کرے
خوش قسمتون کو ایسے بھی ملجاتے ہین کہ عاشق کے رنج کا غم کھاتے ہین دلداری کرکے
سمجھاتے ہین اسکا لوگ رشک کرتے ہین آتش حسد سے جل مرتے ہین ملکہ یہ سُنکر شاد
بندِ غم سے آزاد ہوئی یہ بات امتحان کی ہے جسے جی پیار کرتا ہی اگر وہ جھوٹ بھی بولی عاشق کو
سچ کیا بمنزلہ حدیث و آیت ہو جاتا ہی مگر یہ کہا مصحفی نے عاشق سے بھی ہوتا ہی کہین صبر و تحمل
وہ کام تو کہتا جو آتا نہین مجکو + لیکن خیر ہم تو اسے بھی جھیل لین یہ کھیل بھی کھیل لین اگر
ہماری یاد تمھین فراموش نہو وحشت کا جوش نہو جانعالم نے قسمین شدید کھائین اختلاط کی
باتین درمیان مین آئین کہ اسمین سر مو فرق نہوگا اور مژدہ وصل سے مسرور کیا خیال
مفارقت ملکہ کے دل سے دور کیا کہا اب ہنسی خوشی کی باتین کرو یہ بکھیڑا جانے دو مفارقت
سر پر کھڑی ہے رات تھوڑی کہانی بڑی ہی فلک سفلہ پرور جفا کیش ہی عاشق و معشوق کا
بد اندیش ہے استاد شب وصل شکوہا مکنید + شب کوتاہ قصہ بسیار ست + مگر شب وصل
ہمیشہ سے کوتاہ ہی خدا گواہ ہی دو کلمے ہنسی کے ہنوز پورے نہونے پائے گردون کو رشک آیا
یکایک مرغ سحر بیدار باش پکارا زاہد نے نعرہ اللہ اکبر مارا گجر کی آواز بھی دونون کے
کان مین آئی یساولان سلطان خاور نے صبح کی دھوم مچائی ملکہ پریشان ہوکے بولی
مؤلف وصل کی شب چونک اوٹھے ہم سُنکے زاہد کی صدا + یان دم تکبیر بھی اللہ اکبر ہوگیا
ولہ زاہد بھی تیسرا ہی شب وصل مین حریف + مشہور گو جہان مین صبح و خروش ہی جانعالم نے
نماز صبح پڑھکر کمر بعزم سفر چست کی ملکہ سہم کر آبدیدہ ہو یہ شعر پڑھنے لگی جرأت نہ آیا ادر کچھ اس
چرخ کو آیا تو یہ آیا + گھٹانا وصل کی شب کا بڑھانا روز ہجران کا + جب شاہزادے نے
چلنے کا قصد کیا ملکہ نے کہا اگر ہرج متصور نہو میرے والد سے ملاقات کر لو یہ امر فائدے سے
خالی لا اُبالی نہوگا جانعالم نے کہا بہتر ہے پھر وہی خواص ہمراہ ہوئی جب وہان پہونچا

دیکھا بوریا سے بیریا بچھا ہے مصلے پر ایک مرد مہذب بند کر حق مشغول با دل ملول بیٹھا ہی یہ رسم
سلام بجا لایا اوسنے دعا سے خیر دیکر ہاتھ بڑھایا چھاتی سے لگایا قریب بٹھایا پھر فرمایا ماجرا
شب تیرہ ملک فقیر پر روشن ہی ایسی بد قسمت دوسری خلق مین خلق نہین ہوئی ہمارے کہنے سے
انکار کیا بڑے بول کا سر نیچا ہوا تو تمنے کیا کیا وار و مدار کیا جو تم اتنی تسکین نکرتی تو اوسکا زندہ رہنا
محال تھا اسیطرح کا دل پر صدمہ اور ملال تھا اگر ایفاے وعدہ کروگے اللہ بھلا کریگا وگرنہ

تصویر جانعالم مع ایک خواص پاس پیر مرد کے آنا اور اوسکا لوح دیکر رخصت کرنا



یہ رنج برا ہے دیکھیے اوسکا کیا حال کریگا دلداری جگر فگارون کی عیادت مرض محبت کے
بیمارون کی جوانمردون پر فرض ہے یہ سمجھنا ساحل را از خس و خاشاک گذار و گل را
از صحبت خار ننگ و عار نمیباشد شہزادی نے سر جھکا عرض کیا آپ کیون محجوب فرماتے ہیں میں
اس عزم میں گھر چھوڑا عزیزون یگانون سے ترک کر شہر سے منہ موڑا وہ کونسی سخت
کم ہمت و بے جرأت تھا آرام میں آسایش کی بیٹھ رہا خوف سے جان کا جو ناتھا حق

عشق کا دم بھرا سپر مردونے فرمایا مرحبا جزاک اللہ یہی شرط جوانمردی و ثابت قدمی ہی
ہمین بھی تمہارے اس عزم سے ایفای وعدے کی امید ہوئی پھر ایک لوح عنایت کی اور کہا جب
کوئی مہم سخت روبکار ہو بطرز فال اوس حال مین اسے دیکھنا جو نکلے اوس پر عمل کرنا اللہ تعالی
وہ مشکل سخت ایک آن کی آن مین آسان کریگا بحفظ حافظ حقیقی سپردم اللہ معکم اینما کنتم فرد
بسفر رفتنت مبارک باد + بسلامت روی و باز آئی + شہزادہ رخصت ہو لوح لیکے ملکہ کے
پاس آیا یہ زبان پر لایا مولف کوچ کی اپنے اب تیاری ہی + نیر حافظ جناب باری ہے +
ملکہ ناکام گردش ایام دیکھہ اور یہ کلمہ جانکاہ سنکر کلیجہ تھام سر دھنکر یہ شعر پڑھنے لگی استاد
مین مرگئی سن اوسکے سرانجام سفر کا + آغاز ہی دیکھا نہ کچھہ انجام سفر کا + کہتی ہین کہ وہ جاتا ہی
کچھہ ایسی دعا کر + مسدود ہو رستہ دل ناکام سفر کا + مت جان نکلتا مجھے اے جان لیے چل +
گرتی چلونگی ساتھہ ترے کام سفر کا + مین کشور ہستی ہی سے اب کوچ کرونگی + آگے نہ مرے
لیجیو تو نام سفر کا + چلنے کی صلاح اوسکے ٹھہرتی نہین اب ساتھہ + موقوف نوازش ہوا
آرام سفر کا + آخر جبرا قہرا رخصت کیا کہا خدا حافظ امام ضامن ثامن کو سونپا ع ترا موسی رضا
ضامن ترا اللہ والی ہے + جسطرح پیٹھہ دکھاتے ہو اسی صورت اللہ تمہارا منہہ دکھائے غم
دوری ہمارا دور ہو جائے جان عالم یہ سنکر روانہ ہوا یہان تپش دل کا بہانہ ہوا دریائے رشک
چشم خون پالا سے موج زن ہو غریق لجۂ مفارقت جان و تن ہوا جلیسین بولین ملکہ کیون جی
کھوئی ہو جو اسطرح بلک بلک کر روتی ہو مسافر کے پیچھے رونا زبون از حد ہے بی بی خیر ہی
یہ شگون بد ہی وہ بھی دن اللہ دکھائیگا جو وہ پردیسی صحیح و سلامت خیر سے پھر آئیگا تو
اونکو وہ غم کی ماری یہ سمجھاتی سوز چشم کا کام اشکباری ہی چشمۂ فیض ہی کہ جاری ہی
مولف بیدرد کوئی اتنا سمجھتا نہین ہی + دل دکھے تو کسطرح سے فریاد نہووے وله
مجکو رونے کو نہ تم منع کرو ہمنفسو + غم دل کرتی ہون مین دیدۂ تر سے خالی + اور جب آنسو
کبھی کر سکے تو داغ جگر سینے مین برپا کرتے اوس وقت گھبرا کر یہ کہتی مولف مدای سوز جگر
تاکہ نہووے خفت + نوک مژگان ہوئی پھر لخت جگر سے خالی + پھر نہ منہ اوسنے کیا
میری طرف ہی ظالم + سخت تم بھی مرے نالو ہوا اثر سے خالی + نہ لگا اسکو مری بات کو تو دن

سرور + دل کا لگنا نہین اے یار ضرر سے خالی + غرض کہ جون جون شہزادی کی مفارقت بڑھتی تھی ملکہ صدمۂ ہجر سے وون وون گھٹتی تھی بدر سا چہرہ کاہیدہ ہو کر ہلال ہوا تپ جدائی سے عجب حال ہوا کبھی کہتی تھی واے ناکامی اگر دل کا حال کہون شرم آتی ہے چپ رہون جان جاتی ہی یہ سب کہتے ہونگے ملکہ کو غیرت نہین آتی ہے راہ چلتون سے بیٹھے دل لگاتی ہے آپ روتی ہی ہمین مفت رلاتی ہے اوس سمجھانے والے کو کہان سے لاؤن جسے دل کا حال سناؤن زیست اسی مین ہی جو مر جاؤن اب کون آنسو پونچھہ رونے کو منع کریگا کون میرے دم گرم پر آہ سرد بھریگا پیار سے سر چھاتی پر دھریگا جب ملکہ کا یہ حال مصیبت چپکے چپکے جی سے باتین کرنا دیکھکر لوگ گھبراتے دست شفقت سر وحشت انگیز پر پھیرتے اور پوچھتے کہ اے جی کی دشمن ہمین تو بتا دل کا حال کیا ہے تو وہ کہتی اور پوچھہ جانتی نہین پر یہ نقشہ ہے ہاتھ پانون سنسناتے ہین خود بخود غش چلے آتے ہین دم سینے مین بند ہے گھبراتا ہے مکان کاٹے کھاتا ہے باغ ویران گل بوٹا خار معلوم ہوتا ہی گھر زندان بات کرنا بیکار معلوم ہوتا ہی جان بیقرار ہے بند بند ٹوٹتا ہی دامن صبر دست استقلال چھوٹتا ہے جنگل پسند ہے ویرانی کا دل خواہشمند ہے دشت کا سناٹا بھاتا ہی بلبل کا نالہ دل دکھاتا ہی خدا جانے کسکی جستجو ہے دل کو مرغوب قمری کی کوکو ہے تنہائی خوش آتی ہے آدمیون کی صورت سے طبیعت نفرت کھاتی ہے سینہ جلتا ہی دل کو کوئی مسوس کرلیتا ہی آنکھ ظاہر مین بند ہوئی جاتی ہی مگر نیند مطلق نہین آتی ہے ہاتھ چاہتے ہین سر دست چاک گریبان دیکھین پانون چل نکلے ہین بیابان دیکھین نل دمن کی مثنوی سے ربط ہی لیلی مجنون کا قصہ پڑھتی ہون یہ کیا خبط ہے دل کی تمنا ہے کہ بیقراری کرون آنکھین ابر بہمن کی اشکباری کرین جہان کی بات سے کان پریشان ہوتے ہین مگر جانعالم کا ذکر دل لگا کر سنتی ہون جو کوئی سمجھاتا ہے رونا چلا آتا ہی سر دھنتی ہون ناکامی مجھ خستہ و پریشان کا کام ہی آہ مجھ بے سر و سامان کا تکیہ کلام ہے منہ کی رونق جاتی رہی زردی چھا گئی بہار حسن پر خزان آ گئی ہر دم لب پہ آہ سرد ہے ایک دل ہے اور ہزار طرح کا درد ہے جان جانے کا وسواس نہین بزرگون کا لحاظ و پاس نہین زیور طوق و سلاسل ہے زیب و زینت

بہ مزگی حاصل ہی دل و جگر مین گھاؤ ہی بگاڑ نا بناؤ ہے بستر نرم خار خار ہی ارے لوگو یہ کیسا آزار ہے سب سے آنکھ چراتی ہون ہمصحبتون سے شرماتی ہون اب صدمے اوٹھانے کا یارا نہین بے سوت اس بکھیڑے سے چھٹکارا نہین عجیب حال ہے اکثر یہ خیال ہے مؤلف افسوس یہ حالی ایک عالم دیکھے + ایسا نہو کہ جانعالم دیکھے + اگر اسی کا عشق و عاشقی نام ہی تو مین درگذری سیر اسلام ہی جو لوگ عشق کرتے تھے کیونکر جیتے تھے بتاؤ تو کیا کھاتے تھے کیا پیتے تھے دو دن سے کچھ نہین کھایا مگر پیٹ بھرا ہی کھری ہون جی بیٹھا جاتا ہی پہلے مجھے نہ منع کیا ہے ہے میرے جان ہے کے دشمنو یہ کہا کیا اللہ کی مرضی کسی کا کیا بگڑا میری قسمت کا لکھا جو کیا وہ اچھا کیا یہ سنکے ایک کھیلی کھانی عشق کے صدمے اوٹھائی قریب آئی کہا قربان جاؤن واری ابھی سلامتی سے نوگرفتاری ہے جواتنی آہ و زاری اور بیقراری ہی ہنستے ہنستے عادت ہو جائیگی تو تسکین آئیگی ان باتون سے دل جو بھر آیا بے اختیار خونابۂ دل لخت جگر چشم تر سے متصل بہانے لگی دیدۂ دیدار طلب سے سمندر کی لہر لہرانے لگی نظم مین دل کا حال سنانے لگی مؤلف حالت ہی اسکی یار ہی کی برق و شرار کی + کیا کیا تڑپ سناؤن دل بیقرار کی + پھوٹے تپش سے دل کی یہ سب آبلے ہیے + سنت کشی نکر فی تڑی نوک خار کی + دل اپنا قبر مین بھی جلیگا اسی طرح + حاجت رہیگی ہمکو نہ شمع مزار کی + وعدے کی شب کو دیدۂ اختر جھپک گئی + دیتے مثل ہین لوگ مرے انتظار کی + لیجا ئیو ادھر سے جنازہ مرا سرور + حسرت بھری ہی دل مین مرے کوے یار کی

رخصت ہونا جانعالم کا ملکہ مہر نگار سے اور پہونچنا ملک زرنگار مملکت ولدار مین ملاقات خواجہ سرا کی دریافت ہونا حال پر ملال جادوگر کا پھر اوسکو قتل کر کے لانا اوس ماہ پیکر کا

بیت یہان کا تو قصہ یہ چھوڑا یہان + سنو پھر اوسے غمزدے کا بیان + طلسم کشایان گنجینۂ سخن سحر سامری و رہ نوردان اقلیم حکایات کہن مشتاق جادو و شعبدہ گری رستمان جفا کش و محنت کشیدہ سحر سازان سخن سنج درین سراے سہ پنج روے راحت ندیدہ گوسالۂ سخن کو دیر خراب آباد مین یون گویا کرتے ہین کہ ملکہ مہر نگار کے باغ سے چالیس منزل ملک زرنگار کشور آفت روزگار تھا شہزادہ دل از کف دادہ یکہ و تنہا صورت مبتلا پانوئن مین چھالے

لب پر آہ و نالے گرتا پڑتا کئی چھینے کے بعد اوس زمین خجستہ آئین مین پہونچا اور جو جو پتے
توتے نے بتائے تھے وہ سب اوس جا مین پائے واقعی عجب نواح شگفتہ و شاداب
ہر سمت چشمہ ہائے آب جنگل سب سبزہ زار گل بوٹے خود رو کی انوکھی بہار ہوا فرحت انگیز
بو باس مشک بیز جنون خیز جانعالم خوش و خرم جلد جلد قدم اوٹھاتا چلا جاتا تھا ایک روز دو چار
گھڑی دن رہے کیا دیکھتا ہی کہ ایک شی مثل آفتاب بصد آب و تاب شمال کی سمت یہ درخشان ہی
کہ نگاہ نہین ٹھہرتی عقل حیران ہی دل سے کہا آثار حشر نمود ہوئے یہ کیا قیامت ہی ہم شاہد جمال
جانان سے محروم رہے مشرق و مغرب کو چھوڑ سورج شمال کی طرف جا نکلا افسوس صد افسوس
اب تک نہ دل کا مدعا نکلا جب قریب پہونچا دیکھا دروازہ ہے عالیشان سر بفلک کشیدہ دیدۂ
روزگار ندیدہ بسکہ مطلا ہے اور لعل و یاقوت اس کثرت سے جڑے ہین کہ جوہری وہم و گمان حیران
کھڑے ہین شعاع آفتاب سے یکرنگی خورشید حاصل ہی شرمندہ اوسکے روبرو بدر کامل ہے
یقین ہوا اب بر سر مطلب پہونچا یہ وہی دروازہ ہی باب امید جسکا ذکر وہ سبز خرد زمرد لباس کرتا تھا
سجدۂ شکر بدرگاہ منزل رسان راہ گم کردگان کیا اور خوش ہو کر دوڑا فرد وعدۂ وصل چون
شود نزدیک * آتش شوق تیز تر گردد * غرض افتان و خیزان در شہر پناہ پر آیا دروازہ جواہر نگار
رفعت فلک دکھاتا دیوار و در جگمگاتا بلور کی اینٹین یاقوت کی تحریر ہر خشت مصفا و مطلا
در بہشت کی طرح وا حصن حصین بصد فر و تمکین بنا جا بجا برج برنجی و آہنی ڈھلی ہوئی توپین
چڑھین گولہ انداز جوان جوان بنفشہ بادلے کے دگلے گلنار پہنے اگے پیچھے چست و چالاک
توپون کے بائین دہنے ٹہل رہے زمین و آسمان اونکی ہیبت سے دہل رہے گلی کوچے صاف
خس و خاشاک دروازے پر پانچہزار سوار لاکھہ پیادے کی چھاؤنی کچھہ جنگ کے آمادہ تیار
جانعالم نے اونسے پوچھا اس شہر کا کیا نام ہی اور حاکم یہان کا کون ذی احترام ہے اونھون نے
دیکھا ایک جوان سرو قامت قمر طلعت خسوف سفر خاک رہگذر زمین نہان ہی مگر دبدبہ شوکت
و صولت نشان جرأت چہرۂ انور سے عیان ہی وہ خود کہنے لگے آپ کہان سے تشریف لائی ہین
شہزادے نے کہا بھائی سوال دیگر جواب دیگر آخر ایک شخص نے کہا قبلہ اس ملک کو زرنگار
کہتے ہین سنتے ہی چہرہ بشاشت سے کندن کی طرح دمکنے لگا جو ریت کا ذرہ تھا افشان کی صورت

سینہ پر چمکنے لگا دل سے کہا یہ خواب ہی یا بیداری طالع گردش مین ہی امید یاری و مددگاری تھی ایسی قسمت رہبر ہماری تھی پھر کچھ نہ پوچھا یہ کہتا چلا مؤلف للہ الحمد ٹھکانے لگی محنت میری طی ہوئی آج کی منزل مین مسافت میری • دروازے سے آگے بڑھا شہر دیکھا قطعدار ہموار قرینے سے بازار کہی ہر دکان کی کر برابر مکان ایک سے ایک بہتر و برتر بیچ مین نہر جا بجا فوارے سب عمارات شہر پناہ کی میل کی جواہر نگار سا نچے کی ڈھلی ہاتھ کا کام معلوم نہوتا تھا نہ کہین بلندی نہ پستی ہموار بسی ہوئی بستی ایک کا جواب دوسری طرف ادھر بزاز تو اودھر بھی صراف کے مقابل صراف بازار کا صحن نفیس شفاف جوہری کے روبرو جوہری زر و جواہر کا ہر سمت ڈھیر نقد و جنس سے ہر شخص سیر کوئی شے کسی طرح کا اسباب ایسا نتھا کہ اوس بازار مین نتھا مغرب و مشرق کی اشیاے نادرہ کا ہر جا انبار تھا جنوب و شمال کا خریدار تھا حلوائی نان بائی کنجڑے قصائی سقّون کے کٹورون کی جھنکار میوہ فروشون کی پکار دلالون کی بول چال جہان کا اسباب مال نہر کی کیفیت جدا قدآدم آب مصفا فوارون سے کیوڑا گلاب اوچھلتا بازار مہک رہا ہر طرف دھوم دھام خلقت کا ازدحام چلنے پھرنے والون کے کپڑے لتّے ہوئی جاتے تھے وہم و گمان کشمکش سے بار پاتے تھے جا نعالم قدرت حق دیکھتا جاتا تھا ہوش بر جا نہ آتا تھا دل سے کہتا تھا اِنَّ اللہَ عَلیٰ کُلِّ شَیٍٔ قَدِیر کیا ملک کیا سلطنت کیا شہر کیا بازار ہی کیا بیوپاری ہین کیسا کیسا خریدار ہی ہر شخص کو آرام و راحت ہی کیا بندوبست با انتظام ہے کیا حکومت ہے جب چوک مین آیا پوچھا ایوان جہان پناہ دولتسراے شاہ کدھر ہی لوگون نے کہا دست راست سیدھے چلے جائیے بازار طے کر عمارات بادشاہی پاس جب آیا اون مکانون کو نظارہ میں عقل کام نکرتی تھی ہر کنگرہ ایوان فلک سے اونچا برج ہر ایک جہان نما خورشید چمکتا لیکن جو لوگ درباری یا ملازم سرکاری آتی جاتے دیکھے سب سیاہ پوش غمخانۂ الم کے جرعہ نوش اسکا ماتھا ٹھنکا پانوٴن ہر ایک کئی من کا ہو گیا ہر شخص کا مونھ تکتا تھا قدم اوٹھ نسکتا تھا کہتا تھا خدا خیر کرے شگون بد ہی دل کو بیقراری از حد ہے چند قدم اور بڑھا سواری کا سامان سامنے آیا بھوپڑھا ئیو کا شور بلند پایا دیکھا ایک خواجہ سرا گرانا زیرک و دانا محبوب علی خان نام نواب ناظر سرا پردۂ شاہی با احترام وہ بھی بخاطر حزین غمگین سیہ پوش حواس باختہ ہوش فراموش

اندوہ و رنج سے ہم آغوش جانعالم نے سلام کیا وہ جواب دیکر شہزادے کو دیکھنے لگا حیران و ششدر
متحیر سا اور سواری روکی کہا سبحان اللہ وبحمدہ کیا تیری قدرت کی شان ہے جنس بشر مین
کس کس طرح کا پری پیکر خلق کیا ہی کہ چشم کو تاب جمال زبان کو صفت کی مجال نہین نہایت
متوجہ ہوکر پوچھا کہ ای شمشاد نورستۂ چمن جہانبانی و سرو نوخیز بوستان سلطنت و حکمرانی حضور
کہان سے رونق بخش اس شہر نحوست اثر کے ہوئے شہزادے نے کہا میان صاحب خیر ہی
ہم فقط اس شہر اور یہان کے شہریار کے شوق دید مین وطن سے بعید سوختہ و خراب با دل مضطر
و جان بیتاب یہان پہونچے ہین برای خدا یہان کی نحوست اپنی سیہ پوشی کی علت بیان کیجیے
خواجہ سرا نے یہ سنکر نعرہ مارا بیچین ہوکر پکارا کہ اے جوان رعنا تو نے یہ قصہ سنا ہوگا زینت تخت سلطنت
رونق شہر موجب آبادی صاحب جاہ و حشمت مالک عفت و عصمت انجمن آرا یہان کی شہزادی تھی
شہرۂ جمال بیمثال اوس حور طلعت پری خصال کا از شرق تا غرب اور جنوب سے شمال تک زبان زد
خلق خدا تھا اور ایک جہان حسن کا بیان سنکر نادیدہ اوسکا مبتلا تھا آج تک چشم و گوش چرخ
کجرفتار نے باین گردش لیل و نہار ایسی صورت دیکھی نہ سنی تھی بہت سے شاہ اور شہریار اوسکے
وادی طلب مین قدم رکھکر تھوڑے عرصے مین آوارہ دشت ادبار پتھرون سے سر مار مار ع + مر گئے
رہرو اقلیم عدم ہو گئے + اب پانچ چار روز سے ہمارے طالع جاگتے جاگتے دفعۃً سو گئے
ایک ساحر مکار جفا کار بزور سحر اوسے محل سے اوٹھا لیگیا ہنوز یہ جملۂ غم ناتمام تھا کہ جانعالم کا
کام تمام ہوا آہ سرد کھینچکر بحال خستہ و پریشان مثال قالب بیجان زمین پر گرا اور حسرت و یاس
پکارا شعر جی کی جی ہی مین رہی بات نہونے پائی + حیف ہے اوس سے ملاقات نہونے پائی +
اے گردون جفا پرداز و اے فلک عربدہ جو یہ کیا تیری خو ہے اتنی دور لاکر ناکام رکھا مؤلف
عشرتکدے جہان مین ہوئی سیکڑون ولے + اک دل ہمارا تھا کہ وہ ماتم سرا رہا + تاثیر آہ دیکھی
نہ گریے مین کچھ اثر + ناحق مین اس امید پہ کرتا بکا رہا + کیا دیکھتا ہے سینے کو میرے تو اے سحر +
جز یاد یار اسمین نہین دم سرا رہا + شعر یہ کہکر وہ اسطرح غش کر گیا + کہے تو کہ جیتے ہی جی مر گیا +
خواجہ سرا سخت گھبرایا سمجھا کہ یہ شخص بھی گرفتار محبت اسیر دام الفت اوسیکا ہے مجھسے بڑی غلطی ہوئی
دفعۃً خبر بد سنائی نہ تھی آفت اسکی جان پر جا نکر لانی نہ تھی ہر چند گلاب کیوڑا چھڑکا ہوش نہ آیا

بدحواس بادشاہ کے حضور میں حاضر ہوا رو کر عرض کی آج ماتم انجمن آرا تازہ ہوا بادشاہ نے فرمایا
کیا ماجرا ہے اوسنے عرض کی کہ کسی ملک کا شہزادہ اوسکی محبت میں سلطنت سے ہاتھ اوٹھا فقیرانہ
سج بنا یہان تک پہونچا ہے مجسمے جادوگر کے اوٹھا لیجانے کی خبر سنکر آہ کھینچ زمین پر گرا ہے
اب تک ہوش نہیں آیا تھا عجب صدمہ دل پر دھر گیا ہے خدا جانے جیتا ہے یا مر گیا ہے کیا
عرض کرون غلام کی نظر سے اس سج دھج کا جوان بیگانہ ہیکر آج تک از قسم بشر نہیں گذرا اگر ان دونوں کی
صورت آئینہ چشم میں بہم نظر آتی قران السعدین کی کیفیت کھلجاتی جو حضور ملاحظہ فرمائینگے
شہزادی کو بھول جائینگے بس۔ بادشاہ غم مفارقت انجمن آرا سے بیقرار تھا ارکان سلطنت سے
کہا جلد جاؤ جسطرح ہو اوسے لاؤ لوگ دوڑے مُردے کی صورت اوٹھا لیگئے اس عرصے میں

تصویر جانعالم کی بیہوشی اور خواجہ سرا کا اوٹھا لیجانا



شام ہوئی بادشاہ نے ہاتھ منہ دھلوا بید مشک عنبر کا کیوڑا منہ میں چوایا لخلخہ سنگھایا
جانعالم کو ہوش آیا گھبرا کے اوٹھ بیٹھا دیکھا ایک صاحب تاج خسروانہ برسر چار قب ملوکانہ
دربر مسند رسیدہ بیل و شمار دیدہ بڑے کر و فر سے تخت پر جلوہ گر ہے اور چار ہزار غلام زرین کمر
۲۰ باشمشیر و خنجر ادب سے بنا دست بستہ روبرو کھڑے ہیں امیر وزیر سپہ سالار پہلوان گردن کش

اپنے اپنے قرینے سے ہر ایک زیب دہ کرسی و دنگل ہی تہمتنون کا جنگل ہی جانعالم اوٹھا
بطور شاہ و شہریار و شہزادہاے عالی تبار رسم سلام بجا لایا پادشاہ نے گلے لگایا پاس بٹھایا
جب سے پادشاہ کی نظر پڑی تھی محو حسن دلفریب مفتون چہرہ مہروش صورت پر زیب
ہوگیا تھا اور حضار مجلس بھی سب ٹکٹکی سکتے کے ڈھنگ تھے سبکو صدمہ تازہ ہوا کہ ایسا
وارث تاج و تخت ہاتھ آیا اور محروم رہجاؤ اوسوقت کا رنج و قلق شہزادے کا کوئی فراق کشیدہ سمجھے
بقول مرزا حسین بیگ صاحب شعر حسرت پر اوس مسافر بیکس کے روئیے ۔ جو تھک گیا ہو
بیٹھ کے منزل کے سامنے ۔ مگر باعث شرم و حیا کہ لازمہ شرفا ہے تھا ہی خاموش سینے مین غم کا جوش و
خروش بادشاہ نے استفسار وطن اور نام جد و آبا کیا بیان فرط الم کثرت غم سے گلا گھٹ رہا تھا
مگر ضبط کو کام فرما کے حسب و نسب اور ملک کا پتا بتایا پھر حال شہزادی کا حال پوچھا پادشاہ نے
فرمایا اے گرامی اختر سپہر شہریاری مدت سے ایک جادوگر اس نگر مین تھا یہان ہر ہفتہ نگہبانی
ہوتی تھی لیکن وہ کافر دھوکا دیکر لیگیا آج تک محل مین نہین گیا ہون وہ محل جو عشرت کدہ
خاص تھا ماتم سراے عام ہے ہر سو شور رقت ہر سمت نالہ پر آفت بلند ہی کھانا پانی حرام چھوٹا بڑا
مبتلاے آلام ہی جانعالم نے کہا کچھ یہ بھی ثابت ہوا کدھر لیگیا پادشاہ نے فرمایا پانچ کوس تک
پتا ملتا ہے آگے قلعہ ہے سربفلک کشیدہ آگ سب بھری ہے شعلہ سرگرم تا چرخ چنبری ہی
اور انگارون کا انبار تاکرہ نار ہے وہان کا حال نہین کھلتا ہی عقل بیکار ہو کر قرینے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ سحر کا کارخانہ ہے شہزادے نے کہا خیر اگر حیات مستعار باقی ہی بعد از دو
کہان جاتا ہی یہ کہکر اوٹھا کہ قبلہ خدا حافظ پادشاہ لپٹ گیا کہا بابا خدا کے واسطے اس خیال
محال سے درگذر طائر خیال کے اوس دشت مین پر جلتے ہین پیک صبا کے پانؤن مین چھالے
نکلتے ہین دوسرے مجھے مفارقت تیری کب گوارا ہی ایک کو دھوکے مین کھویا تجھے دانستہ
جانے دینے کا کہان یارا ہی ایسی آفت ہین تجھسے جوان کو جانے دون بڑھاپے مین بدنامی
لون سلطنت حاضر ہے بسم اللہ حکمرانی کر مین ضعیف ہون گوشے مین بیٹھ اللہ اللہ کرون
شہزادے نے عرض کی یہ تخت و سلطنت حضور کو مبارک رہی بندہ آوارۂ جہان ننگ خاندان
گھر کی حکومت و ثروت چھوڑ عزیزون سے منہ موڑ خراب خستہ سرگردان دربدر حیران و پریشان ہو

یہان تک پہونچا اب یہ کلمہ ہتک اور ذلت کا سننے کو جیتا رہی ملک بیگانہ مین بادشاہت کرے لوگ کہین جادوگر تو شہزادی کو لیگیا یہ شخص بیغیرت جیتا رہا سلطنت کرنے لگا جوانمردی سے بعید ہی عاشق کو معشوق کی راہ مین جان دینا عید ہی الا الم ناسزد ہم پا نہ کشیم از سر کویش + نامردی و مردی قدمے فاصلہ دارد + تک آگے پٹ رہی اور یک پا پیچھے پٹ جاتی مصرع قدم عشق پیشتر بہتر + جس مددگار نے ہزار بلا سے بچا کے یہان تک زندہ و سالم پہونچایا ہے وہی وہان سے بھی مظفر و منصور آپ سی ملائیگا نہین تو یہ صورت نجس لوگون کو دکھائی کیا ضرور ہی گو بشر مجبور ہی لیکن اس زیست سے آدمی مرنا گوارا کرے بموت مرے پہلے جب عقل و عشق معرکہ انکا تھا میرا دل کھٹکتا تھا عقل کہتی تھی ہان باپ کی مفارقت اختیار نکرو سلطنت سی نچھوڑو عشق کہتا تھا مان باپ کسکے پادشاہت کیسی سر رشتۂ الفت غیر توڑ کوچہ دلدار کی گدائی سلطنت ہفت اقلیم ہے اگر میسر آئے بہ یار خدا کسی کی صورت ندکھائی عقل کہتی تھی ابرو کا پاس کرو ننگ خاندان نہو غریب الوطنی سے عار کرو صحرا نوردی نہ اختیار کرو عشق کہتا تھا یار کے ملنے مین عزت ہی بادیہ پیمائی مین بہار ہی تشنۂ خون آبلہ مدت سے صحرا کا خار ہی عقل کہتی تھی یہ لباس شاہی قبای فرمانروائی چاک نہین کرتے دانشمند جادۂ راستی سی خلاف قدم نہین دھرتے عشق کہتا تھا لباس عریانی ہی عقل دیوانی ہی یہ وہ جامہ ہی جسے احتیاج شست و شو نہین کیسی ہی ہاتھا پائی ہو چاک نہو کسی آلایش سے ناپاک نہو اصلا کار سوزن و رفو نہین نہ بار بردار اسکو چاہیے نہ چور کا ڈر نہ راہزن سے خطر ہے پانی بھیگے نہ آگ سے جلے سڑے نہ گلے گلے سے کبھی جدا نہو نہ کوئی اسکو لے سکے نہ خود کسی کو دے سکے نہ دست وحشت مین اسکا تار آئے نہ اسکے دامن تک سر خار آئے نہ اسکا جسم لاغر پر بار ہے مسافر صحرای محبت کو یہی درکار ہی آتش تن کی عریانی سے بہتر نہین دنیا مین لباس + یہ وہ جامہ ہی کہ جسکا نہین سیدھا و الٹا + آخر کار بعد تکرار عقل کو شکست فاش ہوئی کوچہ دلبر کی تلاش ہوئی نام سے نفرت ننگ سے تنگ ہو نشان ہوس سلسلۂ دیوانگی ہاتھ آیا طبیعت عشق کی محکوم ہوئی وحشت کی دھوم ہوئی دامان غیرت گریبان حیا چاک ہوا ننگ و ناموس کا قصہ بکھیڑا پاک ہوا ایک پردہ کہ توتا تھا رہبر و مددگار ہوا دوسرا دوندہ وہ وزیر زادہ تھا تنہائی مین غمگسار ہوا پھر تو سلطنت اور وطن چھوڑ عزیز

یگانون سے رشتۂ محبت توڑ رہ نورد بادیۂ حرمان اور گام فرسائے دشت ادبار ہوا لیکن اونکا ساتھ
بھی نہ سزاوار ہوا پہلی بسم اللہ یہ غلط ہوئی کہ منزل اول مین توتا اوڑ گیا وزیرزادہ ہرن کے
ملنے سے چھٹ گیا وہ جو اساس ظاہر کی دل لگی کا تھا ڈھکیا تنہائی ہمراہ ہوئی غم دم گرم سرد آہ جوئی
کچھ دنون کے بعد طلسم مین پھنسا یا ہمین ولا کے دشمنون کو ہنسایا تھوڑی سی آفت اوٹھا کے رہائی پائی
سمت مطلوب کی راہ ہاتھ آئی مگر نہ سنگ نشان دیکھا نہ میل نظر آیا نہ گرد کاروان دیکھی نہ صدائے
زنگ وجرس سُنی نہ راہبر ملا نہ کفیل نظر آیا سواری چھٹی پیادہ پائی ملی فکر غیر سے رہائی ہی جب
اس منزل مین حضرت عشق نے آزمایا با وجود آبلہ پائی اور خلش خار صحرا ثابت قدم پایا دوسرے
مرحلے مین امتحان مد نظر ہوا پریون کے اکھاڑے مین گذر ہوا ایک مہ سیما کو اس جانب میلان ہوا
پھر وہی عیش ونشاط کا سامان ہوا بہت سی نیرنگ دکھائی ہر شب عجب دن آگے آئے للہ الحمد
کہ شیشۂ عصمت سنگ ہوا وہوس سے سالم رہا وحشت دل کا بدستور عالم رہا رخصت مین مصلحت
جانی جوان وپیر کی بات نمانی اب گھر سونپکر دھوکا کھانا جان بوجھکر بھول جانا کس لت مین یہ واہی
یہ نرا وسوسہ ہی مجھسے وحشی بیخود سے ایسی ہوشیاری دور ہی جیتے جی مرگ منظور ہی اس گفتگو کی

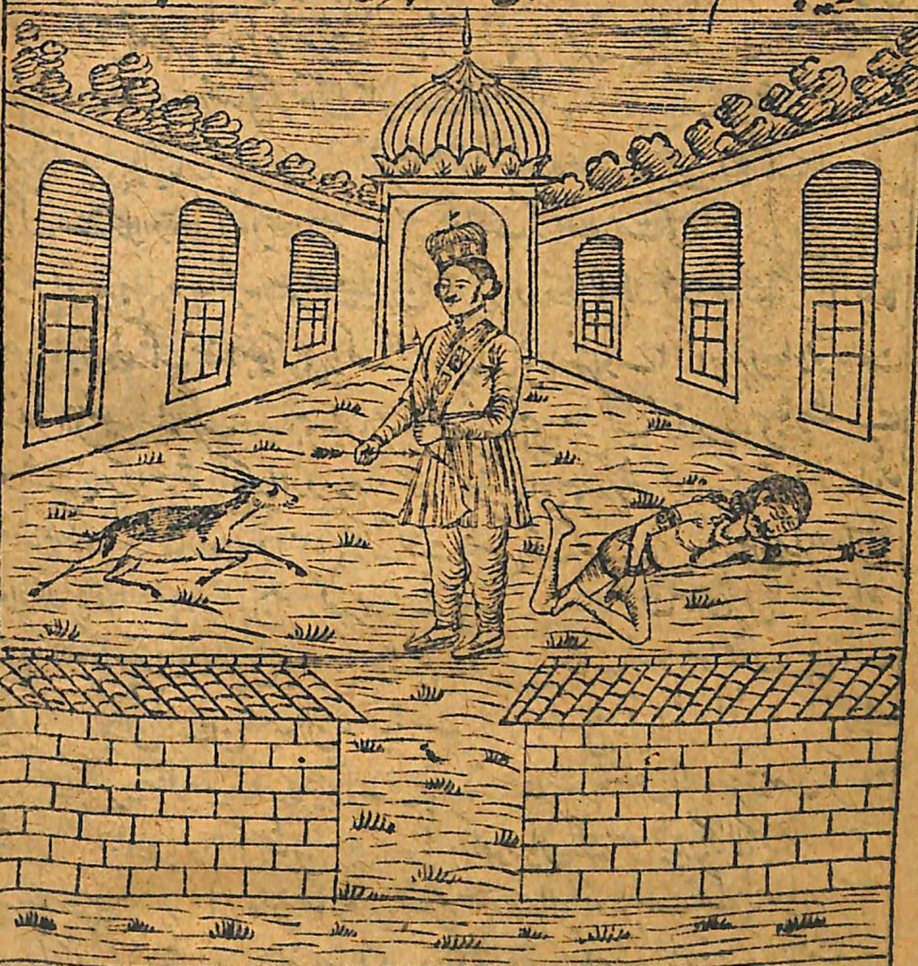
تصویر مجلسرائے شاہی وبیگمات وجان عالم وپادشاہ مع نواب ناظر خواجہ سرا



خبر محل میں پہونچی کہ آج اسطرح کا مہ جبین حسین انجمن آرا کا عاشق زار وارد ہوا تھا وہ بھی حسرت
محبت سے اوسی آگ میں جلنے جاتا ہے انجمن آرا کی ماں ور دولتسرا پر چلی آئی خواجہ سرا دوڑے
پادشاہ حرم سرا کی جلد شہزادے کو لیکر محل میں رونق فرما ہو جیسے پادشاہ و جان عالم کو ہمراہ لیے
آرامگاہ میں تشریف لایا وہ بھی ہزار جان سے نثار ہو دیر تک پروانہ وار اوس شمع انجمن سلطنت کے
گرد پھری وہ دیوانہ مستمند [illegible] کو قلق ہوا غرض کہ ہزار سعی پادشاہ نے بنت صبح کی رخصت پر
اوس شب [illegible] خاصہ طلب ہوا شہزادے نے انکار کیا وہی نواب ناظر حاضر تھا پاؤں پر گرا
سمجھایا کہ مرشد زادی نے [illegible] محل میں کھانا پانی سب کو حرام ہے جو آپ کچھ بھی نوش فرمائینگے
تو بیشک [illegible] ناچار باخاطر فگار دو چار نوالے پانی کے گھونٹ سے حلق میں اوتارے پھر ہاتھ
منہ دھو پلنگ پر جا لیٹا مگر نیند کسکی اور سونا کیسا مؤلف وا دیدہ بیدار رہتا ہے
تیری یاد میں آنکھ جب سے لگ گئی روتے ہیں ہو جاتے کو ہم * پھر لیٹے لیٹے انجمن آرا کا تصور کر
[illegible] سینے پر [illegible] پڑھنے لگا ابیات تجھ بن [illegible] زندگانی * ہے مجکو عذاب
زندگانی * اتنا تو نہ چھپ کہ [illegible] گلشن کا [illegible] کے نقاب زندگانی * جب کروٹین بدلتے بدلتے
بیتابیان [illegible] ہو گئیں اور بیقراریان ستانے لگیں تو دل بیتاب کو مستعد ضبط آمادہ جبر و صبر کر کے کہتا
نظم [illegible] عاشق کرے اگر پیدا * [illegible] کی آہ کرے بات بھی اثر پیدا * ہزار رنگ زمانے
بدلے [illegible] شب ہجر کی سحر پیدا * کریگی ہمسری نالے کی دیر سے تو بلبل * شعور
اتنا تو کر جا [illegible] پیدا * ہمیشہ ہاتھوں سے انکے رہا ہوں میں جلتا * یہ زور گرم ہوئے تھے
دل و جگر پیدا * دل میں ذوق اسیری ہے جو قفس میں مدام * میں نوچتا ہوں جو ہوتے ہیں
بال و پر پیدا * آخرش بصد نالہ و آہ و گریہ و بکا صبح کی بعد فراغ نماز بہ سوز و گداز مرنے پر کمر
باندھی شب کو یہ خبر عام ہوئی تھی کہ کل جادوگر کی لڑائی کو شہزادہ آمادہ ہوگا پہر رات رہے سے
مجمع عام در دیوان خاص پر تھا یکایک پادشاہ تخت پر سوار برابر شہزادہ والا تبار برآمد ہوا چشم
مشتاقان میں نور طور نزدیک و دور تجلی کر گیا ہر شخص رو بقبلہ ہو دعائے فتح و ظفر اوس ماہ پیکر کی
[illegible] لگا القصہ جہان تک لوگ آتے جاتے تھے پادشاہ ساتھ آیا آگے بڑھنے کی تاب نہ لایا جان عالم
نے [illegible] میں [illegible] کر رخصت کیا ناچار با دل اندوہ گین و خاطر فگار قلعے میں داخل ہوا مگر وہان سے ڈیوڑھی تک

صدہا ہرکارہ و صبا دم متعین کیا کہ ہردم کی خبر حضور میں پہونچے جانعالم پھر اکیلا یا حسرت و یاس رہا
غم زدہ بے رفیق قدیم پاس رہا یہ شعر پڑھتا آگے چلا مصرع ای غم یار رہین شدہ ہون رفاقت کا تری
نہ کیا تو نے گوارا مری تنہائی کو آگ کا قلعہ سا تھا آسمان سے زمین تک بجز شعلہ جوالہ یا
برج آتشین یا انگاروں کا ڈھیر اور کچھ نظر آتا تھا شہزادہ غور سے دیکھنے لگا ایک ہرن اوس
آگ سے نکلا اور چپل کود کر پھر اوسی میں غائب ہوا جب کہ اس صورت کی جانعالم نے لوح پیر مرد کی
دیکھی اوسمین یہ معلوم ہوا کہ اگر یہ اسم پڑھ کے ہرن کو تیر مارا اور خطا کی طلسم ٹوٹ جائیگا و گرنہ نشانہ چوکا
خود آ جائیگا چند تک تھما ہوا کوئی راکھ کے سوا پتا نہ پائیگا شہزادے نے کہا جو ہرن مارا تو لطف
زندگی ہے نہیں جی پہ مرگ خوب ہے دلبے یار جینا معیوب ہے یہ سوچ لب سوفار چلے سے جوڑ شست
و شست برابر کر اسم شروع کیا اودھر ہرن نکلا ادھر تیر ان سے دو ہمسر گوشی کر چلا بسکہ بے قدر انداز تھا اوسکی
قضا و انگشت سو پار ہوا فرد دہی فلک گفت احسن ملک گفت زہ ہرن زمین پر گرا آسمان سے
وا گیر کا غل اٹھا [illegible] تھا خوف سے رونگٹے کھڑے ہوئے ہائے زمانہ
تیرہ و تار چہار طرف غبار ہوا اٹھی ایک پہر میں وہ تاریکی وہ دھوم ہوئی آفتاب نمودار ہوا نہ آگ رہی نہ قلعہ
برابر سنسان میدان نہ انسان نہ حیوان مگر ہر ایک تیر سے برلاش جیسی ہوئی پاش پاش دیکھی یہ
وہ جادوگر ہے منتر سیند [illegible] کا ریکا تھے ہرن [illegible] دانت ہونٹوں کے باہر منہ پھری سی کندہ
شیطان کا بندہ بالوں کی لٹین الجھی ہرن پانو کھوپڑیاں گلے میں پڑی ہیں نکالا آنکھ کا گاڑھی سنگا
تیر سے جہنم واصل ہو جو واصل ہوا [illegible] کا خیمہ [illegible] قدم ہمت آگے بڑھایا ہرکارے
یہ ماجرا دیکھ فوراً حضور میں حاضر ہوئے [illegible] عرض کی اے شہریار ذوی الاقتدار
فتح مبارک شہزادہ بلند اقبال [illegible] آگ کا قلعہ ٹھنڈا کر کے سرگرم راہ ہوا بادشاہ
مژدہ فرحت افزا [illegible] ہوا فرمایا یقین کامل ہے کہ جانعالم حسب دلخواہ مراجعت کریگا فتح
و ظفر شامل ہے [illegible] کے چپنے چلنے یا [illegible] خبر دارون کو خلعت و انعام موافق قدر
منزلت مرحمت کر کے پھر روانہ کیا اس عرصے میں شہزادہ وہ وادی پرخطر سیدان بھرا پرخطر کو
طے کر کے متصل قلعہ ساحر جہان انجمن آرا قید تھی پہونچا وہ عجیب طرح کا قلعہ تھا زمین سے چاند تک
بلند ایک تختہ کمہار کے چاک کی طرح باین سرعت گردش میں تھا کہ نگاہ کام نہ کرتی تھی آنکھ کی پتلی

تصویر جانعالم اور قلعۂ آتشین اور ہرن کا مارا جانا اور جادوگر کی لاش



اتنا جلد نہ پھرتی تھی بلند ایسا کہ دیکھنے مین پگڑی گرتی تھی جان عالم وہان شہزادہ قلعہ بھی
حرکت سے ساکت ہوا اوسوقت مفصل نقشہ معلوم ہوا کہ قلعہ ہے جواہر نگار بازیب و زینت
بسیار دروازے چار ہین برج گنے نہین جاتے ہزار در ہزار ہین کمند فکر اوسکی بلندی کے روبرو
کوتاہ ہی ہر طرف سے سد و دراہ ہے جہان جان عالم کھڑا تھا ازمرد کا بنگلہ نظر آیا اوسمین سے آواز آئی
کہ اے اجل رسیدہ کیون ملک الموت کو چھیڑتا ہی زندگی سے منھہ پھیرتا ہے مجھے تیرے حسن و
صورت پر رحم آتا ہی جلد یہان سے جا خطاے اول عوض خوبی شکل و شمائل معاف کی وگرنہ

باین شدائد و خواری قتل کرونگا کہ آسمان تیرے حال پریشان پر خون رویگا ساکنان زمین کو گوشت
پوست ہڈیون کا پتا نہ ملیگا پاشاہ تیرے غم مین جان کھوئیگا اس دشت کی خاک تیرے لہو سے
رنگین ہوگی روح بھی تا حشر خواب مرگ مین آرام سے نہ سوئیگی شہزادے نے ہنسکر کہا کہ ای مادر بخطا
تو کیا ہماری بلکہ خطا معاف کریگا کہان تک لاف و گزاف کا دم بھریگا انشاء اللہ تعالی اور تو کیا کہون
تجھے بھی اوسی کی پائینتی بھیجتا ہون یہ سنکر وہ جھلایا بنگلے سی سر نکال تھوڑی ماش اوس بد معاش نے
اور کالا دانہ نکالا اوسوقت چرخ چکر مین آیا اور زمین تھرائی جب سرسون مین ہولی اور رائی ملائی
پھر تتیا مینا اور لونا چماری کو پکارا اون دانون کو اوس احمق نے آسمان کی طرف پھینک مارا دفعۃً
ابر تیرہ و تار گھر آیا شہزادے پر پتھر اور آگ کا مینھہ برسایا یہ بھی اسمای رد سحر پڑھتا آگے بڑھتا تھا جب
آگ قریب آتی پانی ہوکر بہ جاتی اور پتھر بھی ہر ایک خاک تھا ایسا وہ اسم پاک تھا جادوگر
خفیف ہوکر سحر تازہ کی فکر مین تھا جان عالم نے لوح کو دیکھا اوسمین نکلا کسیطرح لوح کو قلعے کی
دیوار سے لگا دے پھر قدرت خالق کا تماشا دیکھے شہزادے نے بجرأت تمام ترا و چک کر لوح
دیوار سے لگائی اوسپر آفت آئی مرتبۂ اول سے زیادہ چکر مین آیا پھرتے پھرتے اسطرح کی
صداے ہیبت ناک آئی کہ ہزار توپین ایکبار چھٹین تو ایسی نہو بدرجہ مہیب تھی کہ گاو زمین کا
کلیجہ ہل گیا خورشید برج اسد مین چھپ کر دہل گیا زمانے کا رنگ دگرگون ہوا جنگل گرد برد ہوگیا
وہ کافر آتش پرست سرد ہوگیا لرزان کوہ و ہامون ہوا میدان سیاہ بلند صداے نالہ و آہ
ہوئی چار گھڑی مین وہ تاریکی دور ہوئی شہزادے کی طبیعت مسرور ہوئی نہ قلعہ نظر آیا نہ مکانات کا
نشان پایا لیکن ریت کا ٹیلہ سرکنڈے گڑے اور کچا سوت نیلا پیلا اوپر لٹا پا کچھ پھندے پڑے
اوسمین وہ ماہ شب افروز حور کی صورت نور کا عالم پریشان بدحواس سراسیمہ متحیر کوئی آس نہ پاس
ہر سمت حیران ہو ہو دیکھہ رہی تھی جانعالم نے پہچانا تاب نرہی جی سینے مین عجب محبت سی سنسنایا
اکیلے دیکھہ کے کلیجہ منہ کو آیا ہرچند ضبط کیا نہو سکا تھرتا دم چڑھا جاتا دور گرد پھرنے لگا گھبراہٹ سے
کرنے لگا انجمن آرا نے شرما کر سر جھکا کر کہا سنبھلو صاحب کچھہ پاس لحاظ بھی کسیکا نہین یون بیباکانہ پاس
چلے آنا حرکت مجنونانہ ہے مگر اس گفتگو مین آنکھہ بھی چار ہوگئی سنان الفت ادھر تو گڑی تھی
اودھر بھی دوسار ہوگئی شہزادہ خنجر عشق کا زخمی قدیم تھا وہ تازہ شمشیر محبت کی گھائل ہوئی طبیعت

اور وہ حرز حائل ہوئی ہین تھرّایا جانعالم نے یہ سُنا میر سوز جسکو نہو شکیب نہ تاب فغان ہے تیری
گلی مین وہ نہ ہو تو کہان رہے ۔ آہستہ رو تو منزل مقصود کو گئے ۔ رفتار گرم تجھسے ہمین درمیان ہے
بندہ نواز حال پہ میرے کرو نگاہ ۔ بے جاے گریہ بیکس کا روان رہے ۔ یہ کہکر گر پڑا

تعشق جانعالم و انجمن آرا مع قلعہ سر کشیدہ و رشتہ پیچیدہ اور جانعالم کا بیہوش ہو کر گرنا سر زانو انجمن آرا



غش آگیا عشق کی خبر گیان زبان نہین حاجت اظہار و بیان نہین کشش اسکی جھوٹی پڑے پر اسکا اثر ہزارون کوا سنتے فریب سے مارا ہو انجمن آرا کو اضطراب نے چپکے بیجا بیقراری مین اسیر قرار آیا کہ یہ قمر عاشق صادق ہمارا ہی جو ایسی بلا مین گرفتار ہو کر بیچارہ اس وادی مین پانون دھرا ورنہ اتنے دن گذرے بیکسی کے سوا کوئی ہمدم شریک زندان غم نتھا دل قبضۂ اختیار سی جاتا رہا حجاب ہر چند مانع آتا رہا مگر جانعالم کا سر سمیٹ کر زانو پر رکھا چہرے کی گرد جھاڑی غشی تو کبھی آنکھ سے دیکھی نتھی گھبرا کر رونے لگی اسطرح روئی یار و ہو گئی اور یہان جو بوند آنسو کی منھ پر پڑی اور وہ باغ مین خوشبو سے کنار و لہار چہچہی تھی نخلخہ کا کام کر گئی گلاب کیوڑا چھڑکنے کی حاجت نرہی آنکھ کہولدی سبحان اللہ سر خاک افتادہ کنار یار زانوے دلبر پر پایا نازو نیاز سے دماغ عرش اعلی پر پہونچایا اور پانون پھیلایا یا اترا یا انجمن آرا نے جھجک کر گھٹنا سرکایا جانعالم چشم نیم وا سے

شہزادی کا منہ دیکھا اور کہا ہماری بیہوشی ہشیاری سے اچھی تھی مؤلف مین چونکا تو وہ
چونک پڑا + ہوئی غفلت جو ہوشیار ہوا + یہ کہکے آنکھین بند کرلین کہ پھر ہمین غش آیا کیون تمنے
زانو سرکایا انجمن آرا نے کہا کیا خوب اتنا اختلاط میری چرخم ہی مین نے تیری محنت اور شفقت پر
نظر کرکے یہ انسانیت کی حرکت کی تھی تم چل نکلے خدا جانے دل مین کیا سمجھے اپنی راہ لیجیے
چلتا دھندا کیجیے واہ واہ نیکی برباد گنہ لازم جانعالم نے یہ جواب دیا استاد خاک ہی اپنی اوٹھے
تو اس مکان سے اوٹھ سکے + ہم جہان جون نقش پا بیٹھے نہ وان سے اوٹھ سکے + الا آچور کی
ڈاڑھی مین تنکا تمھین اپنا عاشق کبھی نہ سمجھونگا نہ معشوقون کے دفتر مین آپ کا چہرہ لکھونگا انجمن آرا نے
کہا چہ خوش بھلا دل تو بھلا لو کچھ ہو یا نہو زبان کا مزا لو یہ تو وہی مثل ہوئی مان نہ مان مین
تیرا مہمان تمہارا لعینہ یہ حال ہی فرد چہ خوش گفتست سعدی در زلیخا + الا یا ایہا الساقی ادر کاسا
و ناولہا + عشق اور عاشقی کی باتین میری بلا جانے رمز و کنایہ کسی اور سے جاکے کرو اپنا چوچلا
تہ کر رکھو اپنی صورت تو غور سے دیکھو تمنے سنا نہین شاید مثل حلوا خوردن روئے باید + جانعالم نے
کہا مین بیچارہ خستہ تن غربت زدہ دور از وطن محنت پن کہان سے لاؤن کیونکر ویسی صورت
بناؤن ایک ہنستا ہی ایک روتا ہے کفر و اسلام مین بڑا فرق ہی تمھین ابھی تک ہوس بھوگ کا
ذائقہ نہین بھولا ہی دم تقریر زبان پر چلوا ہی ہمنے آپکے واسطے جوگ لیا سلطنت کو تج دیا اب
مراد پوری ہوئی دور دوری ہوئی انجمن آرا پتے کی سنکر کھسیانی ہوگئی کہا چلو صاحب وہ ہوا
قربان کیا تھا اپنی چونچ بند کرو کٹی جلی گی ہنسی اپنے گھر جا کر دسحر جادو زور و ظلم مکر و فریب سے
انسان ناچار ہی اسمین کسکا اختیار ہی مگر خیر اور جو چاہیے کہہ لیجیے در پردہ کیا صاف صاف
گالیان دیجیے یہ باتین قسمت کی گردش سنواتی ہے دیکھون ابھی تقدیر آگے کیا کیا دکھاتی ہی
اگر خدا ہمارا گھر بار چھڑا دیو زادی کے بس مین نہ پھنساتا تو ہر ایک راہ چلتا ہمین کاہے کو ایسی
باتین سناتا جانعالم یہ سنکر دیگر گیا رنگ زرد ہوگیا حالت سے مرگیا سمجھ کر آبدیدہ ہو کہنے لگا
میری کیا مجال جو آپ کو کچھ کہون مین تو خانمان آوارہ مسافر ہون انصاف تو کرو تم کتنی ہٹ دھرم
احسان فراموش ہو ہنسی مین رو دیا ہمین دونون جہان سے کھو دیا انجمن آرا نے دیکھا
اسکے آنسو جاری ہچکی طاری ہی سنکر کہا ایک بات مطلب کی کہی مگر سچ ہی جو ہچکا بھی

احسان بڑا ہوتا ہی۔ خاطر جمع رکھ اپنی گھر چلکر تجھے مال و زر سے لادونگی کہ تو چل نسکیگا بوجھہ سی ہل نسکیگا شہزادے نے کہا آخر سلطنت کا گھمنڈ آیا ہمین محتاج جان کے یہ فقرہ سنایا ہم بھی کبھی حاجت روا ے عالم مشہور تھے مگر الفت سے مجبور تھے اگر تمپر عاشق نہوتے کیون سلطنت کھوتی سر پر ہاتھ رکھکر روتے یہان تو یہ نوک جھونک چھیڑ چھاڑ ہو رہی تھی وہان خبر فتح و ظفر ہرکارون نے بادشاہ کو پہونچائی وہ تو ہمہ تن گوش تھا اوسی وقت مع ارکان سلطنت روانہ ہوا ایک سکھپال ہمراہ لیا صبا وار سنائی مین آپہونچا جو جو نزدیک تھے دور کھڑے رہے کہاریان بادشاہ کا تخت قریب لائین

تصویر سواری شہزادہ و بادشاہ ایک تخت پر اور انجمن آرا کا سکھپال اور محلات کی عورتونکا ہجوم



انجمن آرا منہ چھپا کر بیٹھ گئی جان عالم پاس سے سرکا پادشاہ تخت سے اوترا جان عالم کو گلے لگا لیا
جرأت کی تعریف کی ہمت پر تحسین و آفرین کی پھر بیٹی کو چھاتی سے لگا سکھپال میں سوار کیا
شہزادے کو برابر تخت پر بٹھا لیا دولتخواہان دولت ملازمان قدیم نزدیک آئے زر سرخ و سفید
تخت اور سکھپال پر نثار کیا اسقدر اشرفی روپیا تصدق کیا کہ آج تک جو محتاج مسافر ادھر جاتے
ہیں چاندی سونا پاتے ہیں نصیب جاگ جاتے ہیں بادشاہ کے پھرتے پھرتے جلوس
سواری نوبت نشان فوج سب ساماں آ پہونچا اہل شہر یہ خبر سنکر ہزاروں دوڑے شادیانے بجاتے
مبارک سلامت کا غل مچاتے شہر میں داخل ہوئے ملک کی رونق گئی ہوئی پھر آئی خلقت نے
جان تازہ پائی محل میں انجمن آرا رونق افروز ہوئی سبکو شادی نوروز ہوئی محل والیوں نے کہرام
مچایا بادشاہ نے فرمایا یہ خوشی کا وقت ہے نہ ہنگام غم اسی طرح سب بچھڑے خدا کی عنایت سے
باہم ہوں انجمن آرا کی ماں گرد پھرتی تھی ہر دم سجدہ کرنے کو زمین پر گر گر پڑتی تھی کہتی تھی ہمارے دن
اچھے تھے پھرے مگر بدولت جان عالم انجمن آرا جب یہ نام سنتی خوش ہو کھل جاتی لالا لوگوں کو ستانے کو
تجاہل عارفانہ کر کے یہ پوچھتی صاحبو کیا بار بار کہتے ہو جو میر اسقدر سیدھا نہوتا تو وہ کون تھا
جو روز پھیرتا ہمسجتیں مزاجدان اس کہانی سے تاڑ گئیں کہ آپ کی بھی آنکھ پڑی طبیعت لڑی
جب اوسکی ہاں ہر گئی وہ سب پاس آ کے کہنے لگیں ہے ہے ہم تو تیری مفارقت میں مر گئی تھے زندگی کے
دن گھڑیاں گن گن بھرتے تھے یہ صورت اللہ نے دکھائی یا جان عالم کی جوتیوں کے صدقے نظر آئی
جسطرح ہمارے مطلب نکلے ملے خالق اوسکے بھی جی کی مراد دے انجمن آرا غصے کی شکل بنا تیوری
بھوں چڑھا کہنے لگی تم سبھوں کی شامت آئی ہے کیا بیہودہ بک بک مچائی ہے چوچلے کی خوبی
نیز لگی خردی سب ڈوبی واہ واہ تمنے میری چڑ نکالی اپنی دانست میں لوانی بنالی خدا جانے
یہ کون ہے اور کہاں سے آیا ہے سبھوں نے میرا مغز کھایا ہے اوسے تو کیا کوسوں وہ او مسافر
بیچارہ بیچ میں آ گیا ہے اوسکا منہ نوچوں جس جس نے یہ نخرا نکالا ہے اور ہمیں نے مجھے چھیڑو گی
تو اپنا سر پیٹ لونگی یہ کہکر پسینا آ گیا ہونٹ چبانے لگی آپس میں رمز و کنایے رہے تمام
ملازمان پادشاہ مع روسا کے تہنیت خواہ نذریں لیکر حاضر ہوئے شہر میں منادی ہوئی کہ جتنے سا کنان
قلمرو پادشاہی ہیں فقیر سے سقے ہزاری بڑے آدمی سے بازاری تک آج کاروبار موقوف کر ناچ دیکھیں

خوشی کرین اور جیسے مقدور نہو سرکار سے لو تمام شہر مین عیش و نشاط راگ رنگ کی مجلس با فرحت وانبساط ہوئی بادشاہ نے جشن جمشیدی کیا تمام شب بادۂ گلگون کا دور رہا ناچ گانا صحبت بے تکلفانہ یہ طور رہا دم صبح بادشاہ کیوان جاہ دیوان عام مین رونق افزا ہوا اس قدر زر و جواہر محتاج فقیرون کو عنایت و امداد ہوا کہ کاسۂ گدائی اونکا جام و صراحی سے مبدل ہو گیا محل مین برمحل رت جگے صحنک جا بجا کونڈے حاضری دو نے پڑیان منتون کی جس جس نے مانی تہین کرنے بھرنے دینے لگین اور ڈومنیان تراق پراق پریوش خوش گلو باانداز مع سامان و ساز حاضر ہوئین مبارک سلامت کہکر شادی مبارک گا نے چہچے مچانے نئی مبارکباد سُنانے لگین مؤلف

شادی و جشن سزاوار مبارک ہووے + آج شہزادی کا دیدار مبارک ہووے + صد و سی سال سلامت رہی با امن و امان + حسن کی گرمیٔ بازار مبارک ہووے + وہ بھی دن آئے جو سہرہ بندھے سر پر اسکے + سب خوشی سے کہین ہر بار مبارک ہووے + بعد شادی کے اسکے خدا دے کوئی فرزند رشید + ہم کہین آکے یہ دلدار مبارک ہووے + خار کھاتے رہین کمبخت جو دشمن ہو سرور + دوستون کو گل و گلزار مبارک ہووے +

بیان جلسۂ شادی اوس وطن آوارہ کا انکار کرنا اوس مہر سیما ماہ پارہ کا اور ان کا سمجھانا اوسکا شرما کی سر جھکانا پھر سامان برات کا مزا لوٹنا پہلی رات کا

کدھر ہے تو اے ساقی گلعذار + مرا غم سے دل ہو گیا خار خار + پلا دے کوئی ساغر لالہ رنگ + جوانی کی لائے جو دل مین ترنگ + + اکھے کتنے صحرانوردی کے رنج + بھلا کچھ تو شادی کا ہون نغمہ سنج + سرود سرایان بزم شادی و نغمہ پردازان محفل عروسی و دامادی انجمن بیان مین یون زمزمہ سنج ہوتے ہین کہ جب جلسۂ عیش و طرب سے فرصت سبکو ہوئی ایک روز پادشاہ جمجاہ محلسرائے خاص مین جلوہ بخش تھا بی بی سے خلوت مین فرمایا کہ حقوق اور احسان جیسے جانعالم کے ہمارے ذمہ ہمت پر ہین تمام عالم جانتا ہی اور یہ بھی نزدیک و دور مشہور ہے کہ عشق انجمن آرا مین نادیدہ مبتلا ہو سلطنت کھو یہان آیا ہی اور کس مردانگی سے جادوگر کو مارا اور اوسکے پھندے سے ہمکو چھڑایا ہے اسکے قطع نظر صورت سیرت خلق و مروت دست جرأت

یہ جتنی صفتین ہین سب خالق نے عطا کی ہین حسب عالی نسب والا حسن مین مہر و ماہ سی نرالا
مناسب کیا ضرورت ہی کہ جلد سامان شادی درست کر سنقدر وخدا جانی آج کیا ہے کل کیا ہو
کار امروز بفردا مگذار اوسنے عرض کی جو رائے اقدس مین گذرا یہی میرا بھی مطلب تھا بادشاہ نی
فرمایا آج انجمن آرا سے یہ مقدمہ اظہار کر کے جواب باصواب حاصل کر لو کل سے سرگرم سامان شادی ہو
یہ کہکے بادشاہ دیوان عام مین رونق افزا ہو انجمن آرا کو ماں نے طلب کیا اور دو چار مغلانیان
اتون سن رسیدہ محلدارین جہاندیدہ قدیمہ جو تھین اونھین بلایا شہزادی کی غلیلین بھی
یہ سنکر بے بلائے آئین اوس نے پہلے بیٹی کو گلے سے لگایا پیار کیا پھر کہا سنو پیاری
دنیا کے کارخانے مین یہ رسم ہی کہ بادشاہ کے گھر سے فقیر تک بیٹی کسی کی مان باپ پاس ہمیشہ
نہین رہتی اور غیرت دار کے گھر مین لڑکی جوان ہر وقت رنج کا نشان خفت کا سامان ہے
اور خدا و رسول کا حکم بھی یہی ہی کہ جوان کو بٹھا نہ رکھو شادی کر دو ورا سے ان باتون کے
ایک شخص نے تمھارے واسطے گھر بار چھوڑا سلطنت سی ہاتھ اوٹھا کسی آفت سی منہ نہ موڑا
جی پر کھیل گیا کیا کیا بلائین جھیل گیا سر کھپی اور جان جوکھون کی جب تمنے ہمکو دیکھا ہمنے
تمھاری صورت دیکھی شکل مین پری شمائل فرخندہ خو فرشتہ خصائل تمام شہر عاشق زار ہے
چھوٹا بڑا اوسپر فریفتہ اور نثار ہے ہر چند تم پارۂ جگر نور نظر ہو مگر واری جو انصاف ہاتھ سے
ندو تو تم مین اوسمین بڑا فرق ہے تمھین اللہ نے عورت بنایا ہی وہ مرد میدان نبرد ہے
رنڈی مرد کا بہت تفاوت مشہور ہے آگاہ نادان و ذی شعور ہی الا جانی ہمارا کہنا آرسی
مصحف مین نظر پڑیگا دیکھیے کا جو دکھائی دیگا انجمن آرا نے یہ سنکر سر جھکالیا رونے لگی کہا
حضرت صورت شکل کا یہان مذکور کیا ضرور تھا یہ اللہ کی قدرت ہی کسیکو بنایا کسیکو بگاڑا بہت سے
لولے لنگڑے کانے کھدرے گونگے بہرے ہین وہ چاہیے نہ جبین کہین نور ہے کہین نار ہی
گل کے پہلو مین خار ہے یہ سب صنعت پروردگار ہی دنیا مین کون سی شے بیکار ہی برون سے
اچھون کی تمیز ہے یون تو پادشاہ مصر غلام عزیز ہی اور جو بار احسان سے دب کر فرماتی ہو
کہ ایسا کرو تو دنیا عالم اسباب ہے ایک کا کام دوسرے سے ہوتا آتا ہی یہ شخص نہ آتا اور ہیرے
مقدر مین رہائی ہوتی کچھ ایسا سامان نکل آتا اور کوئی اللہ کا ولی پیدا ہوتا میری بند چھڑاتا

المؤلفہ نیک و بد زمانہ نہین اختیار مین ہوتا وہی ہی جو سرنوشت ہو میری قسمت
کمبخت بُری ہی ایک مصیبت سے چھُڑا دوسری آفت مین پھنسایا ہوم کے طعنے اپنی بیگانون کے
سننے پڑے کہ یہ آیا مجھے قید سے چھُڑایا خدا جانے وہ کون ہی کہان سے آیا ہی اپنی سن سے
سیان ہی سمجھو شہزادہ بنایا ہے آپ کی لونڈی ہون بہر صورت فرمانبردار اگر کنوئین مین جھونک دو
چاہ سے گر پڑون اُف نکرون مگر جو آپ اسکی شکل پر یہ محنت و مشقت کو سمجھ بوجھ یہہ مقدمہ
کیا چاہتی ہین بیشک تو مین راضی نہین اگر مزدوری کی اُجرت خدمت کا انعام منظور ہی کہ ایسا ہو گی
نزدیک احسان کسی کا اوٹھانا بہت دور ہے تو روپیہ اشرفی جاگیر عنایت کرو کہ اوسکا بھلا ہی کام
آپ کا نام ہو یہ فقرہ سنکے وہ بہت ہنسی کہا شاباش بچی اوسکی جانفشانی کی خوب قدر دانی کی
واقعی وہ بیچارہ تمھارے ملک کا یا روپیہ پیسے کا محتاج ہے اری نادان وہ تو خود صاحب تخت
و تاج ہے اس بات پر ہمسنون نے قہقہہ مارا کہا حضور بس انکا یہہ شعور ہی انکے نزدیک وہ
شہزادہ نہین مزدور ہے انجمن آرا نے جھنجلا کر کہا کہ روپیہ وہ شی ہے کہ اسکے واسطے اسفندیار سا
روئین تن مارا گیا فریدون نے افراسیاب کا سر اوتار لیا وہ جو دائی دوا اتون مغلانیان پرانی
پرانیان حاضر تھین بولین قربان جائین واری ماں باپ کی عدول حکمی مین خدا اور رسول کی
نافرمانی ہوتی ہے تمھین انکار سے اور خدا نخواستہ یہ کیا تمھاری دشمن ہین جو راہ چلتی کے
حوالے کسی کے گھر کے منے سے بے دیکھے بھالے کر دینگی آدمی روز بروز عقل و شعور سیکھتا ہے
نشیب و فراز بات کا محل موقع سوچ سمجھتا ہی تم سلامتی سے ابھی تک وہی بچپنے کی باتین کرتی ہو
کھیلنے کودنے کی سوا قدم نہین مرتی ہوا انجمن آرا نے جواب ندیا سر زانو پر رکھ لیا لیکن وہ جو
امیر زادیان اوسکی ہمنشین جلیسین تھین جنسے اس بات کے روز مشورے رہتے تھے بولین
بی بی لوگو تمھین کیا ہوا ہی آتون جی صاحب بے ادبی معاف آنکھون مین جونڈا سفید کیا ہی
خیر ہے صاحبو کو تمھین سے صاف صاف کہا یا چاہتی ہو دنیا کی شرم و حیا نگوڑی کیا اوڑ گئی
اتنا تو سمجھو بھلا ماں باپ کا فرمان کسی نے ٹالا ہے جو یہ ٹالینگی الخاموشی نیم رضا بڑھے
ڈھون کر روبرو اور کہنا کیا یہ سنکے آتون قدیم جسنے انجمن آرا کو پالا پڑھایا لکھایا تھا اوسنے مبارکباد
کہکے انجمن آرا کی ماں کو نذر دی محل مین قہقہے مچے شہزادی بناوٹ سے رونی لگی انداز نظر

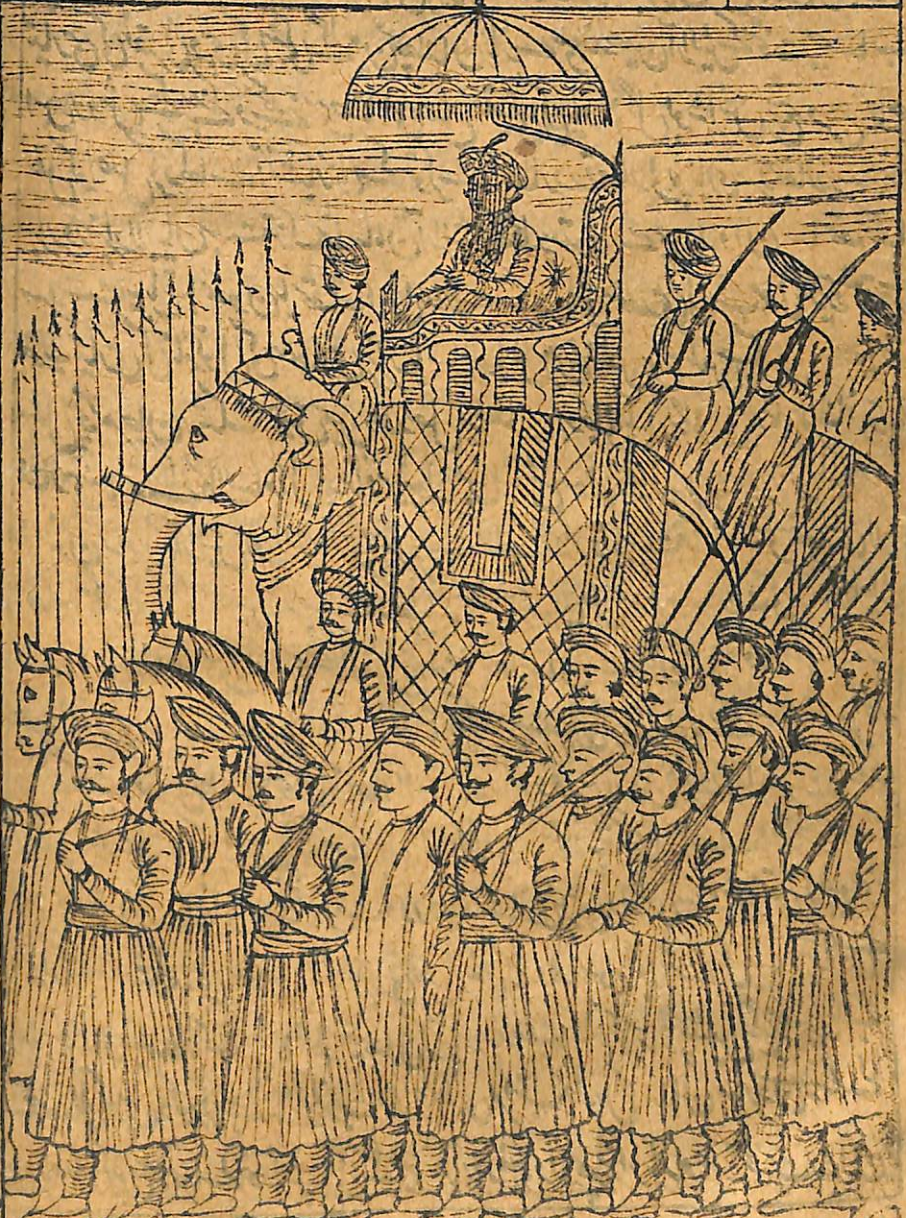
بیگم کی نذر لیکر بادشاہ کے حضور مین حاضر ہوا نذر دی خلعت مرحمت ہوا یہان تو ارکان سلطنت
اسی دن کے روز منتظر رہتے تھے یہ مژدۂ فرحت افزا دریافت کرکے اوٹھے بمراتب نذرین گذرین
توپخانون مین شلک کا حکم ہوا نوبت خانون مین شادیانے بجنے لگے مبارک و سلامت کی صدا
زمین و آسمان سے پیدا ہوئی شعر فلک پر یہ مبارکبادہی اب کسکے ملنی کی ٭ یہ ایسا کون نکلا ورہی
جسکا بخت جاگا ہے ٭ بادشاہ نے وزیر اعظم سے ارشاد کیا جانعالم یہان مسافرانہ وارد ہے
تمام امورات محل مین مستعد رہو ہم اسکا سامان سرانجام کرین وزیر آداب بجا لایا خلعت فاخرہ طلا ہاتھی
پالکی سے سرفراز ہوا جانعالم کا یہ نقشہ تھا چہرے پر بشاشت سے سرخی باچھین تا بناگوش کھلین فرحت کے
باعث بند قبا ٹوٹے جاتے تھے مگر شرم کے باعث آپ سر نہ اوٹھاتے تھے بادشاہ نے رمال نجومی
پنڈت جفر دان جو جو علم ہیئت اور ہندسہ اور نجوم مین طاق شہرۂ آفاق تھے طلب کئے اور ساعت
سعید کا سوال کیا کسی نے قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا شکلین لکھین کسینے پوتھی کھولی کوئی حرف مفرد
لکھکر حساب کرنے لگا کوئی تلا برچھیک دھن مکر کمبھ مین میکھ برکھ متھن کرک سنگھ کنیان گنکر
حساب کرنے لگا کوئی مشتری مریخ شمس زہرہ عطارد قمر زحل کا حال مع گردش برج کہکے حمل ثور
جوزا سرطان اسد سنبلہ قوس عقرب جدی دلو حوت میزان کی میزان و دیگر شمار کرنے لگا
کہا بعد مدت قمر اور مشتری کا بطرز خلاف حمل مین قران ہی اس ہفتے کا دن رات سعد اکبر ہے
اور باتفاق ایک روز مقرر کیا حضور سے بقدر علم و کمال خلعت و انعام عنایت ہوا اور بعد جلسہ
شادی باسیدو دیگر و امداد وافر امیدوار کیا القصہ بموجب احکام اختر شناسان بلند بین فلک سیر
ماضی مستقبل کے حال دان باریک خیال اور منجمان صدر نشین صدر نشین مسند کنشت و دیر حکم وادیان
خوش فال مانجھے کا جوڑا اور لعن کے گھر سے مزدور سرے چلا تا فیل نشین مین مرد فرد فرد بالباس رنگین پکہاج کی کشتیون
مین زعفرانی جوڑے سنہرے خوانون مین ہنڈیان مقوی مفرح ذائقہ ٹپکتا خوان تک بسا اور
دودھ کے واسطے اشرفیون کے گیارہ توڑے طلائی چوکی جواہر جڑی زمرد نگار کٹورا
بٹنا ملنے کا کنگنا بہ از عقد ثریا در یکتا بڑا بڑا لنگی ملتان کی تھی بیل بوٹے مین گلستان کی تھی
بٹنا اور تیل سے بیل جو عطر کشمیر رخندہ زن ہو معطر دماغ انجمن ہو کنٹرون مین عطر سہاگ
مہک پری ایجاد نصیر الدین حیدری ار گجہ محمد شاہی فتنے کی بوچار سو زعفران کا تختہ کھلا

کو سون تک خوان سی خوان ملا نوبت نشان گھوڑون پر شہنا نواز نقارچی جوان جوان سُکھپال
اور چنڈولون مین زنانی سواریان اونکے بناؤ کی تیاریان کہاریان پر چھم چھم برق درخشان کا
عالم باہم قدم قدم اوس سامان سی وہ سب مانجھا لیکے در دولت نوشاہ پر جو بس گئے شہر کے
کوچہ و بازار بسگئے وہان دولہا نے یہان دولھن نے مانجھے کی جوڑے پہنے منادی نے ندا کی
جو سفید پوش نظر آئیگا اپنی خون سے سرخ ہوگا یعنے گردن مارا جائیگا پادشاہ نے خود ملبوس
خاص رنگین زیب جسم کیا رنگ کھیلنے لگا تمام خلقت ہولی کی کیفیت بھولی شہر مین شہاب
اور زعفران کے سرخ و زرد نالے بہے گلیون مین عبیر گلال کے ٹیلے ٹیکرے رہی کوچہ ہر بازار کا
زعفران زار کشمیر تھا ایک رنگ مین دوبا امیر و فقیر تھا تاکید تمام خاص و عام کو حکم ہوا کہ
آج سے چوتھی تک سوای اہل حرفہ اپنے امور ضروری موقوف کر گھرون مین ناچ دیکھو جشن کرو
جو کچھ احتیاج ہو سرکار سے لو اور ہر رئیس محلہ اور سردار قوم سے فرمایا جو تم سی متعلق ہون
اونکی فرد درست کر حضور مین گذرانو اون کے کھانے پینے کا سامان خواہ ہندو ہو یا مسلمان حضور
سی ملیگا اور ارباب نشاط کے داروغہ کو احکام ملا جسکی جیسی لیاقت ہو یا جسکا جو شائق ہو بشرطیکہ
اوسکے لائق ہو برضامندی طرفین وہ ویسا طائفہ وہان بھیجو دکانداروں کو ارشاد ہوا دن رات
دکانین کھلی رہین قریب قریب ناچ ہو دن کے کھانے کا صرف تصرفی باورچیخانے مین ٹھہرا
ہندو کو پوری کچوری مٹھائی اچار مسلمانون کو پلاؤ قلیہ زردہ قورمہ ایک آبی دوسری
شیرمال فرنی کا خوانچہ تشتری کباب کی بہت آب و تاب کی شہر مین گلی گلی عیش و نشاط خوشی مین
چھوٹے بڑے سب نہ کسیکو کسی سے غرض غرض مطلب پکا پکایا کھانا کھانا دکانون پر بیٹھے ہر وقت
ناچ دیکھنا سرکار کا کام بنانا بغلین بجانا بیت بہشت آنجا کہ آزارے نباشد کسے را باکسی کارے
نباشد اور اس سے پہلے بتعین تاریخ روز شادی نامے بادشاہون کو فرمان راجہ بابو کو
صوبہ دارون کو شقے عاملون کو پروانے جا چکے تھے دو چار منزل گرد و پیش سر راہ دو دو کوس کے
فاصلے سی باورچی اور حلوائی کھانا مٹھائی گرما گرم تیار کیے رہتے تھے کہ اس عرصے مین
جو مسافر گذرے یا طلبیدہ بادشاہ آئے بھوکا نجائے اور مژدہ شادی راہ چلتون کو سُنا
شہر مین بھیجدیتے تھے کہ یہ جلسہ قابل دید ہی غرض کہ دو منزل چار منزل بلکہ دس بیس ان کی

راہ سی تماشہ بین بھگڑ ے لکھنو والون سے سیر دیکھنے کو آئی اور ساچق کا دن آیا اگر سب
سامان بیان کرون کہانی ناتمام رہجائے مگر دہی اشتے نمونہ از خروارے پچاس ہزار چھکڑے
روپہلے سُنہرے جواہر نگار نقل اور میوے سے لبالب لاکھ خوان حُسن و خوبی بسیار پر تکلف سب
پچاس ہزار مین مصری کے کوزے باقی مین میوہ اور قند کی جھبڑیان مُرصع کاری کی بڑی
تیاری کی نقرئی دہی کی مٹکی گلے مین مچھلیان ناڑے سی بندھین آرائش کے تخت بیحساب
اس روش کے جنکے دیکھنے سی صناعی صانع حقیقی کی یاد آئی گل بوٹا اس سج دہج کا جو
نقل کو اصل کر دکھائے آتشبازی کے ٹوکرے قطار در قطار بی پایان سرو جھاڑ درست میوہ دار
ہزار در ہزار لابیان بہت تزک بڑا سامان آرائش کے گلدستون سے چمن روان ساتھ تھا
سرو ست یہ باغ ہاتھون ہاتھ تھا اس انداز سے ساچق گئی منہدی کی شب ہوئی وزیر دست تدبیر نے
خوب تیاری کی نارنول کی منہدی ہزار ہا من بو باس مین دولھن پر نگین جسکی دید سے ہاتھ
مثل پنجۂ مرجان رشک عقیق یمن اور لعل بدخشان ہوجائے ایکبار لگائی لال ہو تمام عمر کف افسوس
ملتا رہے نہ ہاتھ لگنے کا ایسا ملال ہو جڑاؤ سینیون مین حنا شمع مومی و کافوری اوسپر روشن المیدی کے
خوانون پر جوبن آرائش اور آتشبازی ہمراہ سب کے لب پر واہ واہ بہت چمک دمک سی منہدی لایا
اور یہ رنگ ڈھنگ حسن تدبیر سے دکھایا کہ تمام ہمچشمون مین سرخرو ہوا برات کی رات کا حال
سنو دیوان خاص سی دُلھن کا مکان پانچ کوس تھا یہان سے وہان تک دونون طرف بلور کے
جھاڑ آدمی کے قد سے دو چند سو سو بتی کے سر بلند پانچ چھ گز کے فاصلے سی روشن اور
دس گز جدا نقرئی طلائی تخشا خا جلتا اون سے کچھ دور ہزارون مزدور ٹھاٹھرون پر روشنی
کرتے جھاڑ رشک سرو چراغان جھمکتے جابجا ترپولیے اور نوبتخانے کتھک اتھک اونیز باجے نوبت
بجتی مغرق شامیانے تنے اوسکے قریب دورویہ آتشبازی گڑی روشنی یہ روشن تھی کہ چیونٹی
سوار کو ہیئت مجموعی مفصل معلوم ہوتی تھی غرض کہ دولھا سوار ہوا شور و غل یکبار ہوا کسی نے
کہا سواری جلد لانا کوئی پٹکا شملہ سنبھال کر پکارا خدمتگار کو بلانا پلٹنین آگے بڑھین باجے
بجنے لگے کوس و کورگہ بجنے لگے نوبت نشان ماہی مراتب جلوس کا سامان سوارون کے رسالے
دورویہ باگین سنبھالے خود اسپے آگے پیش قرار در ماہی دار پھر ہزار بارہ سو تخت روان

تمام تمامی سے سنڈھا اونپر نڈیان جوان جوان شادی مبارک گاتین سج دھج دکھا طبلے
بھڑ بھڑاتین بہت سے سانڈنی سوار تیز رفتار خاص بردار خاصیان کندھون پر دولھا کی قریب

تصویر سواری برات مع جلوس فیلان وغیرہ



برچھی والے باندازِ جوبدار روشن چوکی والے شہنائیان پرتکلف مزامیر لے ہزارون غلام
زرین کمر سنہری روپہلی انگیٹھیان ہاتھون مین جھولی مین عنبر سارا عود غرقی بھرا دشت مہکتا
گرد ہزار ہا پنجشاخا جھمکتا سونے چاندی کی دستیان روشن نور مین چالیس بادشاہ پر شوکت وجاہ
پیچھے بارہ ہزار ہاتھیون پر امیر وزیر ارکان سلطنت ترقیخواہ خواصی مین انجمن آرا کا بھائی
جانعالم کا سالا بجاے شہ بالا آہستہ آہستہ قدم قدم خوش وخرم چلے کوچہ و بازار بو باس سے
معطر تھا چرخ گردان اس تماشے کو بچشم انجم نگران تھا دشت کا وحش و طیر حیران تھا پہر رات رہی
دلھن کے دروازے پر پہونچے ماما اصیلین موڑین پانی کا طشت ہاتھی کے پاؤن تلے پھینکا
کسی نے اور کچھ ٹوٹکا کیا دولہا اوتر کر مجلس مین داخل ہوا بارہ سی طائفہ رنڈیون کا سواے
بھانڈ بھگتیے ہیجڑے زنانے کشمیری قوال بین کار ربابیے سرودیے حاضر تھا ناچ ہونی لگا قریب صبح
قاضی طلب ہوا بساعت معین سلطنت کے خراج پر مہر بندھا طالب و مطلوب کو سلک ازدواج مین
منسلک کیا مبارک سلامت کا غل مچا میر سوز فلک شب کتخدائی دیکھ اوسکی سوز یون بولا +
تجھے یہ رات اے رشک مہ انور مبارک ہو + سب طائفے ساتھ کھڑے ایک سُر مین مبارکباد

تصویر بزم نکاح جانعالم کی اور سامان محفل مع آرسی مصحف کے



گانے لگے کئی لاکھ روپے بادشاہ نے عنایت کیے دولھا زنانے مین طلب ہو وہان رسمین
ہونے لگین وہ عجب وقت تھا آرسی مصحف روبرو محبوب دلخواہ دوبدو سورۂ اخلاص کھلا آئینہ
رونمائی مین مزے لوٹتا سلسلۂ محبت مستحکم ہو رہا ڈومنیون کا سٹیھنیان گانا دولھا دولھن کا شرمانا
کبھی ٹونے گا اچھے بنی سلونے ہمجولیون کا پوچھنا ٹونا لگانا دولھا کا ہنسکے کہنا عرصہ ہوا کوئی
دلھن کی جوتی دولھا کے شانے مین چھوا گئی کوئی اوسی کا کاجل پار ہوا لگا گئی ہمسنون کی
چھیڑ چھاڑ اون کے جوبن کی بہار فقط ململ اور شبنم کے دوپٹون کی آڑ جسدم یہ رسمین ہو چکین
نوبات کی نوبت آئی عجب سیر نظر آئی اسطرح چُنی کہ دیکھی نہ سُنی ہیر حسن وہ جب پانؤن پر کی
اوٹھاتے اڑا + نہین اور ہان کا عجب غل پڑا + جب یہ رسمین ہو چکین ڈومنیون نے پانو ہنی
گائی سبکی چھاتی بھر آئی کہرام مچا جب دلھن سب سے رخصت ہونے لگی رو رو جی کھونے لگی
سواری تیار ہو دروازے پر آئی دولھا نے سہرا سر سے لپیٹ دولھن کو گود مین اوٹھایا سب کا دل
اُمنڈ آیا شور و غل مچا یا دنیا کے کارخانے قابل دید ہین بلکہ دیدہ ہین نہ شنید ہین شادی مین غم
سلف سے توام ہی مگر ثبات بجز ذات باری کسیکو نہین مقدمات جہان گذران خواب پریشان ہین
اونکا حال کیا کہین مؤلف اک وضع پر نہین ہی زمانے کا طور گاہ + معلوم ہوگیا مجھے لیل و نہار ہی +
غرض کہ دولھن کو سکھپال مین سوار کیا بادشاہ نے ملک و سلطنت خزانہ جہیز مین لکھدیا برات
رخصت ہوئی وہ اہتمام تجمل سواری کا سامان ہر شخص خرم و خندان جہیز کا بڑھنا لوگون کا
دولھا پر دعائین پڑھنا نسیم سحر کا چلنا شمع کا جھلملا جھلملا کے جلنا شہنا مین بھیرون بھباس الاپ
للت رام کلی کا پھونکنا نقیب اور چوبدارون کا کویل کی طرح کوکنا نوبت کی ٹکور جھانجھ کا
جھانجھ سے شور جھُٹ پٹا وقت نور کا تڑکا کڑکیتون کا سومیل کڑکا کچھ کچھ تارون کی چمک
نقارون کی صدا دھونسے کی گمک چاند کے مُنھ پر سفیدی دولھن والون کی یاس و نا امیدی
عطر کی ہر سو لپک پھولون کی مہک سبکو نیند کا خمار کوئی پیادہ کوئی سوار فرش
باسی ہار پھولون سے رشک صحن چمن کہین جھول کہین شکن کہی جا بکھر وٹے اور بیڑون کی
پتے کھلے پڑے کہین لوگ حیران و ششدر کھڑے مجلس کے فراق مین اہل محفل کے
اشتیاق مین شمع کی زاری اشکباری لگن مین پروانون کی بیقراری خاکساری دولھا کے

لوگون کی خوش بشاش تیاری دولھن کے گھر مین نالہ و زاری کوئی کہین نیند کے جھونک مین پڑا کوئی یہ سامان بچشم عبرت دیکھہ تاسف مین کھڑا شمع فانوس مین گل گلگیر مین نیم انداز پر پروانون کے پر فراش فرش اوٹھانے کی تدبیر مین بیٹھی ہوئی ہر ایک کی آواز کہین سوز کہین ساز یہ وقت دیکھنے کے قابل ہوتا ہی راہ چلتا بھی دیکھکر روتا ہے اسکی لذت وہ جانی جسکی نظر سے یہ ہنگامہ گذرا ہو کسی کی برات تو دیکھی ہو گو بیاہ نکیا ہو قصہ مختصر دولھا شگفتہ خاطر خندان چہرے پر شباب کی چمک عارض تابان سے حسن کی بہار عیان ہاتھی پر سوار گرد شاہ و شہریار زر سرخ و سفید نثار ہوتا سر چک ہو کے دیوان خاص مین داخل ہوا جو رسمین یہان کی تھین ہونی لگین بکرا ذبح کیا انگھوٹھے مین لہو لگا دیا پھر کھلائی رسومات سے فرصت پائی اب منتظر ہوئی کہ شام ہو وصل کا سر انجام ہو اوس دن جان عالم کا گھبرانا گھڑی گھڑی گھڑیالی سے دن کی خبر منگوانا دیکھنے کی کون دیکھتا تھا مد حواس پھرتا تھا کہ کہین جلد رات ہو بے تکلفی کی ملاقات ہو کبھی کہتا تھا واہ قسمت کی خوبی پہر بھر ہوا گھڑی نہین ڈوبی ہوش کہان بجا تھا مگر رہ پوچھتا ابھی کیا بجا تھا اودھر انجمن آرا بھی جمائیان لیتی تھی تکیے پر سر دھر دیتی تھی جب اور کچھ تدبیر بن نہ آتی تھی لوگون کے چونکانی کو اونگھہ جاتی تھی غرض کہ خدا خدا کر کے وہ دن تمام ہوا نمود شام ہوئی عروس شب نے مقنعہ مہتاب سے روپوشی کی مشتاقون کو فرصت ملی گرم جوشی کی لوگ آنکھہ بچا کر جا بجا کنارے ہوئے دولھا دولھن چھپر کھٹ مین ہمکنار بیتابی کے مارے ہوئے شادی کا روز

تصویر جانعالم اور انجمن آرا کی مع پلنگ



شباب کا عالم شستا قونکا بیٹھنا باہم آنکھون مین خمار نیند کا دل مین اشتیاق دید کا عطر سہاگ
اور فتنے کی خوشبو بٹنے اور تیل کی عجب میل کی مہک ہر سو پھولون سے پلنگ بسا ادقچہ کسا
خود نشار عشق سے باختہ حواس تمنائے دل پاس نہ کچھ دغدغہ نہ وسواس ہنگامۂ صحبت
طرفین سے گرم ادھر شوق ادھر شرم ایک طرف ولولہ گرمجوشی ایک سمت حیا سے مُنھ پر
مہر خموشی بیان کرنا گذشتہ حال کا خیال لوگون کی دیکھ بھال کا یہ معمول ہی اوس روز
ہمنشینین تاکتی جھانکتی ہین لیکن ان ڈرون پر چپ نرہی آہستہ آہستہ دونون نے دکھڑے
کہے جانعالم نے توتے سے ذکر سنکر دربدر خراب خستہ ہوکر آنا توتے کا بیٹھ رہنا وزیرزادی کا
صدمۂ فراق سہنا پھر طلسم کا پھنس جانا جادوگرنی کا ستانا بعد اسکے نقش سلیمانی لینا وہان سے
چل دینا بکشادہ پیشانی و خوش بیانی بیان کیا مگر ملکہ مہرنگار کی ملاقات جگت رنگی کے
حرف حکایات اوسکی طبیعت کا آجانا اپنا بے اعتنائی سے چلے آنا کچھ شرما بات کو طال کی
جا سے حیا کے کہا یہ اکثر ہوا ہی کہ معشوق کے روبرو جو اسپر کبھی کوئی عاشق ہوا ہے
اوسکا ذکر کرتا ہی شیخی بگھارتا ہی کچھ جھوٹ اپنی طرف سی جوڑتا ہی دل کے پھپولے توڑتا ہے
اسکی شرح گو طول طلب ہے پر عاشق مزاجون پر منکشف سب ہی انجمن آرا نے جادوگرنی کے
قصے پر تاسف کیا ملکہ کے مذکور پر بناوٹ سے ہنس دیا پھر روکھی صورت بنائی ناک بھون
سمیٹی تیوری چڑھائی مگر چلے آنے کے سہارے پر مسکرائی اپنا بھی اشتیاق لیے دینے اور روز ملاقات
محنت و مشقت کی قدردانی سے جادوگر کی لڑائی کی جانفشانی سے بیان کیا پھر دونون
بیساختہ ہوشرم و حیا کھو ہم آغوش ہوئے رنج درکنار غم و درد مہاجرت فراموش ہوئے ہمؤلف
یہ ہمکناری جانان سے تازہ لطف اوٹھا + گلے سے ملگئے سب رنج درکنار ہوا + سینے سی سینہ
لب سی لب ہاتھ پانون بلکہ جتنے اعضائے جسم ہین سب وصل تھے مثل ہی ایک جان دو قالب
وہ ایک جان ایک ہی قالب غالب ہی کہ ہو گئے + استاد ایام وصل مین ہم لپٹے ہین جیسے اوس سے
یون وصلی کے بھی کاغذ چسپان بہم نہونگے + خواہش کو اضطرار حیا مانع کار شرم برسر تکرار دونون کے
دم چڑھ گئے تھے جنگ زرگری کا زور بیان کر رہے تھے شہزادی بموقع پر ہاتھ نہ لگانے
دیتی تھی جب بے بس ہوجاتی تو چٹکیان لیتی تھی گاہ کہتی تھی الیغا اتنا کوئی گھبراتا ہے

دیکھو تو کون آتا ہی کبھی خود اوٹھ کے دیکھتی بھالتی تھی کوئی دم یون ٹالتی تھی آخر کار غنچۂ سربستہ
تمنائے دراز بحرکت نسیم وصل شگفتہ و خندان ہوا دُرِ ناسفتہ درج شہریاری رشک عقیق یمن غیرت دہ
لعل بدخشان ہوا بقول فردوسی چنان بردوآوردوآوردوبرد + کہ دایہ زحسرت پس پردہ مرد + رشک و حسرت سے جگر صدف چاک ہوا دشمن کمبخت در پردہ ہلاک ہوا تقاضای سن
الھڑپنے کے دن اوس وقت دونون گھبرائی اور وہ کیفیت سب بھولی جب دامن شب مین
چادر پلنگ پر شفق صبح پھولی غرضکہ شرما کے استراحت فرمائی دل بیتاب نے تسکین پائی ہنوز
پلک نہ جھپکی تھی نمود سحر ہوئی عام شب کی خبر ہوئی دم صبح ایک سرخرو دوسرا ژولیدہ سو حمام مین داخل
ہوئی جو جو محرم راز شریک سوز و گداز تھین رات کی باتون کے پتے رمز و کنایہ مین دی سب نی قہقہہ ارا
جب رو برو پہنچی اور شیشے مین تنبول آیا شرما کے سر جھکایا غمزہ و ناز ہر انداز مین رہا نہا دھو
خاصہ نوش فرمایا جانعالم بادشاہ کے حضور مین آیا خلعت فتح پایا امورات سلطنت بمشورۂ
شاہزادہ ہونے لگے بعد رسم چوتھی چالے کے لب دریا ایک باغ بہت تکلف کا نشاط افزا نام
بادشاہ ذیجاہ نے بہو کو عنایت کیا اگر اوس باغ کی تعریف رقم کرون شاخ زنبق و نرگس کی ٹہنی کو لا کھہ بار
قلم کرون الا خضر کی حیات رضوان کا ثبات درکار ہی نہین ناتمام رہی لکھنا بیکار ہی سو بار خزان
جائے بہار آئے ایک پٹری کی روش صفا تحریر نہو سکے خامۂ مانی پھسل جائی رشک گلزار جنان
ایک تختۂ فردوس سا کئی کوس کا باغ بے پایان برگ و بار و گل اوسکے جور خزان سے
آزاد بالکل نہ بلبل پر ستم باغبان نہ خوف صیاد عجائب و غرائب چہچہے نئی رنگ ڈھنگ کے
ترانے یاد جتنے دنیا کے میوے ہین تر و تازہ ہمیشہ تیار سرسبز پتی خوشرنگ پھول پھل مزیدار
گل تکلیف خار سی بری جہانکی نعمت ہر تختے مین بھری روش کی پٹریون پر مہندی کی ٹٹیان
کتری ہوئی برابر چمن مین وہ درخت پھلے پھولے جسے دیکھکر انسان کی عقل بھولی پھولون کی
بوے خوش سے دل و دماغ طاقت پائے جو پھل نظر سے گذرے بار خاطر نہو ذائقہ زبان پر
منھ مین پانی بھر آئے نہرین ہزار در ہزار پر از آبشار گرد چرند و پرند خوبصورت قطعدار باغبانیان پریزاد
حور وش کمسن مہر لقا بیلچے جواہر نگار ہاتھون مین ہر ایک آفت کی پرکالہ دلربا مہ سیما کنوین تختہ
جڑا و چرخی رسی کلابتون کی ڈول وہ کہ عقل دیکھکر ڈانوان ڈول ہو چرسے پر

نزاکت بر سے بیل کے بدلے نیلگاے کی جوڑیان آہو جنکے روبرو چکارہ باغبانیان سہ پارہ زربفت کے لہنگے قیمت کی سہنگے شبنم کے نفیس ڈوپٹے مغرق مصالح کی کرتی انگیا چھڑے پاؤن مین طلائی وا چھڑے کان کی لو مین ہیرے کی بجلی برق دم سب کی آنکھ جسپر پڑے کوئی ڈہل کو سنبھال ٹپا خیال گاتی کوئی شعر برجستہ یا ہندی کا دوہا اوسمین ملاتی چھیڑ چھاڑ مین چٹکی لے کے اوچھلجاتی ایسے باغ پر بہار مین جانِ عالم اور انجمن آرا ہاتھ مین ہاتھ پریون کا اکھاڑا ساتھ دین و دنیا فراموش ہردم نوشا نوش با عیش و نشاط اوقات بسر کرنے لگا جہان کا ساز و سامان ہر قسم مہیا شراب و کباب چنگ و رباب کا جلسہ خدمتگارین پری پیکر ماہ طلعت سب کام کو حاضر جیسے کنھیا شام عشرت سحر کرنے لگا نہ خیال اپنے شہر و دیار نہ خوف گردش روزگار کا نہ کچھ دھیان اوس جگر فگار کشتۂ انتظار ملکۂ مہر نگار کا

پھر مذکور اوس مہجور کشتۂ فراق کا سوختۂ آتش اشتیاق کا وہ کون خستہ و محزون جگر برشتہ دل خون ملکۂ مہر نگار شہزادی کے آنے کی امیدوار اور حکایات ضرب المثل

اگدھر ہی تو اے ساقی بیخبر + نہ کی لطف سے غمزدون پر نظر + ہوا حال شادی کا سب اختتام مگر غم کا قصہ ہے وہ ناتمام + تپش سے تڑپ سے تو گردے سہم + کہ لکھتا ہون پھر داستان الم + خوشی سے مجھے رنج مرغوب ہی + یہ مونس ہی ہمدم بہت خوب ہی + یہی ساتھ دیتا شب و روز ہی + یہ غم عاشقون کا غم اندوز ہے + نالہ نوازان بزم ماتم و تفتہ جگران کلبۂ غم حاکیان حکایت اندوہ و ملال و نثاران دل خون آشفتہ حال لکھتے ہین کہ اوس بے سر و سامان کشتۂ ہجران دور از دلدار و ہمقرین غم رونادیدہ شادی حجلہ نشین ماتم دل ریش سینہ فگار یعنی ملکۂ مہر نگار کا فرقت مین یہ حال ہوا استادیان تک کہ اوٹھانے کا وقت اپنے قریب آیا + اسیر مرے بالین پہ تم اوٹھکے نہ آن بیٹھے + مین نام ترا لے دن رات جو چلاؤن + اوسنتے ہوئی بہرے کیونکر نہ گلان بیٹھے + جو کوئی کہتا کہ خیر ہی ملکہ گھلی جاتی ہو کیون اتنا رنج و غم کھاتی ہو تو یہ کہتی مصحفی غم کھاتی ہون لیکن مری نیت نہین بھرتی ہکیا غم ہے مزے کا کہ طبیعت نہین بھرتی + مؤلف نپوچھو کچھ مری حالت کہ اس دل کے لگانے سے + پریشان سینہ سوزان منفعل سر در گریبان ہون +

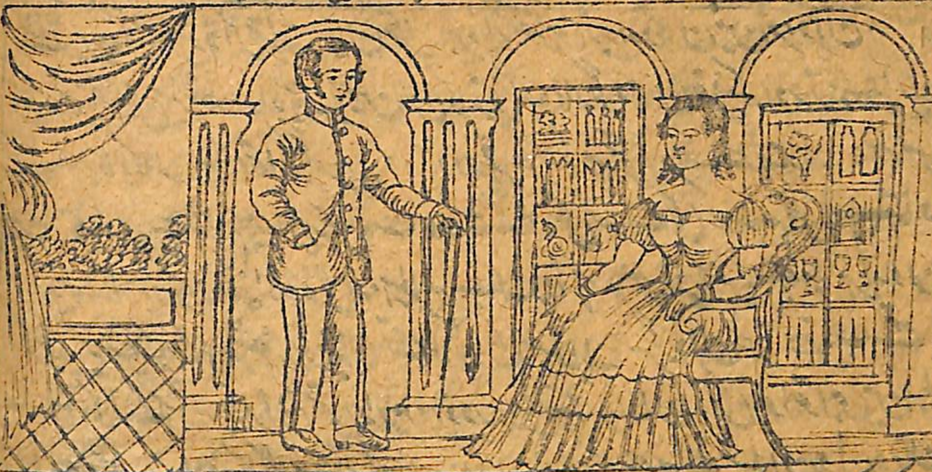
ایسی باتین درد آمیز وحشت انگیز کرتی کہ سننے والون کی چھاتی پھٹتی وہ کہتین مگر نظر خدا
رکھو حسن پر اوسے فضل کرتے نہین لگتی بار ✤ ہوا اوس سے مایوس امیدوار ✤ سو نہ پھر
بہار آتی ہے تجھ مین اے گلستان غم نکھا ✤ وہ چلی آتی ہے فوج عندلیبان غم نکھا ✤ گو کہ شب
آخر ہوئی اے شمع تو زاری کر ✤ پھر وہی محفل وہی تیرا شبستان غم نکھا ✤ وہ سُنکر یہ کہتی کہ
مین چراغ سحری ہون یقین ہے کہ تا صبح جلکر بزم جہان سے سفری ہون مصرع ✤ پس از آنکہ مَن
نمانم بچہ کار خواہی آمد ✤ مولف ہماری جان کے جانے مین جب عرصہ رہا تھوڑا ✤ تب
اوسکے دل مین آیا دھیان میرے پاس آنے کا ✤ آج تک اوس غفلت شعار فراموش کار کی
کچھ خبر نہ آئی ہمنے غم جدائی مین مفت جان گنوائی ۔ مولف تپ جدائی سے بطرح اب
نزار ہون مین ✤ اجل کے منہ سے بھی غالب ہے شرمسار ہون مین ✤ کیا ہے رنج جدائی نے
ایسا کاہیدہ ✤ نظر مین خلق کے رشک خط غبار ہون مین ✤ جو تو وہ گل ہے کہ عالم کے دل مین
ہے تری جا ✤ تو مین بھی آنکھ مین کھٹکا کیا وہ خار ہون مین ✤ قرار ہی برد از خلق آہ و زاری ا ✤
سرور رنج مین کسیکے یہ بیقرار ہون مین ✤ معمول تھا جب چار گھڑی دن رہتا سوار ہو کر
اون درختون مین جہان جان عالم سے ملاقات ہوئی تھی جاتی اور جو جو شریک رنج و راحت تھین
اون سے مخاطب ہو یہ کہتی ۔ اہلی شیرازی ۔ خوش آنکہ تو باز آئی و من پاے تو بوسم ✤
در سجدہ وفتم خاک قدمہاے تو بوسم ✤ ہر جا کہ تو روزے بنشستے جاے گرفتی ✤ آنجا ز دم و گریہ کنان
جاے تو بوسم ✤ روے تو تصور کنم و لالۂ گل را ✤ در حسرت رخسار دل آراے تو بوسم ✤ ہر جا کہ
غوغائیست چو مجنون سر و چشمش ✤ در آرزوے نرگس شہلاے تو بوسم ✤ من اہلی درویش تو آن
شاہ بتانی ✤ دستیکہ ہوسم تمناے تو بوسم ✤ اور کبھی صبح سے پھرتے پھرتے قریب شام بادل
ناکام اوسی جنگل مین پھر آتی یہ غزل زبان پر لاتی جرأت ✤ مشکل ہی گردش ہے ہمکو سارے
دن ✤ جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہمارے دن ✤ نہین ہے تیرے مریضان ہجر کا چارہ ✤ اب
اپنی زیست کے بھرتے ہین یہ بچارے دن ✤ بوصل کیونکہ مبدل ہون ہجر کے ایام ✤ مگر خدا ہی
یہ بگڑے ہوئے سنوارے دن ✤ رہے تھا جنکہ ہم آغوش تجھ سے وہ پیارا ✤ عجب مزے کی تھین
راتین عجب تھے پیارے دن ✤ کب اوس سے ہوگی ملاقات مین یہ پوچھون ہون ✤

ذرا تو دیکھ نجومی مرے ستارے دن ؞ لگایا روگ جوانی مین کیون میان جرأت ؞ ابھی تو
کھیل تماشے کے تھے تمھارے دن ؞ رات کو بحال متغیر افسردہ سوگوار ناچار گھر آئی تمام شب کراہ کراہ
سبکو جگاتی اور یہ سناتی اُستاد ؞ حرام نیند کی اقرار وصل جانان نے ؞ الٰہی کوئی کسیکا امیدوار
نہو ؞ وہ رات جسے شب فرقت کہتے ہین کھینچے سے پہاڑ ہوجاتی تو وہ غم کی ماری سخت گھبراتی
یہ لب پہ لاتی ؞ اُستاد ؞ چھپا شب عشرت کو فلک تو نے گھٹایا ؞ کی جلد نہ فرقت کی سحر آہ
ہے ہے آج نہ صدائے مرغ سحر آئی نہ موذن نے ندائے اللہ اکبر سنائی نہ خواب غفلت سے پاسبان
کمبخت چونکا اور نیند کی جھونک مین گھڑیالی بھی گجر کا بجانا بھول گیا جرأت ؞ تھے شب وصل
مین سب جان کے کھانے والے ؞ آج کیا مر گئے گھڑیال بجانے والے ؞ شب کو نالہ تھا دن
گذاری تھی ان رات اسیر بخت بجارہی تھی لوگ کہتے تھے بلکہ اللہ کو یاد کرو کبھی تو دل کو شاد کرو
شافی مطلق تمھارے مرض مفارقت کو صحت وصل بدل کرے اب روز وصال عنایت
ذوالجلال سے قریب ہے تو اوسوقت بحسرت یہ کہتی مؤلف ؞ شب وصال جو قسمت
مین ہے تو ہووے گی ؞ دعا کرو شب فرقت تو یہ سحر ہووے گی ؞ مریض ہجر کو صحت سے اب تو کام نہین
اگرچہ صبح کو بچ گیا تو شام نہین ؞ رکھو دیا نہ رکھو مرہم آج سہی ہم سمجھے ؞ ہمارے زخم جدائی کو
اِلتیام نہین ؞ کیا جو وعدۂ شب وسنے دن پہاڑ ہوا ؞ یہ دیکھیو مری شامت کہ ہوتی شام
نہین ؞ وہی اوٹھائے مجھے جسنے مجکو قتل کیا ؞ کہ بہتر اس سے مرے خون کا انتقام نہین ؞
اُٹھایا داغ گل افسوس تنے دلپہ سو ورنہ ؞ مین تم سے کہتا تھا گلشن کو کچھ قیام نہین ؞ استاد
آخر شب وصال کی جاپہنچی وہی ؞ ہر دن تھا از فلک مجھی جس رات کا خیال ؞ معاملات عشق
دیکھیے وہان شہزادے کو غم سے فراغ کیفیت باغ گلعذار بغل مین راحت و آرام یہان ملکہ آتش
فراق سے با دل پر داغ خار غم جگر مین گرفتار رنج و آلام لیکن درد دل بے قرار نالہ جگر فگار
رایگان نہین جاتا جب تڑپ بلبل کے دل مین زیادہ ہوتی ہے موسم گل آتا ہے اسیطرح
سوز دل عاشق جو حد سے فزون ہو معشوق رحم کھاتا ہے بھولا ہوا یاد آئے وگرنہ ہجر مین بچھڑ کر
مر جائے مطلوب کو نعش پر لاکے اوسکی بھی جان گنواتا ہے حضرت عشق دشمن جان عاشق و معشوق
ہین انکا حال کیا کہین چنانچہ یہ نقل ضرب المثل ہے اور حقیقت مین اصل ہے بغور سنکر تامل کرو

نقل سوداگر کی بیٹی کی، انگریز کا آنا، فریفتہ ہو جانا، آخر کو جان دینا دونوں کا

کلکتے میں ایک سوداگر تھا عالیشان متاع ہر دیار تحفہ جواہر جار دکان میں فراوان اوسکی
بیٹی تھی حسین مہر طلعت ماہ جبین سیمین تن کافر فرنگ غارتگر لندن غرضکہ اور تو اسباب
سب طرح کا دکان میں تھا اگر گھر میں وہ زدر رقم طرفہ تو مہ تھی فرنگ سے ہند تک اوسکے حسن کا
چرچا تھا دم سے شام تک اور بمبئی سے سورت تک اوسکی صورت کی دھوم تھی استاد
ہے رخنہ ساز ایمان وہ زادۂ فرنگی ۔ اسلام اب کہان ہے عاصی فراشن ہے ۔ ہزار دل
انگریز ہر ہر نگر کے اسیر شیفتہ و بیتاب تھے لاکھون مسلمان سرگردان خستہ و خراب تھے
جب ہوا کھانے کو سوار ہو کر آتی تھی راہ مین دو رویہ خلقت کی جان اوسکی ہوا خواہی مین برباد
جاتی تھی گبر و ترسا اوسکا کلمہ پڑھتے تھے یہود و نصاریٰ اوسکا دم بھرتے مسلمان دل و جان
نذر کرتے تھے مؤلف اوس لعبت فرنگ کو دکھا کے تاش دل ۔ کہتا ہون جگہ بیدل
بریان تکا توس ہے ۔ اتفاق زمانہ کوئی انگریز لندن سے تازہ وارد ہوا جلیل القدر ذیشان
خوبصورت نوجوان شور عشق سودا خیز سر مین سوز دل مین مزاج بے شر بے قراری آب و
گل مین مخمیر تھا طرحدار آپ بھی لیکن وہ رہ نہ سکتا تھا اچھی صورت بن ۔ قضا را وہ آفت کا
مارا کچھ اسباب لینے اوسکی کوٹھی مین آیا اور اوس غارتگر دین و ایمان ہر گبر و مسلمان سے
دو چار ہوا عشق لگے کا مارا ہوا دیکھتے ہی متاع عقل اساس ہوش و حواس گرہ سے کھو بیٹھا
دل سے ہاتھ دھو جان کو رو بیٹھا اسباب خریدنے گیا تھا سودا مول لیا اوسنے مشتری سمجھ
میزان محبت مین تول لیا ہاتھ پاؤن نے ست دل نے ہمت ہاردی دن دہاڑے لٹ
گیا عشق کا بیوپاری جب اور کچھ تدبیر بن نہ آئی خرید و فروخت کے حیلے مین آمد و رفت بڑھائی پھر تو
یہ حال ہوا اجرأت دن مین سو سو بار اب ہم اوسکے گھر جانے لگے ۔ منہ چھپانے وہ لگے ہم
اوسپہ مرجانے لگے ۔ سلف سے عشق آج تک چھپا نہین مشہور ہے اس مقدمے مین انسان
مجبور ہے مثیر عشق بے پردہ جب فسانہ ہوا ۔ مضطرب کد خدائے خانہ ہوا ۔ جب یہ امر منفصل
سوداگر کے گوش زد ہوا پاس نام و نشان خوف ذلت و رسوائی از حد ہوا پہلے دونون کو
نصیحت کی پند کیا پھر سلسلہ آمد و رفت قطع و کھڑکی کا رخنہ بند کیا ادھر شعلۂ عشق نے

تصویر دختر سوداگر اور عاشق ہونا پسر انگریز کا اسیر مع اسباب دکان



بھڑک کر صاحب کو سلامت نہ رکھا تاب و توان شکیب و تحمل کو ہیزم خشک کیطرح جلا صبر کا
قافلہ لوٹ لیا۔ میر بستر خاک پر گرا یہ زار ؛ درد کا گھر ہوا دل بیمار ؛ خاطر افگار خار خار ہوئی ؛
جان تمنا کش نگار ہوئی ؛ دل نہ سنبھال اور اضطراب کیا ؛ شوق نے کام کو خراب کیا ؛ رفتہ
رفتہ سخن ہونے نالے ؛ لگے اوڑنے جگر کے پرکالے ؛ یہان تک تپ مہاجرت اور درد مفارقت
سے حال درہم برہم ہوا کہ صاحب بہادر شکست فاش اوٹھا کے صاحب فراش ہوئے دل و
جگر سینے مین پاش پاش ہوئے حس و حرکت کی طاقت نہ رہی لینے کے دینے پڑ گئے استاد
مرض نے پچھیل پڑا ہے تپ جدائی سے ؛ کہ پیٹھ لگ گئی یار دن کی چارپائی سے ؛ جو جو
اسکے دوست دلی محب قلبی تھے نصیحت و پند و قید بند کرنے لگے عورتون کی بیوفائی بتونکی
سنگدلی معشوقون کی کج ادائی بہت مشرح سمجھائی سود مند نہوئی خاطر مین نہ آئی ایک دوستدار
اسکا غمخوار تھا کہنے لگا کیون جوان مرگ ہوا ہے ظالم یہ کیا کرتا ہے اسکا انجام ذلت ہے حاصل
اسکا خفت ہے یہ خیال محال اپنے دل سے نکال زورق زندگانی سفینۂ نوجوانی [illegible]
ورطۂ ہلاکت مین نہ ڈال اپنے کس و کو پر نظر کر للہ دل خودرفتہ کو سنبھال تو نے پسر محسن
کی حکایت نہین سنی کہ اوس پہ کیا گذری آخر کار کیسی خفت ہوئی اوسنے کہا کیونکر

حکایت پسر محسن بیٹے کا پیدا ہونا سفر کی کیفیت جہازی

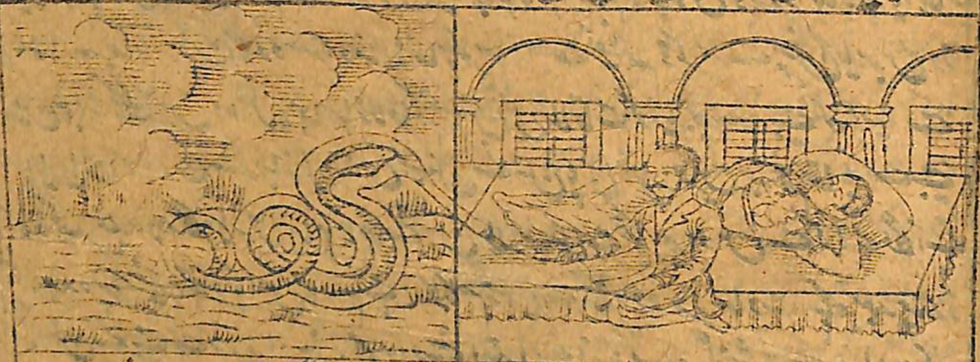
تباہی شہزادی کا ملنا پھر مفارقت مجسّن کا ساتھ جہاز تا

وہ بولا اسی شہر میں ایک شخص تھا مجسّن نام نہایت اہل دول مرفہ حال صاحب علم و فضل جامع ہر کمال طبیب اور ادیب بے بدل سخن سنج لطیفہ گو برمحل کمالات میں یگانۂ روزگار تجارت میں نامور ہر دیار سو سو جہاز ایک بار تجارت کو جاتا تھا نصیب ایسا تھا مٹی کو چھوتا سونا ہاتھ آتا تھا کسی طرح کا خواہشمند بجز فرزند ارجمند نہ تھا شب و روز اسی کا خیال تھا مدام فرحت میں یہ ملال تھا خوش قسمتوں کی دعا جلد قبول ہوتی ہے تمنائے دل حصول ہوتی ہے پچھتر برس کے سن میں اللہ نے بیٹا عنایت کیا حسب دلخواہ صورت میں غیرت ماہ بہت شادان سرگرم پرورش تھا جب بارہ برس کا ہوا بسبب طبع رسا و تعلیم استادان باذکا جمیع علوم اور فنون میں کامل ہوا اور درس دینے لگا مطب کرنے لگا چودھویں سال باپ سے سفر کی اجازت چاہی کہ تجارت میں کوئی دقیقہ باقی نہ رہ جائے مجسّن نے کہا اپنا بھی یہی قصد تھا مگر چندے توقف بہتر ہے اس نے عرض کی حضور میں عمر طبعی کو پہونچے مسن ہیں فدوی کے سیاحت کے دن ہیں چاہتا ہوں کہ آپکے بقید حیات سفر کو جاؤں جودت طبع دکھاؤں آخر مجسّن نے دس بارہ جہاز پر متاع و مال پندرہ بیس رفیق قدیم دیانت دار امانت شعار ہمراہ کر رخصت کیا جہاز ایک سمت روانہ ہوئے دو مہینے کے بعد ہوائے جور گردون سے جہاز تباہ ہو گئے مجسّن کے بیٹے کا بھی جہاز ڈوبا یاران ہمراہی عالم بقا کو راہی ہوئے یہ ایک تختے پر ڈوبتا اچھلتا بہہ چلا حیات مستعار باقی تھی ساتویں دن تختہ کنارے پر لگا اسکو غش سے جو افاقہ ہوا تختے سے اترا اور گھانس کی رسی بنا وہ تختہ پتھر سے اٹکا دیا پھر آپ تبلاش آب و دانہ روانہ ہوا چند قدم بڑھا تھا کہ شہر نمودار ہوا آہستہ آہستہ پہنچا اونچا شہر میں داخل ہوا وہاں عجب سانحہ طرفہ ماجرا نظر آیا دکان ہر ایک کھلی اشرفی روپے کا ڈھیر اسباب سب طرح کا موجود مگر آدمی کا پتا مفقود اس قرینے سے ثابت ہوا کہ عرصے سے یہ بازار جنس بشر سے خالی ہے شہر کا وارث ہے نہ والی ہے پھرتا پھرتا قلعے میں آیا دیکھا باغ سرسبز پر میوہ بیچ میں بنگلہ زربفت کی نفیس پردے پڑے پردہ اوٹھا بنگلے میں آیا پلنگ جواہر نگار گسترده اوس پر کوئی بشکل مردہ دوپٹہ تانے نہ کوئی پائنتی نہ سرہانے پڑا ہے اس نے دوپٹہ سرکایا عورت نے چونک کر سر اوٹھایا اسکی

عورت دیکھکر کہا اے شخص اپنی جوانی پر رحم کر یہ مکان نہیں سیل فنا ہے جو آتا ہے اس سے
ورگذر وگرنہ آفت کا مبتلا ہوگا خدا جانے ایک دم میں کیا ہوگا اسنے کہا ایسا ماجرا کیا ہے
بیان تو کر عورت نے کہا تو پہلے اپنے آنے کا حال سنا کیونکر آپہنچا اسنے کہا سات دن سے
بھوکا پیاسا ہون جو کچھ کھاؤن تو داستان پریشان سناؤن عورت بڑی مدت کے بعد کہا یہ کلام تیرے
منھ سے سنا ہے سو کھانا یہان کہان بجز غم کھانے کے اور پانی سوا اشک بہانے کے آنسو پینے کا کام ہے
اس سے نہیں جیتی ہون اور کھانے کی قسم سے قسم تک نہیں کھائی متحیر ہون کیونکر جیتی ہون
تنہائی مین یہان خوف کھا کے روز دن بھرتی ہون ہر شب کہ شب اولین گور ہے جاگتی
رہتی ہے سخت جانی کی بدولت نہیں مرتی ہون حیرت ہے غلط کہتے ہین بے آب و خورش
جیتے ہین بدبخت دل کھاتے ہین اور خون جگر پیتے ہین یہ تو ایسا باغ ہے جا جس میوے پر
رغبت ہو کھا محسن کی بیٹے نے جا کے میوہ کھایا نہر سے پانی پیا تو بیخ فاقہ کشی سے افاقہ ہوا پھر عورت
کے پاس آکے حسب نسب اپنا اور باعث سفر اور جہاز کی تباہی مفصل سرگذشت سنائی پھر اسکا
ماجرا پوچھا وہ بولی اے شخص اس شہر حیرت افزا کی مین شاہزادی ہون باپ میرا والی ملک تھا مجھکو
ہوا سے سیر و شکار کسی امر سے سروکار نہ تھا ایک روز لب دریا مصروف تماشا بیٹھی تھی دفعۃً ایک
سانپ نمود ہوا اور میری طرف جھپٹا مین زہر دار معلوم نہیں لگا یا خطا کر گیا پھر جو دیکھا تو اژدہا
مہیب بدشکل عجیب چلا آتا ہے مین تو گھوڑے پر چڑھکر بھاگی جو جو ہمراہ رکاب تھے وہ طعمہ
دہن مار خونخوار ہوئے کہان تک بیان کرون مختصر شہر مع بادشاہ انسان سے تا حیوان
کوئی نہ بچا فقط مین سخت جان باقی ہون اور یہ عجب ہے کہ قریب شام وہ مار خون آشام
آکر اس بنگلے کے نیچے بیٹھتا ہے دو گھڑی کے بعد غائب ہو جاتا ہے جب جب بھوک پیاس کا
غلبہ ہوتا ہے اسی باغ سے میوہ کھا پانی پی لیتی ہون اس خرابی سے جیتی ہون کوئی غمخوار
بجز ذات پروردگار نہ تھا آج تجھے دیکھا خوف خدا آیا مطلع کر دیا پھر محسن نے کہا خاطر پریشان جمع رکھ
اگر فضل الٰہی شریک حال ہے تو اس آفت سے جلد نجات ہو جائیگی یہ کہکر جہان سانپ کے
بیٹھنے کا نشان تھا وہان گڑھا کھود قلعے سے بارود لا کر اوس مین بچھائی اور دور تک نقب سی
بنائی پھر گھانس ہری اوسپر بچھائی شہزادی نے کہا اب وہ آتا ہی ہوگا یہ سنکر سر نقب جا

پوشیدہ ہو کر منتظر رہا کہ دفعتہً وہ افعی پر زہر خدا کا قہر آیا اور اپنی جگہ پر اوس سبز قدم نے

تصویر مجسٹن کے بیٹے کی مع عورت و مکان و نقب و سانپ



وحش زمردین پایا بہت خوش ہو کر بیٹھا یہ توکل مین چقمق پتھر سے آگ نکال اوس نقب مین
ڈال دی خوراک وہ اژدہا کا پیدا ہوا وہ ٹکرا ازمین نکات بسا پیٹ سمان پہ پہونچا دونون نے
شکر کا سجدہ بدرگاہ دافع البلیات کیا باہم بے اندیشہ و غم رہنے لگے سات برس تک دونون
ساتھ رہے اس عرصے مین دو لڑکے بھی پیدا ہوئے ایک دن رنج تنہائی کی شہزادی نے
شکایت کی کہ اکیلے طبیعت نہین لگتی مصاحب بہار عمر ملاقات دوستدارانست چہ حظ بردہ
خضر از عمر جاودان تنہا کوئی ترکیب ایسی نکالو کہ پھر یہ شہر آباد ہو خاطر غمگین شاد ہو وہ بولا کہ
اگر وطن جاؤن اور مجسٹن کو یہان لاؤن تو یہ بستی بسے عورت نے کہا اکیلی مین کیونکر بسر
کرونگی مین بھی ساتھ چلونگی آخرش ایک ایک لڑکا دونون گود مین لیکے چل نکلے قضارا وہان
پہونچے جہان تختہ بندھا تھا ذہن مین آیا کہ اسی پہ سوار ہو کھولدو کہین تو جا نکلینگے یہ سوچکر
دونون سوار ہوئے وہ تختہ کھولنے لگا شہزادی بولی مال و اسباب تو اسقدر ہے کہ بیان کا حصر
ہے مگر ایک ناریل کسیرے سے جڑا ہے دولت لاانتہا ہے جو تو اجازت دے تو اوسے لے آؤن
مصرعہ بد دوز طمع دیدۂ ہوشمند * مجسٹن کے بیٹے نے کہا اچھا وہ تختہ کچھ کھلا کچھ بندھا یونہی
رہا شہزادی لڑکا لیے اوتری اسکے اوترتے ہی ایسی تند ہوا چلی کہ رسی تنکا سی ٹوٹ گئی
تختہ بہ چلا ہر چند اپنے ہاتھ پاؤن مارے وہ ساحل مطلب سے کنارے ہوا کنارے پر شہزادی
بحال خراب دریا مین وہ با دل کباب * نکلا دل سے کہتا تھا دیکھیے مرضی ناخدا کشتی بادبان شکستہ

کیا ہے یہ جھونکا ہواے قوم عاد کا ہے اس سوچ مین تھا کہ ایک جہاز نمودار ہوا اہل جہاز نے جو
دیکھا تختے پر کوئی جوان گود مین لڑکا نادان لیے بہا جاتا ہے رحم کھا چھوٹی کو دوڑا جہاز پر لیا اتفاق
زمانہ مالک جہاز مجسٹن کا دوست دمساز تھا اسکو پہچانا بہت تعظیم و تکریم سے پیش آیا برس روز
مین جہاز کلکتے مین داخل ہوا جہاز کا حاکم مجسٹن کی ملاقات کو آیا بچھڑے بیٹے کو باپ سے
ملایا یہان جسدن سے جہاز کی تباہی مجسٹن نے سن پائی تھی غریق لجۂ غم تھا بارے بیٹے
کو دیکھکر سجدہ بدرگاہ باری کیا پوتا گھاتے مین ملا اور کلمات شکریہ اوس سے کرنے لگا اوسنے
کہا بندہ پرور خیریت دنیا اسی کا نام ہے جسکا کام جس سے نکلے وہ فخر و سعادت سمجھے بعد چندروز
مجسٹن نے بیٹے سے روئداد سفر پوچھی اوسنے ابتدا سے انتہا تک سرگذشت سب بیان کی
یہ سنکر سمجھا مشکل پیچ پڑا مگر سہل سا یہ جواب دیا الخیر فیما وقع خیریت اسمین تھی جو ہوا مصرعہ
بسر فرزند آدم ہر چہ آید بگذرد ٭ بیٹے نے کہا مناسب یہ ہے کہ اب جلد چلیے ایسا ملک لامال
یہ دولت لازوال ہاتھ سے نہ دیجیے مجسٹن نے کہا خیر ہے یہ بھی ایک فسانہ تھا جو مین نے سنا
اور خواب تھا جو تو نے دیکھا الا اعلم ایام وصال و صحبت سیم تنان ٭ در عالم خواب احلام
شد و رفت ٭ اوسنے کہا آپ سا عقلمند ایسا کلمہ فرمائے تو نہایت بعید ہے دنیا مین تین سو کے
ہین زر زمین زن یہ سامان جمع ہین اگر آپ نہ جائینگے فدوی تنہا جائیگا مجسٹن نے کہا افسوس
ہم تجھے دانا جانتے تھے الا ہماری نادانی تھی حمق کی مقتضی تمہارے نوجوانی تھی اے
بھائی کوئی نادان سے نادان عورت کی بات کا دھیان نہین کرتا یہ باتین جبتک تہین
جو تم اور وہ باہم تھے وہ مونس تھی تم ہمدم تھے اب خیریت ہے سعدی زن و دوست
بود وے زمانے ٭ تا بر تو نیافت مہربانے ٭ چون در بر دیگرے نشیند ٭ خواہد کہ ترا دگر نبیند
ع اسپ و زن و شمشیر وفادار کہ دید ٭ ہر چند آپنے مغز خالی کیا یہ مقدمہ اوس پر حالی کیا وہ بیمغز
نہ سمجھا مصحفی مصحفی سو نصیحت کا نہین عاشق کو ٭ مین نہ سمجھون تو بھلا کیا کوئی سمجھائے مجھے ٭ ناچار
مجسٹن نے کہا تم جبتک ذلت نہ اوٹھاؤگے اور ہمین خراب نکروگے اس حرکت بیجا سے باز نہ آؤگے
نہ چین لوگے اسی دن سامان سفر درست کیا بہت سے جہاز مع اسباب و چند مشیر خوش تدبیر
ہمراہ لے روانہ ہوا چند روز مین وہ جزیرہ ملا جہازون کو لنگر ہوا مجسٹن کا بیٹا اوترا اگر جہان

ویرانہ بوم و غول کا آشیانہ تھا وہاں بستی دیکھی اور جس جگہ بیہڑ تھا اوسے ہموار پایا بلندی نظر آئی
نہ پستی دیکھی آدمی ہر سمت سرگرم کار و شہر پناہ تیار اسے تعجب ہوا سمجھا کہ مین بھول گیا کسی سے
پوچھا اس شہر کا نام کیا ہی والی ملک کونسا ہے وہ بولا مدت سے یہ ملک بسبب آفت آسمانی
اجاڑ ہو گیا تھا رعایا برایا بلکہ بادشاہ بھی نہ بچا تھا فقط بادشاہ کی بیٹی باقی تھی اب برس دن
سے اوسنے شوہر کیا ہے شہر از سر نو آباد ہوا نیا طرز ایجاد ہوا یہان مفسد ہے نہ ڈونڈی ہے
نام اسکا شہزادی منڈی ہے مجسٹن نے یہ ماجرا سنکر بیٹے سے کہا خوش تو بہت ہوئی ہوگے
لو سیدھے پھر چلو اوسنے کہا اتنی صعوبت سفر کی اوٹھائی اوسکی صورت بھی نظر نہ آئی
دو باتین کر لون تو پھر چلون مجسٹن نے کہا یہ مصیبت کچھ نہ تھی جو بات کرنے مین ایذا اوٹھائی
وہ کب مانتا تھا وہین لوگون سے پھر پوچھا شہزادی کبھی سوار بھی ہوتی ہے وہ بولے
روز غرضکہ سواری کا وقت دریافت کر لڑکے کا ہاتھ پکڑ کے سر راہ کھڑا ہوا کہ شہزادی شبدیز
کو مہمیز کرتی آ پہونچی یہ پکارا ہے ایفائے وعدہ کیا حاضر ہوئے اور لڑکا بھی فضل الٰہی سے
سلامت موجود ہی کیا ارشاد ہوتا ہے اوسنے بیگانہ وار جیسے کسی اجنبی کو کوئی دیکھتا ہو ملاحظہ کیا گھوڑا
کچھ نہ دیا چلی گئی یہ خفیف ہو کر گھر پھرا مجسٹن نے حال پوچھا بولا ملاقات نہوئی کل پھر جاؤنگا اوسنے
کہا صبح کا جانا روز الم شام غم دکھائیگا بہت پچھتائیگا اسنے دوپہر کر روز بیٹے کو سکھایا کہ جب سواری
قریب آئے گھوڑے سے لپٹ جانا اور یہ زبان پر لانا کہ دنیا کا لہو سفید ہو گیا مہر مادری سے محبت
پدری مین لطف زیادہ پایا کہ ہمین ساتھ آرام تمام لیئے پھرتا ہے تم بات بھی نہین کرتی ہو
بلکہ پہچانتی نہین جس دم سواری قریب آئی یہ تو بہت جلا تھا اور سمجھ چکا تھا کہ کھیل تو بگڑ گیا کہا
شاہزادی باگ کو روکو وہ خود تو ڑکی تھی باگ بھی رک گئی پسر مجسٹن بولا مولف

یاد ایام کہ نفرت تھی زمانے سے مجھے
کر تھا یاد خبر تھی نہ بہانے سے مجھے
کبھی چوٹی کی خبر تھی نہ کبھی کنگھی کا خیال
مجکو افسوس یہ آتا ہے کہ گذرا انہین سال
تھی لگاوٹ ہی تمھاری نہ غلط ہے

ہوتی وحشت تھی بہت غیر کو آنے سے مجھے
بد ہر اک غیر ہی باتونکا کبھی طور تھا
بارہا دیکھے ہی ہین تیرے سر کے بال
ایسی کیا بات تری دل مین سمائی ظالم
گر خموشی کا بجا لاکب تھا یہ لیکا سب ہے

خوف آتا تھا کہین آ نہ پڑے جانے سے مجھ
ہمین ہم تھی تری صحبت مین کمال
پان کی لالی تھی اور مسی ہوتا تھا
دفعتہً سب وہ دیسم بھلائی ظالم
بیٹھنا کو نہین ہر دم تجھی تنہا ہے

تجکو لگ ہچکی کبھی جسنے دکھایا ہے
شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھسے
نہ ملین پر جو کہے ساری خدائی تجھسے
اب قسم کھاتا ہون دل لگاؤنگا کبھی
ربطا تو کیا ہے یہ مین پاس بٹھاؤنگا کبھی
برزبان یار و نگی یہ ذکر رہیگا ہر بار
سرنگیں گئی سب پہ بلا وہ زنہار

ابتو ثابت ہین کیا جھید غضب تو نے کیا
ابتو تا حشر نکد ہے صفائی تجھسے
تجکو ملنے سے ہم ہاتھ ترے دہو بیٹھے
ذلت و رنج نہ اسطرح اٹھاؤنگا کبھی
موسم بے دل کی لگائی کا جا نا تھا
گوکہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دار
کرے معشوق کسی سے تو دغا ایسی کرے

کھل گیا اب یہ ترا بھید غضب تو نے کیا
وضع اپنی نہین کیا کیجی برائی تجھسے
خوش رہو تم کہ تمہین کھو لگو دل دیتے
گر طرحدار بھی اس دہر مین پاؤنگا کبھی
ربط کیا خاک کرین ہم وہ زمانہ نہ رہا
دیکھ بد وضع کیا دیکھیے ایسا انکار
ہیچ کرے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

یہ سنکر وہ شرمندہ ہوئی پھر لڑکا گھوڑے سے لپٹایا بیچارہ نادان باتون کا سود و زیان کچھ نہ سمجھا جو کچھ باپ نے سکھایا تھا کہنے لگا جب کہہ چکا شہزادی نے تیغہ قبوے سے کھینچ لڑکے پر جھونک دیا۔

تصویر شہزادی بسواری اسپ و پسر مجسٹن مع پسر خود اور تیغہ مارنا شہزادی کا لڑکے کو اور اسکی لاش

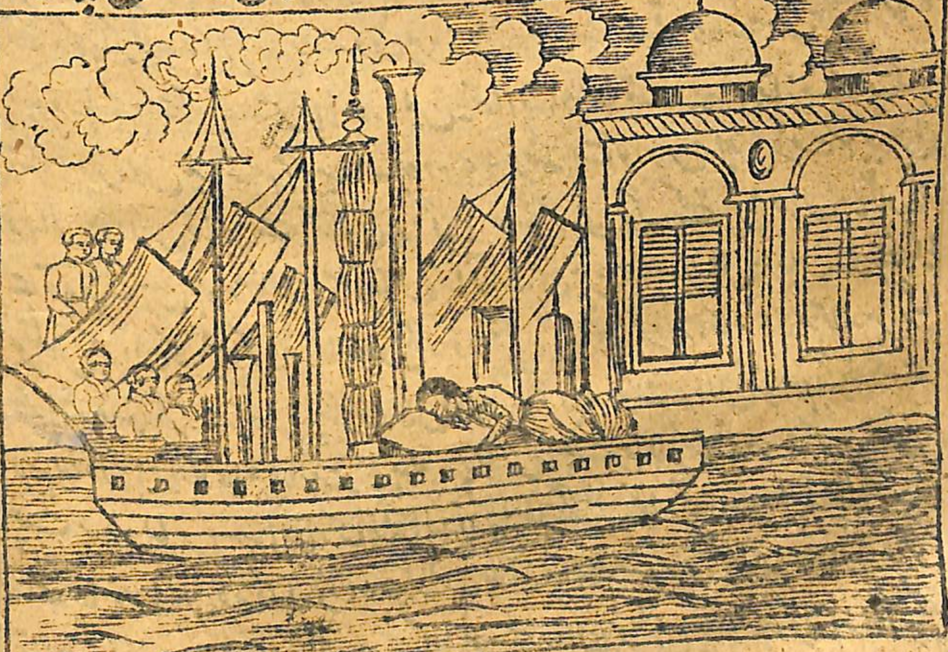


دم کے گرتے ہی دایہ اجل بے کنار عاطفت مین اوٹھا لیا اہل قبور سے ملا دیا پھر باگ اوٹھا چل نکلی مجسٹن کے بیٹے نے بہت خاک اوڑائی بیٹے کی لاش باپ کو دکھائی اوسنے کہا کیون جو ہمنے کہا تھا وہی آگے آیا وہ بدنصیب بولا صبح ختم شام ہے جو ہونا ہے ہو جائیگا مجسٹن نے کہا تو اپنا بھی حال ایسا ہی بنائیگا دم سحر جب وہ چلا مجسٹن کا جی نہ رہ سکا ساتھ ہوا جب دم شہزادی کی سواری پاس آئی باگ پکڑی ہنوز زبان نہ ہلائی تھی شہزادی نے کہا اے مجسٹن ہمنے سنا تھا کہ تو مرد جہاندیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تجربہ رسیدہ ہے مگر افسوس با این ریش فش تو نے سنا نہین لا اعلم زحادثات جہان بس ہمین پسند آمد کہ خوب و زشت و بد و نیک

در گذر دیدیم ❊ اِس پیرانہ سالی مین تجہیز ہزار ہا ایسے گذرے ہونگے کچھ الم درنج کا مزا یا فرحت و
خوشی کا نشانہ باقی ہے اَنرنادان دنیا مین کس بات کو یاد کیجیے کسکا غم کس نے خاطر شاد کیجیے اگر
عقل رسا یا کچھ فہم و ذکا ہو تو دنیا مین کافی ہے یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی آئیگئے مین
رو دن کیا پچھلی صحبتون کو پڑ بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین یکا یک گھوڑا جھم کا پکارا
کہ پھر سلسلہ جنبانی اِس آمد میمنی کی موجب حضرت جان جانا مجسّن ذی بیٹے کو سلام کیا اور کچھ
کلام کیا وہ بھی نطفہ ضعیف کا پیدا بوڑھے باپ کا بیٹا تھا محبوب وطن پھر اجیتے جی باپ سے آنکھ
چار نکی پھیر اوس انگریز نے کہا مطلب اِس حکایت سے یہ ہے کہ آدمی وہ بات نکرے جسکا حصول
ذلت و خفت ہو کہو اب کیا کہتے ہو یہ قصۂ منکرہ وہ فرہاد بیستون عشق شیرین زبانی سے کہنے لگا
بقول اُستاد کب تک جیونگا یہ موت اکدن آنی ہے ❊ ہجر مین جو آجا دی عین مہربانی ہے
عب جلسہ شریک کرا وٹھ کھڑا ہوا کہا جب یہ جان گنوائیگا تب جھگڑا جائیگا آخر کار جب وسکا حال
ردی ہوا دوستون کو چٹھیان لکھکر جمع کیا کہا کل اِس مقام سے ہمارا کوچ ہے اگر ہماری وصیت
بجا لاوگے دنیا مین نام حشر کو بخیر انجام ہوگا سب نے قبول کیا اوسنے کہا بعد انتقال روح ہمارا جنازہ
تکلف کا بنا کر بجرے کی چھت پر صندوق مین نعش دھر باجے بجاتے ہمارے معشوق کی کوٹھی جو
لب دریا ہے اوسکے نیچے سے لیجانا اور ولمین یہ تھا اُستاد ساتھ وہ میری جنازہ کے لب تک
آئے ❊ اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے ❊ غرضکہ رات کو اوس مریض فرقت کا ہجر مین
وصال ہوا اِس جہان سے انتقال ہوا گویا مرنے کو بھی لوگ کہتے ہین وصال ❊ اگر یہ سچ
ہے تو مر جاتے ہین ہم ❊ مؤلف مرگ حاصل کیا فرقت ہی مین تو نام وصال ❊ جان دی مٹنے بتایا
ہجر خلش ہجران کا ❊ صبح کو یہ خبر عام ہوئی کہ سوداگر بچی کی عاشق محروم ناکام کا کام تمام ہوا مرگیا
شدہ شدہ سوداگر کو اور اوس بادیکر کو یہ حال معلوم ہوا گو جذب محبت سے حال تغیر ہوا مگر ضبط سے
کام لیا دل بیقرار کو تھام لیا اگر یہ جمع ہو بعد پریشانی وصیت بجا لائے جنازہ درست کو بجرے کی
چھت پر دھر لباس سب نے سیاہ کیا بلند نالہ و آہ کیا مرنگے غل مچاتے باجے بجاتے چلے عجب
سانحہ تھا ہزار ہا زن و مرد کنارے کنارے گریان چلا آتا تھا جسنے صندوق کیطرف دیکھا فرہاد مجانہ
تھا اوسیدن سے دریا دریا اشک ہر بجر کی چشم سے روان ہر شخص سیاب بیقرار انہ دوان تھے

اور جیسے حباب حباب کہتے ہین یہ فرط قلق سے ہر محیط کی چھاتی مین پھپھولا پڑتا ہے پھوٹتا ہے
موجون سے لاطم نہین چھوٹتا ہے ماہیان دریا کا خنجر الم سے خنجر بیضے گلا زخمدار ہے سنان غم سینے
کے پار ہے ساکنان دریا کو بسکہ شمشیر عشق کا خوف و خطر ہے اس ڈر سے سنگ پشت کی پیٹھ پر سپر
ہے خلاصہ یہ کہ اسیصورت سے جنازہ اوسکی کوٹھی تلے آیا اور صندوق سے اوس زندہ جاوید
نے یہ آواز بلند سنایا آستا داے فلک آخری پھیرا ہے تو تجھ سے گرا اوڑا اوسکے کوچے مین جنازہ
مرا انگین مین تو ہو + اوسیوقت وہ مہ پارا کشش دل اور تپش متصل سے مطلع ہو دیوانہ وار کوٹھے پر
چڑھی اور بیتابانہ پوچھا کہ یہ لاش دل خراش کس جگر پاش پاش کی ہے کہ جاجان بارگاہ
عشق سے صداے دورباش دورباش کی ہے وہ بولے یہ کشتہ تمہارا ہے رنج مفارقت نے آپ
کے اسے بے اجل مارا ہے افسوس کہ اسنے بیکس نے جان دی اور تمکو مطلق خبر ہوئی اور کسی شخص
نے مدعا اوسے سنا کر یہ شعر پڑھا جرات اگر جائیگا قاتل نے زلا دھب نکالا ہے + سبھون سے پوچھتا ہے کسنے
اسکو مار ڈالا ہے یہ سنتے ہی نعرہ جانسوز آہ دلدوز سینۂ بریان سے کھینچ کر دوڑی عشق کا نشانہ

تصویر جنازہ مع صندوق زیر مکان معشوق لانا اور معشوق کا اوس پر گرنا



دیکھے صندوق نعش پر ٹکڑے ٹکڑے مثل جگر عاشق زار ہو خواب مرگ میں سو بخت خفتۂ عاشق جگا
کشش محبت نے بچھڑوں کو اس طرح ملایا دیکھنے والے تھرا گئے دلگیر ان دونوں کو غش آگیا شہر میں یہ
چرچا گھر گھر ہوا منہ در منہ یہ خبر مشتہر ہوا اوسکے ماں باپ نے بہت سی خاک سر پہ اڑا دونوں کو
پیوند زمین کیا اس عشق فتنہ انگیز نے کیا کیا نہیں کیا یہ خاک ہجر کی ماروں کو بیقرار وہ کو قرار
آیا ہزار ہا شخص دیکھنے کو سر مزار آیا مطابق قول میر تقی حیرت کار عشق سے مردم بشکل
تصویر آپ میں تھی گم + کام میں اپنے عشق یکتا ہے + ہاں یہ خیر نگساز یکتا ہے + جسکے ہو التفات اسکی
نصیب + ہے وہ مہمان چند روز غریب + ایسی تقریب ڈھونڈھ لاتا ہے + کہ وہ ناچار جی سے جاتا ہے +
کون بحر دم وصل یاں سے گیا + کہ نہ یار اُسکا اس جہاں سے گیا + پھر یہاں سے خامہ مصیبت نگار
حال ملکہ زار لکھتا ہے کہ آخر کار جی تنگ ہوا اب وہ رہی ہے یہ ڈھنگ ہوا استاد۔ گذرے ہیں یہ
اب سب آزار نی ہمکو + یہ دن دکھائے تری انتظار نے ہمکو + فراق نے ترے بن موت اتنا مارا ہے یہ
تڑپ تڑپ کے دل بیقرار نے ہمکو + جب پایا وہ دم نزع کنج بیٹھ گیا + تم آئے بالین پہ اوس دم پکارنے
ہمکو + صبح سے تا شام لگی ہانپ وہ دست تاسف بر سر اور ہر دم یہ کلمہ زبان پر استاد۔ زبسکہ
رہتا ہے انکا اوسکے دھیان لگا + صدای در پہ ہے در پردہ اپنا کان لگا + بیاد زلف نہ تا دود
آہ سب پہ کھلے + میں منہ پہ اسلیئے رہتا ہوں پیچوان لگا + ہزار خوار ہوئے تجھ سے عندلیب یہاں +
یہ بی ثبات چمن ہے نہ آشیان لگا + آخر کثرت انتظار سے نظر کمی کرنے لگی اور جان زار تڑپنے سے
دل بیقرار کے برہمی کرنے لگی یہ نوبت ہوئی سو گئے دن تنگی کے باندھنے کے + اب آنکھیں
رہتی ہیں وہ دوپہر بند + اوس وقت کشش محبت ملکہ مہر نگار نے جان عالم کے دل کو بے چین کیا
خیال آیا کہ خدا جانے صدمۂ فرقت سے اوسکا کیا حال ہوگا دل نے کہا جینا وبال ہوگا گھبرا کر
دست پاچہ ہوا عیش و نشاط بھولا یہ تازہ گل پھولا انجمن آرا سے کہا زیادہ طاقت مفارقت
احباب وطن مجھ خستہ تن کو نہیں آج بادشاہ سے رخصت خواہ ہونگا وہ بہر حال اطاعت اور
رضا اوسکی جمیع امور پر مقدم جانتی تھی کہا مجھے بھی تمنائے سیر کوہ و بیابان بے پایان ہے
شہزادہ موافق معمول دربار میں حاضر ہوا اور سلسلۂ سخن بطلب رخصت وطن کھولا پادشاہ
محزون و غمناک ہو فرمانے لگا یہ کیا کہا جو کلیجہ منہ کو آنے لگا جان من تاب جدائی نہیں

رخصت بادیہ پیمائی نہین اگر خواہش سیر ہے تو فضا اس نواح کی جابجا مشہور ہے خزانہ موجود فوج فرمانبردار ملک حاضر اگر منظور ہے جانعالم نے دست بستہ عرض کی اے شہریار باوقار یہ تمکین بر نین دن مین حضور کو مجھ غمگین سے یہ محبت ہوئی کہ مال و ملک سلطنت بلکہ جان تک دریغ نہین وای برحال مادر و پدر سوختہ جگر جنھون نے لاکھ منتون کرور مرادون سے دن کو دن نہ رات کو رات جانکر سولہ سترہ برس خاک چھانکر مجکو پالا دلولہ طبیعت کی گھر سے نکالا اب مدت مدید عرصہ بعید گذرا اونھین میری جنیے مرنیکا حال معلوم نہین اونکے صدمے کو غور کیجیے رخصت بہر طور دیجیے آدمیت سے بعید ہے آپ عیش و نشاط کرے ماں باپ کو رنج و تعب مین چھوڑے امیدوار ہون اس امر مین حضور کنڈکرین بکشادہ پیشانی اجازت وطن دین اگر حیات مستعار زیست ناپایدار باقی ہے پھر شرف آستان بوس حاصل کرونگا نہین تو اس فکر مین گھٹ گھٹ کر مر جاؤنگا دین برباد ہوگا اور دنیا مین عزت و آبرو نہ رہیگی خدا ناخوش ہوگا خلقت تن پرور راحت طلب کہیگی بادشاہ سمجھا یہ اب نہ رکیگا آنسو آنکھون مین بھر کر کہا خیر بابا مرضی خدا جو تیری رضا مگر تیاری سامان سفر کو چالیس دن کی مہلت چاہیے جانعالم نے یہ بات قبول کی یہ تو رخصت ہو کر گھر آیا خبر دارون نے اس حال کا خاص و عام مین چرچا مچایا خلاصہ یہ کہ شدہ شدہ غلغلہ گھر گھر ہوا خرد و کلان بوڑھا اور جوان شہر کا اس خبر سے باخبر ہوا۔

عزم جانعالم زرنگار سے سوے وطن تیاری سامان رخصت انجمن آرا کی عزیز و اقربا سے فرقت اور پہونچنا ملکہ پاس پھر نکاح کرنا

مؤلف۔ چل اے توسن خامہ چالاک و چست + کہ اب بیٹھے بیٹھے بہت جی ہے سست + جگہ بیٹھ رہنے کی دنیا نہین۔ یہان خاک بیٹھے کوئی دل حزین + سفر ہر نفس سکو رہتا ہے یان + سرای فنا بھی عجب ہے مکان + نہ بیٹھا کبھی جمکے اک جا سُرور + قدمون سے اپنے رہا دور دور + طی کنندگان ملک معانی و سیاحان اقلیم خوش بیانی بادیہ پیمایان بے توشہ بار محنت بر سر راہ نوردان ہوش باختہ بے راہبر یاد دلدار در دل دین و دنیا فراموش الم ہمراہ ہر گام نالہ و آہ تصور یار ہم آغوش + لکھتے ہین کہ اوس عازم سمت معشوق عاشق خصال کو چلہ وہین گذرا سامان سفر تیار ہوا اب صبح کو اس چلہ نشین حجرۂ محبت کی رخصت ٹھہری سر شام با دل ناکام بادشاہ دامن سحر کیصورت

گریبان چاک کر مع ارکان سلطنت دو کوس شہر سے باہر سر راہ دامن کوہ پر جا بیٹھا وزیر خوش تدبیر
سے فرمایا تم شہزادے کو رخصت کرو ہم یہان سے جلوس سواری سامان سفر دیکھ لینگے یہ
خبر اہل شہر کو معلوم ہوئی تمام خلقت پانچ برس کا لڑکا پچانوے برس کا بوڑھا رنڈی مرد دوپہر تک گرد
پراوسیدم جمع ہوا جھٹپٹے وقت جانعالم نے سواری طلب کی ہرکارون نے عرض کی پادشاہ راہ
کیطرف متوجہ ہوا روشنی نمود ہوئی پلٹنین آئین سجی سجائی توپخانہ گذرا پھر بارہ ہزار ہاتھی سواری
کا ہودج و عماری کا ہزار گارہ سو خنگی بارہ مست چار دن بھٹیان ٹپکتین بان بنے سونڈون مین
چرخے نخسونڈی رنگے طلائی نقرئی زنجیرین کھنکتین جھولین زربفت کی نئے نئے رستے کلاتون
کے ہیکلین جڑاؤ مغرق گجگاہین پڑین دورویہ اس انداز کی کہ اگر اصحاب فیل انھین دیکھتے
خوف کھاتے کبھی کعبہ ڈھانے نہ آتے فیلبان زربفت کی قبا یا کمخواب کی پہنے جوڑیدار پگڑیان
باندھے کمر مین پیش قبض باکنارہ ہاتھون مین گجباگ جواہر نگار مستون کے ساتھ دو ڈیوڑھی
بر دار ایک چرکٹا سنڈا ہاتھ مین ڈنڈا دو برچھی والے دیکھے بھالے آگے پیچھے تریل قریب بانہ
مار برابر دو سوار پھر کئی لاکھ سوارون کے پرے ہاتھیون سے پرے پرے سر سے تا پا لوہے
کے دریا مین ڈوبے بیس اکیس برس کا ہر ایک شخص کا سن شباب کی راتین جوانی
کے دن خود بکتر زرہ پہنے بائین دہنے چار آئینہ فولادی مین ہر دم روئے مرگ معائنہ کرتی
ہاتھون مین دستانے خانہ جنگون کے بانے دو تلوارین ایک قاش زین مین دوسری ڈاب
مین منجے کی جوڑیان قبور مین سرور بہادری سے سر درین کمر مین قرولی باکنار آبدار سپر پشت
پر برچھا ہاتھ مین تیغا مین ہر بات مین مثل نہنگان بحر ہیجا دشیران کنام وغا مونچھون کو تاؤ دیتے
ہر بار نوک کی لیتے گھوڑے وہ خوشخرام کہ سمند سبز فام جسکا قدم دیکھ کے آج تک چال بھولا
ہے دیکھنے والے کہتے تھے چمن روان کیا بھلا پھولا ہر دو صفین باندھے ہوئے بیچ مین تختہ ہائے
روش گھوڑے کداتے جوبن دکھاتے چل گئے پھر ہزار بارہ سو سانڈنی سوار خوش رفتار زرد
زرد قبائین دربر سرخ پگڑیان سر پہ آبی بانات کی پاجامے پاؤن مین ہتھیار لگائے مہارین اٹھائی
ستارون کی چھاؤن مین سانڈنیون مین دو دو سو کوس کا دم بختی فلک اب تلک بلبلاتا
ہے جب ڈنکا دھیان آتا ہے قدم قدم یہ جب بڑھے تو سواری کے خاص خاصے نظر آئے

عربی ترکی تازی عراقی مینی اور کاٹھیاواڑ کا دکھنی دو دو گھوڑا جو ابلق لیل و نہار کی نظر سے
نہیں گذرا تھا نہ موتر انہ رس کا خلل زنگ داغ دھاڑ نہ کھونٹا اوکھاڑ نہ ساچن نہ ناگن عقرب نہ
ارجل شکوہ نہیں منہ زور نہیں کم خورہ مٹھانہ کھوٹا بال بھوری سے صاف حشری کمری
کمنہ لنگ نہیں سینے کا تنگ نہیں ہمہ تن اوصاف کسی پر چڑاؤ زین بندھا کسی پہ چارجامہ
دوال کوکسا کیکی فقط گردنی اولٹی گنڈ وپٹہ ساز یراق جواہر نگار پوزی دمچی طرحدار پر ہمائی
کلغی لگی پاکھر پر تکلف جھول پڑی دوگا ما گام شہ گام پویہ رہوار دلکی کا منجا الیل کرتا جلوہ
دار جلو لیے مشغول گسں انی میں ہم رکاب تپائی بردار معقول سرگرم جانفشانی میں باگڈور ین پر
زر ساٹیس لپکے نکلے اونکے نوبت نشان ماہی مراتب علم اژدہا پیکر جلو میں نصرت وظفر یہ سب
جلوس ہاکر و فر آیا نوبت کی ندا جھانجھ کی جھانجھ سے صدا قرنا سے شور و غل شہنشاہ میں بھیروں
بھیماس کے سر بالکل نقیب لے در چوبداروں کی آواز پر سوز و گداز عجب کیفیت کا عالم تھا ادھر نقار ہائے
تتری اور دبلی سے گوش کر دیا ن کر ہوا جاتا تھا ایک طرف شہر کے لڑکوں کا غل بجا دی بجا دی کا
غل مچایا چلاتا تھا میر سوز نگے تو مرومہ لیکر عصای نور ہاتھوں میں چھڑی کہتے تھے گردن پر
ادب سے اور تفاوت سے بھر شکار کا سامان میر شکار لائے باز آہنین چنگال تیز بال بجری باشے
شاہین عقاب فلک سیر جہان گیر اونکے قریب تازی ولایتی کتے پٹے دار گلدم تازی جانبازی کر نیوالے
چیتے جو دشمن شکار بڑا جیتے الگ ہوتے سیاہ گوش در آغوش ہرن لڑنیوالی خانہ زاد گھر کے پالے انکے بعد
ہزار ہا سقہ خواجہ خضر کا دم بھرتا چھڑکا ذکر تا کمر میں کہاروں کی لنگیاں شانوں پر بادلے کی جھنڈیاں
مشکوں میں بید مشک بھرا دہاسنے میں ہزاری کا فوارہ چڑھا متعدد غلام بادلہ پوش حلقہ بگوش
ہاتھوں میں ہمیر یک کے گرنسے پڑے منقل انگیٹھیاں سونے چاندی کی لیے عنبر و عود جھونکتے نکلے پھر تو
کوسوں تک جنگل رشک تاتار مثل طبلہ عطار ہو گیا اونکے متصل دو ہزار لالٹین و الگمں بن بلور
کی صاف صاف شفاف لالٹینیں لیے شمع مومی و کافوری روشن وہ شب غنچہ دہن زیب انجمن بڑھی
پھر صدای اہتمام نقیبان خوش گلو چار سو بلند ہوئی اور صبح صادق نے جلوہ دکھایا ہاتھ کو ہاتھ
نظر آیا شاد تھا ور بھی دریچہ مشرق سے سر نکال کر مشغول نظارہ ہوا حسرت میں وطن آوارہ ہوا
دم سحر نسیم و صبا کی فرقت شمع کا جلنا جھلملا اور داس جلتا سوا ایکا آہستہ آہستہ چلنا بہاری جانوروں کی سے

بے

ذکر حق مین وحش و طیر سر سبز درخت لہلہے پھول رنگ برنگ گرد ہر ستون کی آب پاشی صدای
نالۂ مرغان خوش الحان سے دلخراشی خسرو انجم کا مع ثابت و سیارہ چھپتے جانا سورج کی کرن کا جگمگانا
پھولون کی بو باس چشمۂ سرو و شیرین آس پاس خلق کا مجمع دامن کوہ پر سبکی نگاہ کبھی ادھر
کیفیت پر گاہ اس انبوہ پر ادھر مسافرونکی کثرت ادھر بادشاہ پر ارمان خلق خدا با حسرت بچشم انتظار
امیدوار آمد پیادہ و سوار و تماشای عجیب روزگار تھے یکایک غول خاص بردارون کا آیا کمخواب
کی میرزائی انگرکھے گجراتی شروع کی گھٹنے دلی کی ناگوری پاؤنین سر پر گلنار پھینٹے طرحدار خاصے بکے
غلاف باناتی سقرلاتی باغ و بہار گردپوش مخمل کی سینگڑی ساز مطلا جھلا جھل کر رفیق حقاق توڑے دوا
قرابین تیر بچے جیسے شیر زندہ نہ بچے جواہر نگار اور برچھی بردار باندار کتے دالے بیش قرار فوراہی وارد آب
ودم کب جھکڑ یکا عالم گرداگرد وہ مین شہزادہ جانعالم اسپ باد رفتار پر سوار برابر انجمن آرا کا سکھپال پری
تمثال ہزار پانسو کہاریان پیاری پیاریان کم سن جسم گدرایا شباب چھایا زربفت و اطلس کے لنگے
مصالحہ بکالل کے دوپٹے باریک بت گوکھرو کی کرتی انگیا کاشانی مخملی کرتیان کندھون پر کچھ
سکھپال اٹھائے باقی برابر جاتے ادھر ادھر جڑاؤ کڑے لائم ہاتھون مین بڑی پاؤن مین سونے
کے تین تین چھڑے کانون مین سادی سادی بالیان نشاء حسن مین متوالیان کسیکا کان جو لال
تھا تو حسن کی دکان مین ناز و انداز کا رنگ دوبالا تھا انداز نازنزالا تھا وہ آہستہ تیوری چڑھا کے
پاؤن رکھنا بھی سسکی جھجکی بڑی سیر تھی کئی سو سواری کا دوڑنے والا خواجہ سرا عجیب عجیب طرح کا
تکلتا قلماقنین ترکنین سرگرم اہتمام خواجہ سرایان ذی لیاقت معقول گھوڑون پر سوار بندوبست
مین مشغول جریب زمین پر پڑتی کوس کا پہیہ ساتھ زمین کی پیمایش سواری کی ٹراتر ک بر ترتیب
گرد و فر نہایت دھوم دھام بادشاہ کے پاس آ پہونچے جانعالم نے دیکھا ظل سبحانی کی چشمۂ چشم سے
جو خون جاری ہچکی لگی بیقراری طاری ہے گھوڑے سے کود کر آداب و تسلیمات بجا لایا بادشاہ نے
بہ تبسم فرمایا اسوقت ہمارے پاس نہ آؤ خدا کو سونپا چلے جاؤ مجبور شہزادہ مجرا کر کے سوار ہوا جسدم جانعالم
نے گھوڑا بڑھایا تمام خلقت کا جی بھر آیا علی الخصوص بادشاہ کی بے قراری جانعالم اور انجمن آرا
کی گریہ و زاری دیکھ کر تماشائی تمام واویلا مچانے کہنے لگے آج رونق شہر کی رخصت ہے زینت
سلطنت کی فرقت ہے ایسے مہرو او کے جانے سے شہر مین غدر پڑیگا اندھیر ہوجائیگا انکا الم جدائی سے تج

تصویر جانعالم مع سامان سفر و شہزادی انجمن آرا اور ادھر ادھر ٹٹو پر لوگ بیٹھے اور سواری رواں



دشت پیمائی ہزار روز سیہ تمام عمر دکھائیگا کہتے ہین سیکڑون مرد زندی بچے کہنے سنے ہمراہ ہوے
غریب الوطنی اختیار کی وہان بود و باش گوارا نہوئی زکی بعد چھ سات سو پالکی ناکی چنڈول محافہ امیر
زادیونکا اور انیسون جلیسون کی تین چار سو کھڑکھڑیان اور فنس پیش خدمتونکا دو مین سو میانہ چوپہلا
مغلانی آتون محلدارونکا ہزار نو سو رتھ اکبرآبادی دو دو بجے سایبان وارنی مغرق پردے جھمکتے ناگوری
بیل جو ثور فلک نے نہ دیکھے تھے جتے انا چھوچھو چھپی نویس باریدار لونڈیان باندیان سوار یہ بھی قطار
قطار گذر گئے اور چھکڑے اونٹ ہاتھی خزانے اور اسباب کے ڈیرے خیمے لداو لدے کسے کتائی چکڑے
نظر آئی غرضکہ تا شام بہیر بنگاہ بازاری سرکاری سب لوگ چلے گئے لکھا ہے کہ روئی اور شہر خیان امام ضامن
کی رخصت اتنی آئین کہ تمام راہ سپید مسافرون نے پائین اور کھجور کلچونکا یہ خیال ہوا کہ رات بکو اہاتھیون
کو پیچے ہگی اور اہل لشکر کو بانٹ دیے کھجورین جو بچ سکین راہ مین پھینک دین وہ اُگین انکے درخت اگر
کم تھے اوسیدن سے جنگل ہو گئے اُسوقت بادشاہ سراسیمہ و بدحواس باحال یاس دولت سرا مین آیا
وہ بسا بسایا شہر اجڑا ویران نظر آیا بازار مین جا بجا چراغ گل سر شام گھڑی نمائب اندھیرا بالکل جس طرف
دیکھا لوگ تکلے ہاندی بھر کر پڑ رہے تھے بازار مین تختے لگے شہر چڑھے تھے لوگ سوز مفارقت سے درد مند دکانین
بند جو جہان پڑا تھا شہزادی کی رخصت کا ذکر کر رہا تھا جو شخص اگر پا ہم تھو ابدل پر غم تھے کوئی
سوتا تھا کوئی چپکا پڑا روتا تھا بستی سنسان بازار مین سناٹا خلق خدا اندوہ کی مبتلا بادشاہ کو
دونا قلق ہوا رنگ فق ہوا محلسرا مین آیا وہان بھی چھوٹی بڑی کو غمگین پایا لوگون کو عزیز جدا ہو گئے

سب آدمی یوسف رفتہ کے زندانِ فراق مین اسیرِ بلا ہو گئے علی الخصوص انجمن آرا کی ماں جسکی نظر سے وہ چاند سورج چھپ گئے زمانہ آنکھ مین تیرہ و تار دل غم سے خار خار حیرت مین نقش دیوار ہو رہی تھی آنکھون پر روز تار رو رہی تھی بادشاہ نے سمجھایا ہاتھ منہ دھلوایا کچھ کھلایا یہ تو سب نالہ بلب آہ در دل جانعالم اور انجمن آرا روبمنزل پانچ پانچ کوس کا کوچ دو چار دن کے بعد ایک دو مقام براحت و آرام کرتے چلے فوج ظفر موج ساتھ اژدہای علی کا عجب عالم تھا ایک عالم روز ہمراہ جہان کی نعمت تیار شام و پگاہ صراف بزاز جوہری روپیہ پیسا اشرفی ڈھاکہ کا ریزہ بنارس کا گلبدن گجرات کا کمخواب الماس زمرد یاقوت احمر جو چاہو سو لو ایک طرف قصاب و نان بائی تکی پکائی لیے ہوئے میوہ فروش خانہ بدوش حلوائی طرح طرح کی مٹھائی مہیا بازار باغ و بہار جدا جدا ہر کنج کا جھنڈا گڑا جو پہر کا بازار پڑا حلوہ خانے کے روبرو نصف شب گذری تک دکانین کھلین کاسی دیا جلتا بھولا بھٹکا اُسکی روشنی مین آ ملتا کوتوال سرگرم پاسبانی بازاریون کی نگہبانی نرسنگا روند مین بجتا غرضکہ سب خرم و شادمان رواں تھے مگر جانعالم جذب محبت ملکہ سے کبھی یہ کہتا شعر بیابان سفر با خود دل رنجیدہ دارم * بکف چیزی کہ دارم دامن برچیدہ دارم *

ورود لشکر فیروزی اثر دیار ملکۂ مہر نگار مین پیر مرد کی ملاقات اور انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی دو بدو گفتگو پھر جانعالم کا نکاح

مشاطۂ خامہ نے عروس سخن کو بصد زیب و زینت حجلۂ بیان مین یون جلوہ آرا کیا ہے کہ جب ورود لشکر فیروزی اثر ملکۂ مہر نگار کے باغ سے قریب ہوا خبرداروں نے یہ مژدۂ جان بخش فوراً ملکہ کو پہنچایا کہ مبارک ہو شہزادہ تشریف لایا بسکہ غم مفارقت سے تاب و طاقت طاق تھی سنتے ہی غش آیا پھر سنبھلکر فرمایا بخت خفتہ کب بیدار ہوتا ہے ایسا پانون پھیلائے سوتا ہے اور جو میرا دل بہلانے کو کہتے ہو تو سنو۔ مؤلف
تفریح گلفتون کی ترغیب ہے لا حاصل * بہلانے کی باتین ہین یہ دل کہین بہلتے ہین *
چندی جو ہیں لیل و نہار ہے تو قصہ فیصلہ ہے تدبیر خلاف تقدیر سراسر بیکار ہے مؤلف
گر اُسکے ہجر مین یونہین اندوہگین رہے * تو ہوئیگا وصال دلا یہ یقین رہے *
ہے جیتا داشتہ کہ اس چشم تر پہ آہ * دامن رہے رہی نہ ہے آستین رہی *
مدفن کا اپنے ہمکو تردد ہو کسلیئے * کوچہ کی تیرے یار سلامت زمین رہے *
تو گلشن وصال کی کر سیر عندلیب * ہم خرمن فراق کی خوشہ چین رہے

جو جو کہ انتخاب تھے صفحۂ پہ وہر کے + ایسے وہ مٹ گئے کہ نشان بھی نہیں رہا + کیسی خوشی کہاں کی ہنسی
کیسا اختلاط + ہم کو بجز یہ تم کرو + اب ہم نہیں رہے + چھوٹا نہ نزع میں بھی خیال اوسکا ای سرور +
دم بھرتے ہیں ہم اوسیکا دم واپسین رہے + اس عرصہ میں وہی خواص دل آرام نام بارہ دری سے
نیچے اوتری پھر کہا خدا جانے یہ لشکر کہاں سے آکر اوترا ہے ملکہ ہنسکر بچہ لئے سیر خواصون کی کندھون پر
ہاتھ دھر ٹھنڈی سانس بھر کوٹھی پر چڑھی دیکھا تو فی الحقیقت لشکر بے پایان سپاہ فراوان ہے
خیام شاہی استادہ ہیں پھرتے چلتے سوار اور پیادہ ہیں یکایک شہزادہ جان عالم بچند سوار اسپ
صرصر خرام رخش تیز گام پر سوار نظر آیا اول تو اوسی نے پہچانا کہ منزلون کا مارا دشت غربت کا آوارہ دیکھا
تھا اب چم و خم جاہ و حشم سے پایا بدن تھرایا اعضا اعضا مین رعشہ ہوا یہ زور تماشا ہوا اوستاد آتی ہی
تری چھپتا ہی رعشہ سا بدن میں + ہر چند کہ ہین مٹتے ہر لحظہ سنبھل ہم + وہ زردی چہرۂ پر غم مژدۂ
وصل کی سرخی سے بدلگئی غش سے سنبھل گئی شہزادہ گھوڑے سے اوتر سیدہا ملکہ کے باپ پاس گیا
رسم سلام بجالایا اوسنے دعای خیر دیکر چھاتی سے لگایا کہا الحمد للہ تمہیں بصحت و عافیت فتحمند کامیاب
دکھایا پھر انجمن آرا کی سواری آئی تسلیم بجالائی پیر مرد نے فرمایا شہزادی فقیر کے حال پر کرم کیا اللہ
بھلا کرے اوسنے عرض کی کہ کنیز مدت سے حضور کی صفت و ثنا ظل سبحانی کی زبانی سنا کرتی تھی آج
شہزادی کی بدولت سعادت آستان بوس حاصل ہوئی دو گھڑی بیٹھی پھر التماس کیا اگر اجازت
دیجے ملکہ کی ملاقات سے مسرور ہوؤن اوس مرد حق پرست نے فرمایا اسکا پوچھنا کیا بابا بے تکلف خانہ خانۂ شماست
جان عالم رخصت ہو کر خیمہ میں آیا انجمن آرا نے ملکہ کے مکان کا رستہ لیا آنے کی خبر پیشتر ملکہ کو پہونچی تھی

تصویر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کی باہم گلے ملنے کی



ساماں اوس اجڑے مکان کا درست ہوا تھا جب سواری اوتری لب فرش پہنچی آئی فراشی سلام کیا گلے سے انجمن آرا نے لگایا ملکہ آبدیدہ ہو کر بولی تمنے مجھے محجوب کیا مین فقیر کی بیٹی تم شہزادی ہر چند شاہ و گدا دونوں بندۂ خدا ہیں الا تمھارے قدم آنکھوں پر رکھوں تو بجا ہے آپکے آنے سے مجھے بڑا افتخار حاصل ہوا ہے انجمن آرا بولی ہنہ خوب کیا رنڈی یہ چوچلے کی باتیں بیگانہ وار کرتی تو کیا ہوتا ہے صاحب ہمارے تمھارے تو رشتہ ہمسری برابری ہے اور حساب کی راہ سے پہلے تو سلامتی سے تمھیں جو ہر کا ہے اولش میں ملا ہے پہلے مزا آپ نے چکھا ہے جوبن لوٹا ہے غرضکہ دو دو دو نوکین ہو گئیں خلا ملا حرف و حکایات رمز و کنایہ شب بھر رہے جس وقت عروس شب نے مقنعۂ مغرب میں منہ چھپایا اور نوشاہ روز مشرق سے نکل آیا انجمن آرا جانعالم کے پاس آئی دیر تک اخلاق و محبت ملکہ کا مذکور کیا کہ ایسی حقیقت کی عورت آج تک نہ دیکھی تھی دوسرے دن جانعالم نے ملکہ کے باپ سے عرض کی کہ اگر پیرزادہ اوعلا و وفا اس سالک راہ حق نے ارشاد کیا ہم اس لائق کہاں ہیں لیکن مصرعہ شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدا را تم قول کے پورے ہو اقرار کے سچے ہو بسم اللہ اپنے زمرۂ کنیز دنین سرفراز کرو شادی کا نام لینا منہ چڑانا ہے نہ وہ ہم ہیں نہ ہمارا زمانہ ہے آخرش بطور شرع شریف ملکہ کا نکاح جانعالم کے ساتھ ہوا اب یہ معمول ہوا ایک شب انجمن آرا کی دوسری رات ملکہ کی ملاقات ٹھہری اور ان دونوں میں وہ راہ و رسم محبت والفت کی بڑھی کہ شہزادے کی عاشق نظر سے گر گئی منظوری سوتی اور سچ ہے جو طرفین سے نجیب الطرفین ہوتے ہیں اونمین رشک و حسد رنج و ملال دخل نہیں پاتا گٹی جلی ذاہ بغض عداوت کج بحثی دانتا کلکل روز کی تو توبین میں چھوٹی است پر ختم ہے لاکھ طرح انہیں سمجھاؤ نشیب و فراز دکھاؤ لیکن ان لوگوں سے دو جھونک جھانا نہیں رہا جاتا دو دن ایک طرح پر صحبت برابر نہیں آتی ہے زندگی انسان کی تلخ ہو جاتی ہے لاکھ طرح کا غم ہوتا ہے ناک میں دم ہوتا ہے مولف عشق میں طرفین سے

الفت برابر چاہیے + جو ہو دل شاد ہو اوسکو بندہ پرور چاہیے +

داستان حیرت بیان رخصت جانعالم پیر مرد کا عمل بتانا چلتے وقت وزیرزادے کا ملجانا انجمن آرا کی میلانی شہزادی کو بندر بنانا اس بیچارے کا ہزاروں مصیبت اٹھانا مع الخیر بصحت پانا

مصیبت نگار و مصائب رقم + جگر چاک و مغموم میر قلم + زمانے کی کچھ طرز لکھا ہی ہان + عجائب غرائب ہے یہ داستان + مری بات یارو یہ کرنا یقین + کسیکا کوئی دوست مطلق نہیں + جو یہ دوست ہیں ایسے

دشمن کہین + نہین ہین نہین ہین نہین ہین نہین + کیا امتحان مین نے اگر میسّر ہو ضرورت
کی کچھ دوستی بھی ضرور + قصہ کوتاہ چندے شاہزادۂ والاجاہ وہان رہا ایک روز یہ سب عاشق و معشوق
باہم بیٹھے تھے جانعالم نے کہا ہمین وطن چھوڑے عزیزون سے منھ موڑے عرصہ ہوا ہنوز دلی دور ہے اب چلنا ضرور ہے
وہ دونون نیک خو رضا جو بولین بہت خوب وہی روز حرف رخصت ملکہ کے باپ سے درمیان آیا اونسے
بھی روکنا مناسب نجانا سفر کی تیاری ہوئی دم رخصت بقدر مال و اسباب نقد و جنس کی قسم سے
شہزادی کو ملا کہ انجمن آرا کا جہیز بھول گیا اور وقت وداع پیر مرد نے بادل پُر درد جانعالم سے کہا فقیر کے
پاس کچھ تھا جو پیشکش کرتا مگر ایک نکتہ بتاتا ہون جب امتحان ہوگا خزانۂ قارون سے زیادہ کام آئیگا
اگر اچھا طرح کروگے پھر چند فقرے تنہا لیجا کر بتا کر تاکید سے کہا اگر یہ مقدمہ حقیقی بھائی سے اظہار کروگے
یاد رکھو حضرت یوسف سے زیادہ صدمے سہو گے زمانہ کی اخوان الشیاطین پر از کینہ آمادۂ کین ہین اسی
سبب سے دنیا مین راز کہنا برا ہے چپ رہنا بھلا ہے یہ نکتہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے سبکو یاد
ہے دنیا مین برادر حقیقی دشمن ہو اور زادہ بھی فرد بھاگ ان بردہ فروشون سے کہان کے بھائی بیچ ہی
ڈالین جو یوسف سا برادر ہو دے پھر انجمن آرا پاس آ فرمایا شہزادی فقیر زادی کنیز کو عزیز جان کر
نظر الطاف و کرم ہر دم رکھنا یہ بھی خدمتگزار ہین قصور نکرے گی اتنے تمکو سونپا تمہین حافظ حقیقی کے سپرد
کیا تو خدا حافظ سواری ویسے طیار تھی لوگون پر ثابت تھا کہ کوئی امر پوشیدہ درویش بادشاہ شہزادہ
پر بتکرار اظہار کرتا ہے اتفاق زمانہ اسی روز وہ وزیر زادہ جو وطن سے ساتھ نکل ہرن کے پیچھے
گھوڑا پھینک دشت ادبار مین شہزادے سے جدا ہوا تھا سرگشتہ و پریشان پھرتا پھرتا یادہ یا ادھر
نکلا اونسے جو یہ لشکر جرار اور قافلہ تیار دیکھا پوچھا کسکی سواری ہے کہان کی تیاری ہے لوگون نے
نام جانعالم کا قصہ سنایا یہ خوش ہوا جی مین جی آیا پوچھا شہزادہ کہان ہے وہ بولے پیر مرد جو یہان
کا مالک ہے فقیر سالک ہے کچھ کہنے کو بُلا لے گیا ہے اسی عرصے مین جانعالم رخصت ہو سوار ہوا
وزیر زادے نے مجرا کیا شہزادے نے گھوڑے سے کود کے گلے لگایا دیر تک نچھوڑا اوسیدم لباس فاخرہ
پہنا ہمراہ سوار کیا راہ مین سرگذشت تفرقہ پوچھا کہتا چلا جب خیمے مین داخل ہوا وزیر کو خلوت مین
طلب کیا انجمن آرا کو اور ملکہ کو نذر دلوا کہا یہ وہی شخص ہے جسکا الم مفارقت مدام دلمین کانٹا سا
کھٹکتا تھا جی سینے مین پھڑکتا تھا دیکھو جب اچھے دن آتے ہین بچھڑے ملجاتے ہین جسدن گردون نے

ہمین آوارۂ دشت ادبار کیا تھا جدا ہر ایک دوستدار و غمخوار کیا تھا اب مساعدت بخت سے ایام محنت
دور ہوئے بہم مہجور ہوئے وزیرزادے کا حال سنو انجمن آرا کا حسن و جمال بے مثال دیکھ دیوانہ ہو ہوش
و حواس عقل کھو بیٹھا تمام ہوا وصل کی تدبیر مین پھنسا اوستاد یار اغیار ہو گئے اللہ + کیا زمانے کا انقلاب
ہوا + اوستاد خدا ملے تو ملے آشنا نہین ملتا + کوئی کسیکا نہین دوست سب کہانی ہے + دو چار
گھڑی یہ صحبت رہی پھر اپنے اپنے خیمون مین گئے وزیرزادے کے واسطے خیمۂ عالی استادہ ہوا پھر جتنی جلیسین
انیسین حسین مہ جبین دونون شہزادیون کی ہمراہ تہین اوسے دکھا فرمایا جسطرف تیری رغبت ہو دیدو
دون وہ نطفہ حرام اور خیال مین تھا عرض کرنے لگا میری کیا مجال ہے اور کیا تاب و طاقت
ہے جو انہین بری نگاہ سے دیکھون جان عالم بہت رضامند ہوا کہ بڑا نیک طینت صاف باطن ہے
بہ اسباب ظاہر اس منظر سے زیادہ مد نظر ہوا دلین گھر ہوا تمام صحبتین حالات سفر رنج راہ نفع و ضرر
شہزادے نے بیان کیا مگر جب پیر مرد کی مشورہ کا ذکر آتا تھا ٹال جاتا وہ سمجھا کہ کچھ اسمین بھید ہے ایک روز ملکہ
مہرنگار اور انجمن آرا کی متفق ہو کر جان عالم سے کہا یہ نیا ماجرا ہے ہر دم ایک شخص غیر اور جوان کو شریک
صحبت خلاملا رکھنا کیا مناسب ہے اور داب سلطنت سے بھی یہ امر بعید ہے شیطان کو انسان دور بھاگنے
غیر ہو کیا اپنے کا اعتبار زمانی جان عالم نے کہا پھر ایسا کلمہ زبان پر نہ لانا اوسنے تمھاری لونڈیونکا پاس کیا نہ کہ
تمھارا حفظ مراتب اور مین بھی تو ایسا بیہودہ نادان تھا جو خلاف وضع حرکت کرتا ملکہ یہ سنکر ہنسی انجمن آرا
سے مخاطب ہو کر کہا بوا ہی خدا انصاف کیجیے خاطر کی نہ لیجیے انکے حمق مین کسکے بے وقوف کو تامل ہوگا
آپ اگر عقل کے دشمن نہوتے تو کیون حوض مین کود کر ساحرہ کی قید مین پھنستے نام ڈبوتے تو بھلا
سچ کہو شرمندہ نہو ہمین کیا سمجھے تھے جو کود پڑے ذرا یہ خیال نہ آیا نخوت سے فکر کو محیط تامل مین غوطہ
زن نہ فرمایا کہ کہان انجمن آرا کی جنگل کا حوض وہ اس مین کیونکر آئی وہ از نسل شاہی تھی
یا در خاندان ماہی تھی جان عالم کھسیانا ہو گیا کہا بات اور مسخرا پن اور کہان کا ذکر کس جگہ ملا یا کیا
میری حماقت کا موقع تمھارے ہاتھ آیا یہ تو سمجھو شعر عشق از من بسیار کرد ست و کند + سبحہ را
زنار کرد ست و کند + اوستاد کہتے ہین جب عشق وہ از قسم جنون ہے کیونکر کہ حواس اپنے مین باقی
ہین جل ہم + بھلا اپنی باتین تو یاد کرو دل مین منصف ہو ملکہ نے کہا دیکھا آپ شرمائے تو یہ کہانی
لائے مین رنڈی ہون ناقص عقل سب کہتے ہین بھلا صاحب اگر مجھ سے بیوقوفی کی حرکت ہوتی تعجب نہین

شاگرد کی جا ہے کہ آپکا مزاج بھی میرا ہی سا ہے آخر یہ بات ہنسی مین اُڑ گئی مگر وہ مکار ہر کوچ و
مقام مین وقت کا منتظر تھا ایک روز غم اندوز شہزادے کا خیمہ صحرای باغ و بہار دشت لالہ زار پر گرد
ہمہ تن خار خار پر آزار مین ہو فضای صحرا کی کیفیت دکھائی پھولون کی خوشبو دماغ مین سمائی جا بجا چشمے
روان دیکھکر یہ لہر آئی کہ تنہا وزیرزادے کا ہاتھ پکڑ لب چشمہ جا بیٹھا کشتی شراب کی طلب ہوئی جب دم
جانعالم کی آنکھون مین سرور آیا اختلاط کا زبان پر مذکور آیا اوس دغا شعار غدار نے وقت تنہائی صحبت
بادہ پیمائی نشے کی حالت غنیمت جانی رونے لگا شہزادے نے ہنسکر کہا خیر ہے وہ بولا جو جو شرط رفاقت
حق خدمت دنیا مین ہوتا ہے غلام سب بجا لایا اگر محنت و مشقت غریب الوطنی دشت نوردی کا تو حق
خوب بھر پایا جب آپ سا قدردان بات کو چھپاوے تو پھر اور کسی سے کس بات کی امید رہے جانعالم
نشے مین انجام کار نہ سوچا اس فیلسوف کے رونے سے بیچین ہو گیا کہا اگر تجھے یہی امر ناگوار ہے تو سن لے
جو مہرا رہے مجھے ملکہ کے باپ نے یہ بات بتائی ہے کہ جسکے قالب مین چاہون اپنی روح لیجاؤن اوسنے
پوچھا کسطرح شہزادے نے ترکیب بتا دی جب وہ سب سیکھ چکا بولا غلام کو بے امتحان غلطی کا گمان ہے
شہزادہ اوٹھکر جنگل کیطرف چلا چند قدم بڑھکر بندر مردہ دیکھا کہا دیکھ مین اسکے قالب مین جاتا ہون
یہ کہکے شہزادہ زمین پر لیٹا بندر اوٹھ کھڑا ہوا وزیرزادے کو سب ڈھنگ یاد ہو گیا تھا فوراً وہ کور
نمک زمین پر گرا اپنی روح جانعالم کے قالب خالی مین لا کھڑا ہوا اور کمر سے تلوار نکال اپنا جسم ٹکڑے ٹکڑے
کر کے دریا مین پھینکدیا شہزادے کا نشا کرکرا ہوا سمجھا بڑی خطا ہوئی از ماست کہ بر ماست خود کردہ را علاج
نیست وہ کافر بندر کے پیچھے دوڑا شہزادہ بیچارہ بھاگ کر درختون کے پتون مین چھپا پھر تو بادل غمگین تمام

تصویر بندر کے قالب مین آنا جانعالم کا اور وزیرزادے کا جانعالم کے قالب مین آنا اور اپنا قالب ٹکڑے کرنا



وہ نطفہ حرام لہو گیڑ دن پر چھڑک بدھڑک ملکہ کے خیمے مین آیا رویا پیٹا چلایا کہا اوسوقت ظلم کا
حادثہ ہوا مین وزیرزادی کے ساتھ سیر کرتا تھا یکایک جنگل سے شیر نکلا اوسے اونچا نیچا ہر چند مین نے
جانبازی سے شیر کو تہ شمشیر کیا زخمی ہوا مگر اوسے نچھوڑا ہی گیا ملکہ نے تاسف کیا سمجھایا قضا سے کیا چارہ
یہی حیلہ مرگ اوسکے مقدر مین تھا پھر انجمن آرا پاس گیا وہان بھی یہی اظہار کیا الا گھبرایا ہوا باہر
چلا گیا ملکہ انجمن آرا کے خیمے مین آئی وزیرزادی کا مذکور اسمین رہا لیکن ملکہ تو قیافہ شناسی کا بڑا ملکہ تھا
پریشان ہو کر یہ کلمہ کہا خدا خیر کرے آج بہت شگون بد ہوئے تھے صبح سے دہنی آنکھ پھڑکتی تھی راہ مین
ہرنی اکیلی رستہ کاٹ میرا منہ تکتی تھی اپنی سایہ سے بھڑکتی تھی خیمے مین اوترتے وقت کسینے چھینکا تھا خواب
متوحش نماز کیوقت دیکھا تھا تم بھی فضل الٰہی سے عقل و شعور رکھتی ہو آج کی حرکتین شہزادے کی غور
کرو خلاف عادت ہین یا مجھی کو وہم بیجا ہے انجمن آرا نے کہا تم جانتی ہو وزیرزادی سے محبت کیسی تھی
رنج و الم برا ہوتا ہے بدحواسی مین کیا ہوتا ہے القصہ وہ شب ملکہ کے پاس رہنی کی تھی اسے اندر کا
حال کیا معلوم تھا طبیعت کے لگاؤ سے انجمن آرا کے خیمے مین گیا جسوقت پہر بجا ملکہ وہان گئی دیکھا
شہزادہ وہان بیٹھا ہے مگر مضطر اسنے پوچھا آج کہان آرام کرو گے وہ جھجک کر بولا جہان تم کہو ملکہ نے کہا
یہین سو رہو شہزادی نے کہا بہت خوب یہ کلمہ بھی خلاف دستور ظہور مین آیا ہے کا خوب کہنا ملکہ نے انجمن
آرا کا ہاتھ پکڑ کر خیمے مین لائی رو لی پیٹی چلائی انجمن آرا بولی ملکہ خدا کے واسطے کچھ مفصل بتاؤ وہ بولی غضب
ہوا قسمت اولٹ گئی شہزادی سے چھٹ گئی خدا کی قسم یہ جانعالم نہین وہ بھی شہزادی تھی گو سیدھی
سادی تھی کہا درست کہتی ہو بہت سی باتین اسنے آج نئی کی ہین ملکہ نے کہا خیر اب جو ہو سو ہو تم
یہین سو رہو پھر حبشیون ترکنون سے فرمایا ہم سوتے ہین تم در خیمے پر مسلح جاگو اوسوقت شہزادہ کیا اگر
فرشتہ آدمی بنا ہے یہ خبر سنکر وہ بچارے اکیلے اوس خیمے مین جا پڑے ایک ڈر دو طرف ہوتا ہے ملکہ
نے دیکھا اگر جانعالم ہوتا کبھی اکیلا نہ سوتا بے تامل چلا آتا بدمزگی کا باعث خفگی کا سبب پوچھتا اوسے
کسیکا ڈر تھا اوسکا تو گھر تھا انجمن آرا کہنے لگی صورت تو وہی ہے اوسوقت ملکہ نے ماجرا غیر کے قالب
مین روح لیجانے کا دم رخصت اپنے باپ کے بتانے کا مفصل بتایا پھر کہا کہ یہ حال وزیرزادے
سے کہا ہوگا یہ فساد اوسکا ہے ہمین اوسکی چتون پر شک آیا تھا سامنے لانے کو منع کیا سمجھا
سمجھایا تھا وہ نادان ہمارا کہنا خاطر مین نہ لایا اوس کا مزہ پایا القصہ وہ شب کہ شب اولین

گور تھی رونے پیٹنے مین کٹی انجام کار کا تردد تفکر رہا کہ دیکھیے شیشۂ ناموس ونگ سنگ ظلم سے کیونکر
بچتا ہے اور یہ کہتی تھین اُستاد کِسے تیغ جفاے چرخ ہے آمادہ ہنسنے کی + جو ہو دی بھی تو ہان شاید دہان
زخم خندان ہو + اسی فکر و اندیشہ مین صبح قیامت نمود ہوئی سواری ڈیوڑھی پر موجود ہوئی کوچ ہوا خبردارون
نے اوس بے تہ شہزادے سے عرض کی یہ سرزمین غضنفر یہ ہے یہان سے پانچ کوس شہر ہے
حاکم یہان کا زرہ پوش غضنفر شاہ ہے حکم کیا خیمہ ہمارا شہر کے قریب ہو کارپرداز حسب الارشاد
عمل مین لائے جب شہزادیان خیمے مین داخل ہوئین خود آیا ادھر یہ بیچاریان ڈر سے بادل صد چاک
اودھر ملکہ کے رعب سے وہ بیچا بھی خوفناک ساعت بھر بیٹھ کے اوٹھ گیا جب غلغلۂ فوج اور آمد لشکر وہان
کے بادشاہ نے سنا کہ لشکر بیشمار سپاہ جرار شہر کے متصل آپہونچی اوسے بہت تشویش ہوئی وزیر خوش تدبیر
کو چند تحفے دیکر استفسار حال و بارادۂ استقبال کو بھیجا تا ملازمت حاصل کرکے من وعن حضور مین عرض
کرے وزیر حاضر ہوا عرض بیگیون نے خبر پہونچائی وہ تو داب سلطنت ریاست کا رنگ ڈھنگ
جانتا تھا وزیر اعظم کا بیٹا تھا روبرو طلب کیا بعد ذکر اذکار ہر شہر و دیار اپنا سبب آمد بجہت سیر و شکار
اور اچھا ہونا آب و ہوا اس جوار کا اور دیکھنا یہان کے شہر و شہریار کا بیان کیا دم رخصت خلعت
فاخرہ وزیر کو عنایت ہوا اور بطرز دوستانہ کچھ ہدایا بادشاہ کو روانہ کیا جب وزیر اپنے پادشاہ کی
خدمت مین حاضر ہوا حسن اخلاق دبدبۂ شوکت و صولت آئین سلطنت رعب و جرأت کا
اوسکے اس رنگ ڈھنگ سے ذکر کیا کہ وہ پادشاہ بیساختہ مشتاق ہوکر سوار ہوا خبردارون نے
اس حال سے مطلع کیا ارکان سلطنت وزرا امرا بخشی سپہ سالار پیشوائی کو گئے جب قریب پہونچا خود
در خیمہ تک آیا معانقہ کر دونون تخت پر جا بیٹھے سلسلۂ کلام بلاغت نظام طرفین سے کھلا وہ بھی اسکی
صورت پر غش ہوگیا فصاحت پر اش اش کرتا رہا بعد تکرار شہر کا مکلف ہوا جلد جلد عمارات شاہی سجی
سجائی خالی ہوئی ہمکو اوتار لشکر وہین رہا پھر حسب طلب ملکہ انجمن آرا سیر چوک و دو محلسرا برابر
خالی ہوئے شہزادیان وہان اوترین چند روز دعوت کے جلسے رہے جب فرصت ملی دل مین سوچا
اگرچہ جانعالم بند رہے الا اسکے جینے مین اپنی مرگ کا خوف و خطرہ ہے ایسی تدبیر نکالیے کہ اوسے جان سے
مار ڈالیے پھر بے کھٹکے آرام صبح و شام کیجیے ملکہ سے ڈرتا تھا پیر مرد کے نام لینے سے مرتا تھا جیسے چور کی
داڑھی مین تنکا یہ سوچکر حکم کیا ہمین بندر درکار ہین جو لائیگا دس روپیہ پائیگا اہل شہر ہزارون بندر

پکڑ لائے جو سامنے آتا بغور دیکھ سر تڑواتا تھوڑی عرصے مین بہت بندر ہلاک اوس سفاک نے
جب بندر کم ہوئے دام بڑھے بعد کئی فی بندر سو روپے مقرر ہوئے دو کوس چار کوس گرد
و نشان نرہا بندر عنقا ہو گیا چنانچہ وہین کے بھاگے ہوئے آج تک متھرا اور بندرابن اور اودھ
مین خستہ تن ہین بلکہ اوس زمانہ مین بندرابن بالفتح تھا اب عرصہ دراز گذرا وہ بندرون کی
کثرت جو نرہی اِس کسر سے یہ لفظ بالکسر خلقت کہنے لگی غرض کہ شہر مین ہر طرف غلغلہ ہوا سبکی یہی
معاش ہوئی ہر شخص کو بندر کی تلاش ہوئی ایک چڑیمار زیر دیوار بسر اوس بستی مین بستا تھا مگر
محتاج مفلوک بہزار جستجو و تگاپو تمام دن کی گردش مین دس پانچ جانور جو ہاتھ آجاتے دو چار
پیسے کو بیچ کر جورو خصم روٹی کھاتے اگر خالی پھرا فاقے سے پیٹ بھرا ایک روز اوسکی جورو کہنے لگی تو
سخت احمق ہے دن بھر جانورون کی تلاش در در خاک بسر الو سا دیوانہ ہر ایک ویرانہ جھانکتا
پھرتا ہے اسپر جورو روٹی ملی تو بدن پر لتا ثابت نہین کسیطرح اگر ہنومان کی دیا سے ایک بندر بھی ہاتھ
آئے تو برسون کی فرصت ہو جائے لالچ تو برا ہوتا ہے وہ راضی ہوا کہا کہین سے آٹا لا روٹی پکا
اور جسطرح بنے تھوڑے چنے بہم پہونچا صبح بندر کی تلاش مین جاؤن گا نصیب آزماؤن گا
اوسنے مانگ جانچ وہ سامان کر دیا دو گھڑی رات رہی چڑیمار جال پھٹکی پھینک لاسا کمپا چھوڑ ٹٹی
جو دھوکے کی تھی وہ توڑ روٹی چنے اور رسی لیکر چل نکلا شہر سے چھ سات کوس باہر نکل درختون مین
ڈھونڈھنے لگا وہان کا حال سنیے شہزادہ جو بندر بنا تھا اوسنے جبسے بندر پکڑتے لوگون کو دیکھا
تھا اور سر تڑوانے کا حال سنا تھا بدحواس پریشان سراسیمہ نیست ہوا سا حیران ہر طرف چھپتا پھرتا تھا

تصویر چڑیمار کے بندر پکڑنے کی مع شگاف درخت



کہ مبادا کوئی پکڑ لیجائے زندگی مین خلل آئے اُس روز کئی دن کا بے دانہ و آب خستہ و خراب
ضعف و نقاہت سے ایک درخت کی کول مین غش ہو کر پڑا تھا چڑیمار نے دیکھا دبے پانون آکر
گردن پکڑی اوسنے آنکھ کھولی گلا دست قضا مین پایا جینے سے ہاتھ اوٹھایا یقین ہوا زیست
آخری تھی آج پیمانۂ بقا بادۂ اجل سے لبریز ہو کر چھلکا پکارا ای گردون دون انا للہ و انا الیہ راجعون
چڑیمار نے کمر سے رسّی کھول مضبوط باندھا پھر شہر کا رستہ لیا تھوڑی دور چل بندر نے کف افسوس مل
کہا ای شخص کیون خون بیگناہ درماندۂ درگاہ اپنی گردن پر لیتا ہی مصیبت زدے کو اور دُکھ دیتا ہے
وہ بولا کیا خوب تو باتون سے مجھے ڈراتا ہی اگر دیو بھوت جن آسیب جو بلا ہی بلا سے مگر تیرا چھوڑنا نادا
ہے آج قسمت آزمائی ہی نعمت غیر مترقبہ ہاتھ آئی تجھے بادشاہ کو دونگا سو روپے لونگا چین کرونگا یہ
سنتے ہی سُن ہو گیا رہی سہی جان قالب سے نکل گئی ہر چند منت سماجت کی کہا لالچ کا کام بُرا ہوتا ہے کچھ
کام نہ آیا چڑیمار نے جلد جلد قدم بڑھایا قریب شام شاد کام گھر آیا جورو سے کہا اچھی ساعت گھر سے
گیا تھا طائر مطلب بدام و دانہ خواہش کے جال مین پھنسایا کہ مگر خوب ہنسا دیکھیے یہ بنی جسدن
شہزادہ گرفتار بلای تازہ ہوا یعنی چڑیمار کے دام حرص مین گرفتار ہوا ملکہ کا دل گرفتہ خود بخود
گھبرائی رو رو یہ بیت زبان پر لائی ستاد ہوئی کیا وہ تاثیر ای آہ تیری + تھی آگے تو کچھ پیشتر آزمائی
انجمن آرا سے کہا تمنے سنا یہ کمبخت بندر کر دو اسر کھلوا آتا ہے یقین جانو جانعالم اس ہیبت مین
ہے اور آج خدا کرے صبح سے بُری طرح دل ناکام کو اضطراب ہی جان زار کو پیچ و تاب ہے گھبراتا ہے
غم کلیجا چاٹتا ہے معلوم ہوتا ہے شہزادہ پکڑا گیا یا کوئی اور آفت تازہ ستم نو بے اندازہ چرخ کہن
دکھائیگا ہنسی کے بدلے رلائیگا میر جس سے جی کو کمال ہو الفت + جسکے جانب درست ہو
نسبت + جنبش اوسکی پلک کو گردان ہو + دلمین یان کاوش اک نمایان ہو + یار کو درد چشم گر ہووی +
چشم عاشق لہو سے تر ہووے + وان دہن تنگ یان ہی دلتنگی + حسن اور عشق مین ہی یکرنگی +
انجمن آرا نے جھلا کر کہا اس سے اور افزون کیا دنیا مین تباہی اور خرابی ہوگی شہر چھٹا سلطنت
گئی ماں باپ اور عزیز و اقربا کی جدائی نصیب ہوئی زخم دل و جگر آٹھ پہر ہین جان کے لالے
پڑے ہین مصحفی - مرض الموت سے کچھ کم نہیں آزار اپنا + دلمین دشمن کے بھی یارب نہ چبھے خار اپنا +
اور جسکے واسطے آوارہ و سر گشتہ ہوئی یہ صدمہ سے نحوست بخت نافرجام گردش ایام سے اوسے کھو بیٹھے

وطن سے ہاتھ دھو بیٹھے اب رضینا بقضا مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ تا سنج مجھے فرقت کی اسیری سے رہائی ہوتی + کاش عیسیٰ کی عوض موت ہی آئی ہوتی + ابر رحمت سے تو محروم رہی کشت مری ہمکو بجلی ہی فلک توڑ گرائی ہوتی + ہوں وہ غمزدہ کہ سب اپنی ہی دلیں بھرتا + غم عالم کی اگر اسمیں سمائی ہوتی + یہاں تو دو باتیں تھیں اودھر چڑیمار کی جورو چراغ لیکر بندر کو دیکھنے لگی بندر سوچا وہ کمبخت مرد بر سر رحم نہ ہوا کیا عجب یہ رنڈی ہی اگر نرم زبانی سے مذکور آفت اٹھائی سنے اور مہربانی کرے اس خیال سے پہلے سلام کیا وہ ڈری تو یہ کلام کیا اے نیکبخت خوف کر دو باتیں ۔

تصویر چڑیمار کی بندر لیے ہوئے اور اسکی جورو کا چراغ سے دیکھنا اور بندر کا سلام کرنا



میری گوش دل سے سن لے گنواریاں جی کی کڑی بھی ہوتی ہیں بندر کا بولنا اچنبھا سمجھکر کہا کہ وہ بولا ہم غریب الوطن گرفتار رنج و مبتلائے محن گھر سے دور قید میں مجبور ہیں ماں باپ نے کس کس ناز و نعم سے پالا فلک نے کون کون سی مصیبت دکھائی تو گھر سے نکالا یہاں تک دربدر حیران پریشان کرکے بُرے دن دکھائے کہ تیرے پاس گرفتار ہو کر آئے استاد پیدا کیا خدا نے کسکو نہیں عبث + لایا مجھی کو یاں پہ جہاں آفریں عبث + اب صبح کو جب ہم لوگ گردن ماری جائینگے تب سو روپے تمہارے ہاتھ آئینگے خون بیگناہ کی جزا حشر کے دن پاؤگے بیکنٹھ چھوڑ نرگ میں جاؤگے پیارو یہ ہاتھ کا میل ہے اسپر جو میل ہو کتنے دن کھاؤگے دھبہ قلعی جی نہ چھوٹے گا دھوتے دھوتے مرجاؤگے اگر ہماری حال پر رحم کرو خدا اور کوئی صورت کریگا سو روپے کے بدلے تمہارا گھر اشرفیوں سے بھر دیگا ہمارے قتل میں گناہ بے لذت یا ایک موذی کی حسرت نکلنے کے سوا اور کیا فائدہ ہے اگرچہ ایسا جینا مرنے سے برا ہے لیکن خدا جانی ارادہ ازلی مشیت ایزدی کیا ہے ہماری

تقدیر مین کیا کیا لکھا ہے جو خدا کے نام پر نثار ہے اللہ اوسکا ہر حال مین ممد و مددگار ہے تو نے بادشاہ مین کا قصہ سنا نہین ایک سلطنت ہند دی دو پا مین لاکھون کی قضا آئی جان گنوائین رنڈی موم کی ناک ہوتی ہے جب گھر گئی جدہر پھیر ا پھر گئی بندر کی باتون پر کچھ تعجب کچھ تاسف کرکے کہنے لگی مہتوان جی وہ کہانی کیسی ہے سناؤ مہراج۔

فسانہ شاہ مین سلطنت سائل کو دینا اور بی بی کو مع بیٹون لیکر شہر سے نکلنا اور مین سوداگر کا فریب پھر فرزند کی جدائی آخر کو سلطنت ہاتھ آئی۔

بندر نے کہا سرزمین یمن مین ایک بادشاہ تھا ملک وسکا لا مال دولت لازوال بخشندۂ تاج و تخت نیک سیرت فرخندہ بخت جسدم سائل کی صدا گوش حق نیوش مین در آئی وہین احتیاج بکاری مین بر آئی یہان تک کہ لقب وسکا نزدیک و دور خدا دوست مشہور ہوا ایکروز کوئی شخص آیا اور سوال کیا کہ اگر تو خدا دوست ہے تو اللہ تین دن مجھے سلطنت کر نے دے بادشاہ نے فرمایا بسم اللہ جو رکن سلطنت مسند نشین حکومت حاضر تھے تاکید اونہین حکم ہوا کہ جو اسکی نافرمانی کریگا مورد عتاب سلطانی ہوگا یہ فرما وہ فرمانروا تخت سے اوٹھا سائل جا بیٹھا حکمرانی کرنے لگا چوتھے روز بادشاہ آیا کہا کیا قصد ہے سائل بولا پہلے تو فقط امتحان تھا اب بادشاہت کا مزہ ملا برائے خدا تاج و تخت یک لخت مجھے بخش دے بادشاہ نے فرمایا یہ حکومت آپکو مبارک ہو بادشاہت دیگر کچھ نہ ہمراہ لیا فقط لڑکون کا ہاتھ ہاتھ مین بی بی کو ساتھ لیا دل کو سمجھایا اتنے دنون سلطنت حکومت کی چندے فقیری کی کیفیت فاقے کی لذت دیکھیے گو جاہ و حشم مفقود ہے مگر شاہی بہر کیف

تصویر سائل کی تخت پر بیٹھنے کی اور بادشاہ کا بی بی اور لڑکون کو ساتھ لیکر چل نکلنا



موجود ہے اس شہر سے کہین اور چلنا فرض ہے حکم خدا قل سیروا فی الارض ہے دنیا جای دید ہے
عنایت خالق سے کیا بعید ہے جو کوئی اور صورت نکلے ایک لڑکا سات برس کا دوسرا نو برس کا
تھا غرضکہ وہ حق پرست شہر سے تہیدست نکلا بلکہ تکلف کا لباس بھی نہ لیا جامۂ عریانی جسم پر چست
کیا اور چل نکلا دنیا کا اور نقشہ ہی مصرعہ کہ این عجوز عروس ہزار داماد ست + کل وہ سلطنت
ثروت کروفر افسر و تاج آج یہ مصیبت اذیت دربدر پیادہ پا سفر محتاج کبھی دو کوس گاہ چار کوس
بے نقارہ دو کوس بہزار رنج و تعب چلتا جو کچھ میسر آتا تو روزی ہوتی نہین تو روزہ یونہین ہر روز
راہ طے کرتا جب یہ نوبت پہونچی چندروز مین ایک شہر ملا مسافرخانے مین بادشاہ اوترا اتفاقاً
ایک سوداگر بھی کسی سمت سے وارد ہوا قافلہ باہر اوترا آپ ہوا کے گھوڑے پر سوار سیر کرتا ہوا
مہمانسرا مین وارد ہوا شہزادی گو کہ گرد راہ صعوبت سفر مین مبتلا تھی لیکن اچھی صورت کبھی
چھپی نہین رہتی سعدی حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را + سوداگر کی جو آنکھ پڑی بیک
نگاہ از خود رفتہ ہوا بادشاہ کے قریب آ سلام کیا یہ بیچارے اللہ کے ولی وہ ولد الزنا شقی بادشاہ
نے سلام کا جواب دیا اس عرصہ مین وہ غدار حیلہ سوچا بہت افسردہ خاطر ہو کر کہا ای عزیز مین تاجر
ہون قافلہ باہر اوترا ہے میری عورت کو دردزہ ہو رہا ہے دائی کی تلاش مین دیر سے گدائی
کر رہا ہون ملتی نہین تو مرد بزرگ ہے کج ادائی نکر اس نیکبخت کو للہ میرے ساتھ کر دے اسکے
واسطے ہی اوسکو رنج سے نجات ملے وگرنہ بندۂ خدا کا مفت خون ہوتا ہے یہ للہ کا نام سنکر گھبرائی
بی بی سے کہا زہے نصیب جو محتاجی مین کسیکی حاجت رفع ہو کام نکلے بسم اللہ دیر نکر اوسنے

تصویر سوداگر کا شہزادی کو گھوڑے پر بٹھا کر لے بھاگنا



دم نہ مارا سوداگر کے ساتھ روانہ ہوئی دروازے سے باہر نکل اوس غریب نے کہا قافلہ دور ہے مجھے
آذُ ہوئے عرصہ گذرا ہے آپ گھوڑی پر چڑھ بیٹھیں تو جلد پہونچیں وہ فلک ستائی فریب نہ جانتی تھی
سوار ہوئی سوداگر نے گھوڑے پر بٹھا باگ اوٹھائی قافلے کی راہ لی آ کوچ کا حکم دیا آپ ایک سمت گھوڑا
پھینکا اوسوقت اوس نیکبخت نے داد بیداد فریاد مچائی تڑپی روئی پیٹی چلائی آہ وزاری اوسکی
اوس بے رحم سنگدل کی خاطر مین نہ آئی بادشاہ بہر تعبیر منتظر رہا پھر خیال مین آیا خود چلیئے دیکھیے وہان
کیا ماجرا ہوا بیٹون کا ہاتھ پکڑے سرا سے نکلا ہر چند ڈھونڈھا نشان کے سوا قافلے کا نشان
نہ ملا دور گرد اوڑتی ہوئی دیکھی جرس کی صدا سنی نہ پانون مین دوڑنے کی طاقت نہ بی بی
کے چھوڑنے کی دل کو تاب اسطرح عذاب نہ کوئی یار نہ غمگسار نہ خدا ترس نہ فریادرس بحسرت و
یاس قافلے کی سمت دیکھکر یہ کہا مصحفی - تو ہمرہان وقافلے سے کہیو اے صبا + ایسے ہی گر قدم ہین
تمہارے تو ہم رہ چکے + ناچار لڑکون کو لیکر اوسیطرف چلا چند گام چلکر راہ بھول گیا ایک ندی ملی مگر
نہ کشتی نہ ڈونگی نہ ملاح راہ سے یہ ناآشنا وہان سیاح کا گذرا ایک نعرہ مارا اور ہر طرف راہی بے آب
وہی تباہی پھرا رہبر کامل کو پکارا ساحل مطلب سے ہمکنار نہ ہوا مگر کچھ ڈھب ڈھبانے کا ڈھب
تھا ایک لڑکے کو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کاندھے پر اوٹھا دریا مین در آیا نصف پانی بعد گرانی
طے کیا تھا کنارے کا لڑکا بھیڑیا اوٹھالے چلا وہ چلایا بادشاہ آواز سنکر گھبرایا پھر کر دیکھنے جو لگا کندھے
کا لڑکا پانی مین گر پڑا زیادہ مضطرب جو ہوا خود غوطے کھانے لگا لیکن زندگی باقی تھی

تصویر بادشاہ کی دریا پر پہونچنے کی اور ایک لڑکے کو بھیڑیے کا لیجانا اور دوسرے کا دریا مین گرنا



بہر کیف کنارے پر پہونچا دلمین سمجھا بڑے بیٹے کو بھیڑیا لے گیا چھوٹا ڈوب مرا اسیر نیرنگی فلک ہے

عالم حیرت بی بی کے چھٹنے کی غیرت مثون کے الم سے دل کباب سلطنت وغیرہ سے خستہ و خراب ہی
پریشانی مین سفر کرتا پھر چلا سہ پہر کو ایک شہر کے قریب پہونچا در شہر پناہ پر خلقت کی کثرت دیکھی
ادھر آیا اوس ملک کا یہ دستور تھا جب بادشاہ عازم اقلیم عدم ہوتا ارکان سلطنت روساے شہر
وہان کے باز اڑاتے تھے جسکے سر پر بیٹھ جاتا اوسے بادشاہ بناتے تھے چنانچہ یہ روز وہی تھا باز چھوڑ
چکے تھے ابھی کسیکے سر پر نہ بیٹھا تھا اس بادشاہ گدا صورت کا پہونچنا باز اسکے سر پر آ بیٹھا لوگ معمول
کے موافق حاضر ہوئے تخت روبرو آیا ہر چند یہ تخت پر بیٹھنے سے باز رہا کہا مین گم کردہ ایشان
سلطنت کے شایان نہین ہون مین نے اس علت سے اپنے مرزبوم شوم کو چھوڑا ہے حکومت
سے منہ موڑا ہے مگر وہ لوگ اوسکے سر پر باز کا بیٹھنا عنقا سمجھ نہ باز رہے جو جو شاہین تھے تاڑ گئے
پر ہین پہچان گئے کہ یہ مقرر ہمارے اوج سلطنت ہے قصہ مختصر جگر جھگڑ تخت طاؤس پر

تصویر باز کے بیٹھنے کی بادشاہ کے سر پر اور لوگون کا اوسکو بادشاہ بنانا



بٹھایا اندرین دین توپخانے مین تہلک ہوئی بڑی تزک حشمت سے آشیانہ سلطنت کاشانہ دولت مین
داخل کیا تمام قلمرو نقد و جنس اشیاے بحری و بری انکی تحت حکومت قبضہ تصرف مین آیا گزشتگی پر
نام جاری ہوا منادی نے ندا دی دہائی پھر گئی کہ جو ظلم و جور کا بانی ہوگا وہ لٹوا گردن مارا جائیگا
معزز یل مین چاہے تو گدا کو وہ کرے تخت نشین + کچھ اچنبھا نہین اسکا کہ خدا قادر ہے + کارخانہ
قدرت عجیب و غریب ہین نہ اعتماد سلطنت نہ قیام غربت و عسرت مرزا رفیع عجب نادان ہین
جنکو ہے عجب تاج سلطانی + فلک بال ہما کو پل مین سونپے ہے مگس رانی + یہ سلطنت تو کرنے لگا
مگر فسردہ خاطر پژمردہ دل بسبب شرم و حیا مفصل حال کسی سے نہ کہتا تھا شب و روز

غمگین اور اندوہناک پڑا رہتا تھا جب وہ بلبل ہزار داستان یعنی فرزند شمع دودمان یاد آتے تھے ظل سبحانی کو لب پر لاتے تھے اب اون لڑکون کا حال سنیے جسکو بھیڑیا اوٹھا لیے جاتا تھا اودھر سے کوئی تیرانداز بکدست آتا تھا اوسنے چھڑایا دوسرا جو غوطے کھاتا تھا اوسکو ماہی گیر نے دام محبت مین اولجھایا وہ دونون لاولد تھے اوسی شہر کے رہنے والے جہان ان لڑکون کا باپ بادشاہ ہوا تھا وہ اپنے اپنے گھر مین لا بقدر مقدور لڑکون کو پرورش کرنے لگے جل جلالہٗ کیا ڈھنگ تفرقہ فلک نے پھینکا کہ ایک دوسرے سے جدا ہو گیا چند عرصے مین بیٹون کی مفارقت نے بادشاہ کو بےچین کیا وزیر سے فرمایا دو لڑکے قوم شریف سے ہماری صحبت کے قابل لا وزیر نے تمام شہر کے لڑکے طلب کیے حکم حاکم مرگ مفاجات وہ دونون بھی آئے سبحان اللہ جامع المتفرقین بھی اسی کا نام ہے کچھ نہ بلانا اونکے روبرو کتنا کام ہے وہی وزیر کو پسند آئے روبرو لایا بسبب طول زمان مفارقت اور تکلیف وعسرت نقشے بدل گئے تھے قطع اور ہوگئی تھی نہ بادشاہ نے پہچانا نہ تقاضاے سن سے لڑکون نے باپ جانا اور نہ یہ سمجھ آئی کہ ہم دونون بھائی ہین یہ بھی قدرت نمائی ہے بہم ہوئے مگر جدا رہے لیکن بادشاہ بہ محبت تمام مصروف عنایت علی الدوام تھا سب نے سنا ہے قابل کا یہ نکتہ ہے کل امر مرہون باوقاتہا تھوڑے دن مین معتمد مقرب ہوئے اور وہ سوداگر جو فروش گندم نما دغا کا پتلا یہان کے پہلے بادشاہ سے رسائی عملے سے شناسائی رکھتا تھا اس نظر سے وہ بھی اوس عورت ناراض کو لیکر وہان وارد ہوا خبر مرگ بادشاہ سنکر ملول ہوا کہ مطلب نہ حصول ہوا لوگون نے کہا بادشاہ تازہ اوس سے زیادہ خلیق وغریب پرور ہے بوساطت وزیر اعظم تحفہ تحایف حضور مین نذر کر شرف اندوز ملازمت ہوا اوسکو بھی بادشاہ نے نہ پہچانا نہ سوداگر نے حریف جانا مگر بادشاہ اوسکو ذی اعتبار سیاح دیار و دیار سمجھ بیشتر اطراف وجوانب کا مذکور سنتا تھا ایک دن قریب شام حضور مین حاضر تھا بادشاہ نے فرمایا آج کی شب گھر نہ جا کچھ پوچھنا ہے وہ بیٹھا تو مگر پریشان بادشاہ نے تردد کا سبب پوچھا باعث عنایت فی الجملہ گستاخ ہو چلا تھا دست بستہ عرض کی خانہ زاد کے پاس ایک عورت ناراض ہے اوسکو فدوی سے اغماض ہے اوسکی نگہبانی بذات خود کرتا ہون ایسا نہو نکل کے راز نہان فاش کرے حمایتی تلاش کرے حکم ہوا یہ مقدمہ آج ہمارے ذمے ہے وہی لڑکے بسکہ معتمد تھے خاص دستہ اونکے ہمراہ کر پاسبانی کی

تاکید اکید کی لڑکے آداب بجا کے سوداگر کے مکان پر گئے باغ مین خیمہ برپا تھا اور خیمہ پر کرسی بچھا
دونون بیٹھے لوگ گرد کھڑے ہو گئے جب وہی رات گذری ایک کو نیند آنے لگی دوسرے نے کہا سونا
مناسب نہین ایسا نہو کوئی فتنۂ خوابیدہ جاگے خیمے سے کوئی چونک بھاگے وہ بولا تو ایسا فسانہ
کہو جو نیند اوچٹنے کا بہانہ ہو اوسنے کہا خیر آج ہم اپنی سرگذشت کہتے ہین اگر غور سے سنو گے نیند کیا
کئی روز بھوک پیاس پاس نہ آئیگی ای عزیز با تمیز مین بادشاہ یمن کا بیٹا ہون میرا باپ سلطنت
سایل کو دی مجھے اور ایک میرا چھوٹا بھائی کہ وہ تجسے بہت مشابہ تھا اسکو اور اپنی بی بی کو ہمراہ لیکر
غریب الوطن ہوا تھا راہ مین ایک سوداگر فریب سے شہزادی کو لے گیا ہم دونون بھائی ساتھ رہے
آگے چلکر دریا ملا ناؤ بیڑا کچھ نتھا بادشاہ مجکو کنارے پر بٹھا چھوٹے کو کندھے پر اٹھا پار چلا مجھے بھیڑیے نے
پکڑا میرے چلانے سے بادشاہ جو بدحواس ہوا بھائی دوش سے آغوش دریا مین کھسک پڑا خود
غوطے کھانے لگا پھر نہین معلوم کیا ہوا مجھے تیر انداز نے دہن گرگ سے چھڑایا اب فلک اس بادشاہ
پاس لایا وہ رو کر لپٹ گیا کہا بھائی دریا مین ہم گر پڑے تھے مچھلی والون کے باعث ترے تھے
پھر تو دونون بغلگیر ہو ایسے چلائے کہ وہ عورت چونک پڑی پردے کے پاس آکے حال پوچھنے لگی انھون
نے ماجرای گذشتہ بیان کیا وہ پردہ الٹ لڑکون سے لپٹ گئی کہا ہم ابتک سوداگر کی قید مین
ہین اوسیدم یہ خبر بادشاہ کو پہونچی سواری بھیجی طلب کیا اوس وقت سب نے پہچانا فوراً سوداگر کو قید
کیا صبحدم جب جلاد سپہر نے مہر شمشیر شعاع کھینچی ہنگامہ پرواز عالم ہوا سوداگر کو کاروان عدم
کا ہمسفر کر بار ہستی سے سبکدوش کیا یمن مین اخبار نویسون نے حال لکھا وہان ہڑبونگ
مچا تھا وہ سایل ستم شعار بدتر بد ظلم پیشہ جفا کار نکلا رعیت نالان ارکان سلطنت ہراسان رہتے
تھے ہزارون رنج رات دن سہتے تھے جب یہ خبر وہان پہونچی وزیر نے زہر دیکر اوسی ناالمکامی
سے نجات پائی اور عرضداشت اپنی بادشاہ کو تمنای قدمبوس تمام شہر کی تحریر کی بادشاہ کو بھی
محبت وطن دل مین جوش زن ہوئی سفر کی تیاری ہونے لگی۔ قطعہ۔ حب الوطن از ملک
سلیمان خوشتر ÷ خار وطن از سنبل و ریحان خوشتر ÷ یوسف کہ بمصر بادشاہی میکرد ÷ میگفت گدا بودن
کنعان خوشتر ÷ القصہ یمن مین آیا دونون سلطنتین قبضے مین ہین جب سندر نے یہ فسانہ تمام کیا پھر کہا کہ
ای نیکبخت مطلب اس کہانی سے یہ تھا کہ جو بادشاہ عاشق اللہ خدا پر شاکر تھا ایک سلطنت دی

دنیا مین یہ دونون بدبخت جو لالچی تھے اونھون نے جانین گنوائین قیامت تک مطعون خلایق ہونگے
جتنے نیک ہین قصہ سنکر بد کہینگے زندی ان باتون سے بر سر رحم ہوئی بندر کی تسکین کی کہا تو خاطر جمع رکھ
جب تک جیتی ہون تجھے بادشاہ کو نہ دونگی فاقہ قبول کرونگی پھر اوسے روٹی کھلا پانی پلا گھڑی
مین تنا سو رہی صبح کو چڑیمار اوٹھا بندر کے لیجانے کا قصد کیا عورت نے کہا آج اور قسمت آزما
پھر جانور پکڑنے جا جو روٹی میسر آئے تو کیون اسکی جان جائے ہم پر بیٹا لگے بدنامی ہوئے نہین تو
کل لیجانا وہ بولا تو اسکے دم مین آگئی بندر نے کہا ماشاء اللہ زندی تو خدا پر شاکر ہے تو مرد ہو کر
مضطر ہوتا ہے پاجی تو زن مرید ہوتے ہین پھر وہ پٹک جھٹک جال پھکی اوٹھا لاسا کمپا ٹٹی
کندھے سے لگا کر گھر سے نکلا یا تو دن بھر خراب ہو کر دو مین جانور لاتا تھا اوس روز دن بھر مین پچاس
ساٹھ ہاتھ آئے پھکی بھر گئی خوش خوش گھر پھر آئی روپے کو جانور بیچے آٹا دال لون تیل لکڑی خرید
تھوڑی مٹھائی لے بھٹی پر جا نگے کا ٹھرا پیا ہاتھ پاؤن پھول گئے جھومتے گیت گاتے گھر کا رستہ لیا
مفلسی کا غم بھول گئے جورو سے آتے ہی کہا ارے ہنومان جی کے دم بڑی بھاگوان ہین بھگوان
نے دیا کی آج روٹیا دلوائے اتنے جانور ہاتھ آئے وہ گھر بسی بہت ہنسی پہلے مٹھائی بندر کو کھلائی
پھر روٹی پکا آپ کھا کھلا اوسے کھلا پڑ رہی بندر بچارا سمجھا چندے پھر جان بچی جو فلک نہ جل مرے
اور اسکا رشک نہ کرے ۔ مؤلف ۔ کیا شاخ گل پہ پھول سے بیٹھی ہے عندلیب ۔ ڈرتا ہون مین
نہ چشم فلک کو برا لگے ۔ جب لے یار پاس ہی لایا یہ ای سرور ۔ لگا ہی نخل غم مین ثمر اب سو اگے
اب روز چڑیمار کی ترقی ہونے لگی تھوڑے دنون مین گھر بار کپڑا لتا گہنا پاتا درست ہو گیا قضارا کوئی
کوئی بڑا تاجر سرا مین اوس بھٹیاری کے گھر مین اوترا جسکی دیوار تلے چڑیمار رہتا تھا ایک روز بعد
نماز عشا سوداگر وظیفہ پڑھتا تھا ناگاہ آواز خوب صدا مرغوب جیسے لڑکا پیاری پیاری باتین کرتا ہی
اوسکے کان مین آئی بھٹیاری سے پوچھا یہان کون رہتا ہے وہ بولی چڑیمار سوداگر نے کہا اسکا
لڑکا خوب باتین کرتا ہے بھٹیاری بولی لڑکا بالا تو کوئی نہین فقط جورو خصم رہتے ہین سوداگر
نے کہا ادھر آ یہ کسکی آواز آتی ہے بھٹیاری جو آئی لڑکے کی آواز پائی وہ بولا ابھی صلاح
بوجھ کر دیدار اسکو میرے پاس لا باتین کرونگا کچھ اوسکو دونگا اور تیرا بھی منہ میٹھا
کرونگا بھٹیاری چڑیمار کے گھر گئی دیکھا بندر باتین کرتا ہے اسے دیکھ چپ ہو رہا وہ دونون

بھٹیاری کے پاؤن پر گر پڑے منت کرنے لگے کہا منے اسے بچون کیطرح پالا ہے اپنا دکھ ٹالا ہے شہر پر آشوب ہو رہا ہے بندر کش بادشاہ اوترا ہے ایسا نہو یہ خبر اوڑتی اوڑتے اوسے پہونچے بندر چھن جائے ہمپر خرابی آئے وہ بولی مجھے کیا کام جو ایسا کلام کرون سرا مین آکے سوداگر سے کہا میان کوئی نہ تھا اوسنے کہا دیوانی ابھی وہ آواز کسکی تھی بغور سنیے کہ کیا معقول جواب وہ نامعقول دیتی ہے بلیان لون بھلا مجھے کیا غرض جو کہون بندر بولتا ہے سوداگر خوب ہنسا پھر کہا تو سٹرن ہو اری بندر کہین بولتا ہے پھر بولی جی گربہ بر در صدقے گئی اسی سے تو مین بھی نہین کہتی بندر بولتا ہے سوداگر کو سخت خلجان بر تنہ خفقان ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے مکان قریب تھا خود چلا گیا اور دیکھا تو فی الحقیقت ایک عورت دوسرا مرد مچھندر تیسرا بندر ہے یقین کامل ہوا یہی بندر بولتا تھا بھٹیاری سچی ہے وہ سوداگر کو دیکھ بندر کو چھپانے لگی اسنے کہا بھید کھل گیا اب پوشیدہ کرنا لاحاصل ہے مصلحت یہی ہے بندر ہمین دو جو احتیاج ہوا سکے جلد دین ورنہ مین تو بادشاہ سے اطلاع کرونگا یہ بیچارہ مارا جائیگا تمھارا کیا جائیگا دونون کے دل بیٹھنے لگے بندر سمجھا اب جان نہین بچتی اسی ہی زیست تھی جڑیار سے کہا اے شخص فلک کج رفتار گردون دوّار نے اپنی جفا پر صبر کیا یہان بھی چین نہ دیا مناسب یہی ہے رضاے الٰہی پر راضی ہو مجھے حوالے کر دو قضا آئی ٹلتی نہین تقدیر کے آگے کبھی تدبیر چلتی نہین فرد بشر کو حکم قضا و قدر سے چارہ نہین اسکے ٹال دینے کا یارا نہین اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون جڑیار نے کہا دیکھو بندر کی ذات کیا بیوفا ہوتی ہے ہماری محنت مشقت پر نظر نہ کی توتے کیطرح آنکھ پھیر لی سوداگر کے ساتھ راضی ہو گیا بڑا آدمی جو دیکھا ہمارے پاس رہنے کا مطلق پاس نہ کیا بندر نے کہا اگر نہ جاؤن اپنی جان کھوؤن تمپر خرابی لاؤن آخر کار بہزار گریہ وزاری سوداگر سے دونون نے قسم لی کہ پادشاہ کو نہ دینا اچھی طرح پرورش کرنا یہ کہکر بندر جو اسے لے گیا سوداگر نے اسکی عوض بہت کچھ دیا بندر کو سرا مین لا پیار کیا بدلداری و نرمی حال پوچھا بندر نے یہ چند شعر حسب حال سوداگر کے روبرو پڑھے مرزا رفیع نے بلبل چمن نہ گل نو دمیدہ ہون + مین موسم بہار مین شاخ بریدہ ہون + گریان بشکل شیشہ و خندان بشکل جام + اس میکدہ کے بیچ عبث آفریدہ ہون + مین کیا کہون کہ کون ہون سودا بقول درد + جو کچھ کہ ہون سو ہون غرض آفت رسیدہ ہون + ای عزیز آتش کاروان نقش پاے یاران رفتگان ظاہر ہون مگر نہان ہون بلبل دور از گلزار گم کردہ آشیان

صیاد درپے آزار گھات مین باغبان کیونکر نہ سرگرم فغان ہون حضرت عشق کی عنایت ہے زمانے
کی شکایت ہے حاجت روا ای عالم محتاج ہے تخت ہے نہ افسر ہے نہ دو سر ہے نہ تاج ہے غریب دیار
چرخ موجد آزار شفیق و مہربان نہین حال زار کا کوئی پرسان نہین حیرت کا کیون نہ مبتلا ہون
اپنے ہاتھ سے اسیر دام بلا ہون خود گرفتار پنجۂ ستم ہوا کبھی مجھے جنکا الم تھا اب وہ نہین میرا غم ہوا مرنے
سے ہم اسلیئے جی چھپاتے ہین کہ ہمدم میرے فراق مین مرے جاتے ہین مجھ دام مکر مین الجھایا دوستون
کو میرے دشمن کی پھندے مین پھنسایا گردش چرخ سے عجب سانحہ پیش آیا میر تقی - سخت مشکل ہے
سخت ہے بیداد + ایک مین خون گرفتہ سو جلاد + کوئی مشفق نہین جو ہووے شفیق + کسی جہت
نہین ہے کوئی رفیق + آہ جو ہمدمی سی کرتی ہے + اب تو وہ بھی کمی سی کرتی ہے + اب ٹھہرتا نہین
ہے پای ثبات + ایک مین اور ہزار تصدیعات + مصرعہ گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل - مگر آج خوش
قسمتی سے آپ سا قدردان ہاتھ آیا ہے انتشار طبیعت برطرف ہو تو بجمعی تمام آغاز سے تا انجام
اپنی داستان غم سانحہ ستم گزارش کرونگا سوداگر کے اس مضمون دردناک سے آنسو نکل پڑے سمجھا
بندر نہین کوئی فصیح بلیغ عالی خاندان والا دودمان سحر مین پھنس گیا ہے کہا اطمینان خاطر رکھ
تیری جان کی ساتھ میری جان ہے اب زیست کا یہی سامان ہے بندر کو تسکین کامل حاصل ہوئی
غزلین پڑھین نقل و حکایات سرگرم رہا اپنا حال پھر کچھ نہ کہا تمام شب سوداگر نہ سویا اسکے بیان
جانکاہ پر خوب رویا اب بہت تعظیم و تکریم سے بندر رہنے لگا مگر امر شدنی بہر کیف ہوا چاہے راز فاش
ہوا اگر خدا چاہے سوداگر کا یہ انداز ہوا جو شخص سنا اسکی ملاقات کو آتا اوسے بندر کی باتین سنواتا وہ استعجاب
سے غرق بحر فکر ہوتا ہر جگہ ذکر ہوتا آخرش اسکی گویائی کا چرچا کوچہ و بازار مین مچا اور یہ خبر
اوس کورنگ محسن کش کے گوش زد ہوئی سنتے ہی سمجھا یہ وہی ہے بعد مدت فلک نے
پتا لگایا اب مطلب ہاتھ آیا فوراً چوبدار بندر کے لینے کو سوداگر کے پاس بھیجا یہ بہت گھبرایا اور تو کچھ
بن نہ آیا بصد عجز و نیاز عرضداشت کی کہ غلام صاحب اولاد نہین اس اندوہ مین دل مضطر
شاد نہین طبیعت بہلانے کو ایسے بچہ سا لیکر فرزندون کیطرح پالا ہے رات دن دیکھا بھالا ہے
بندر ہے مگر عنقا ہے مفارقت اسکی خانہ زاد کی جان لیگی آئندہ جو حضور کی مرضی چوبدار یہان سے
خالی پھرا وہ ظالم اظلم غضب مین بھرا وہان کے بادشاہ کو لکھا اگر سلطنت اور آبادی مملکت اپنی

منظور ہو سوداگر سے جلد بندر لیکر یہان بھیجہ یونہین تو اینٹ سے اینٹ بجا دونگا نام و نشان مٹا دونگا یہ
خبر وحشت اثر سنکے غضنفر شاہ متردد ہوا مشیران خوش تدبیر امیر وزیر سمجھانے لگے کہ خداوند نعمت
ایک جانور کی خاطر آدمیون کا کشت و خون زبون ہے حکم ہوا کہ کچھ لوگ سرکاری وہان جائین
جسطرح بنے سوداگر سے پکڑکر بندر لائین ڈیوڑھی پر پہونچائین جب بادشاہی دستہ سرا مین آیا بندر
دست بستہ زبان پر لایا کہ ای مونس غمگسار و وفا شعار اس اجل رسیدہ کی باب مین کد و کوشش بیکار
ہے سر ہے سر بجا ہے قضا کا زمانہ قریب پہونچا در ناکامی وا ہے مبادا کسیطرح کا رنج میری دوستی مین
تمہاری دشمنون کو پہونچے تو مجھے حشر تک حجاب و ندامت رہے خلق خدا برا بجلا کہے سوداگر نے کہا استغفر اللہ
یہ کیا بات ہی جو کہا وہ سر کے ساتھ ہے جب بادشاہ کے لوگون کا تقاضا شدید ہوا اور دن کم
رہا بعد ردّ و قدح بمعذرت بسیار و منت بیشمار ہزار دینار دیکے اوس شب مہلت لی اور صبح
کو چلنے کی ٹھہری بموجب مثل مصرعہ زر بہ سر فولاد نہی نرم شود + اس عرصے مین یہ حال تباہ
و ماجرای جانکاہ گلی کوچے مین زبان زد خاص و عام ہوا کہ ایک بندر کسی سوداگر کے پاس آہین
کرتا تھا وہ بھی کل مارا جائیگا بجدیکہ اس کشتۂ انتظار مایوس و دلفگار یعنی ملکۂ مہر نگار کو بھی معلوم ہوا
وہ شیدای جانعالم سمجھی کہ یہ بندر نہین شہزادہ ہی افسوس صد ہزار افسوس اب کونسی تدبیر کیجیے جو اس
بیکس کی جان بچے دل کو مسوس وزیر زادی کو کوس پوچھا دم سحر کدھر سے وہ سوداگر جائیگا
تماشا ہم بھی دیکھنے مین کیونکر آئیگا لوگون نے عرض کی حضور کے جھروکے تلے شاہراہ ہے یہی اس
سمت کی گذرگاہ ہے یہ سنکے تمام شب تڑپا کی نیند نہ آئی دو گھڑی رات سے برآمدی مین برآمد ہوئی
اور ایک توتا پنجرے مین پاس رکھ لیا گجر سے پیشتر بازار مین ہر طرف تماشائیون کا میلا سا ہو گیا جسوقت
تاجرہ نے متاع انجم کو تہ خانۂ مغرب مین چھپایا اور شحنۂ چرخ چارم خونخواری کو مشرق سے نکل
آیا سوداگر نماز صبح پڑھ ہاتھی پر سوار ہوا کمر مین پیش قبض رکھ گود مین بندر کو بٹھا مرنے پر کمر مضبوط
باندھکر چلا بندر نے کہا پریشان نہو جب تقریر سے اور اغراف کثیر سے کام نکلیگا جو بن پڑیگا
وہ کرونگا اپنے جیتے جی تجھے مرنے نہ دونگا قول مردان جان دارد و ربع بعد از سر من کن فیکون بند
شدہ باشد + سوداگر کا رستہ سراسیمہ آگے بڑھنا کہ خلقت نے چار طرف سے گھیر لیا بندر
لوگون سے مخاطب ہو یہ کہنے لگا میر سوز برق طپیدہ یا شرر برجہیدہ ہون + جس رنگ مین

ہون مین غرض از خود رمیدہ ہون + ای اہل بزم مین بھی مرقع مین دھر گئے + تصویر ہون ولے
لب حسرت گزیدہ ہون + صیاد اپنا دام اوٹھالے کہ جیون صبا + ہون تو چمن مین پر گل عشرت
نچیدہ ہون + ای آہ و نالہ مجھ سے نہ آگے چلو کہ مین + بچھڑا ہون کاروان سے مسافر خریدہ ہون + غم
ہون الم ہون درد ہون سوز و گداز ہون + سب اہل دل کے واسطے مین آفریدہ ہون معاً جو
دنیای دون نیرنگی زمانۂ سفلا پرور بوقلمون عبرت و دید کی جاہے گرما گرم آیندہ روند کا بازار ہی کس و
ناکس جنس ناپائدار لہو و لعب کا خریدار ہے اسی کام مین مصروف قضا ہی جو شئے ہی فنا ہی معاملات
قضا و قدر سی ہر ایک ناچار ہے یہی مسئلہ جبر و اختیار ہے کوئی کسیکی عداوت مین ہی کوئی کسیکا شیدا ہے
جسے دیکھا آزاد و دنیا یا کسی نہ کسی بکھیڑے مین مبتلا ہے ایک کو اپنا سوجھتا نہین کیا لین دین ہور ہا ہے
سود کی امید مین سر اسر زیان ہے سب ری ہونیکا سودا ہی اوسکی قدرت ناطقہ دیکھو مجھ سے بیزبان
تا چیز کو یہ تکلیف گویائی عنایت کیا سب کا سامعون مین چہرہ لکھدیا باتین سننے کو ساتھ چلے آتے
ہو جدائی میری شاق ہے جو ہے مشتاق ہی حال زار پر رحم کھا آنسو بہاتی ہو یہ رحیمی کی صفت ہے
شان تمہاری دیکھو اوسی تقریر کی دھوم سی ایک ظالم شوم سے مجھ مظلوم کا مقابلہ ہوتا ہے یقین کامل
ہے وہ قتل کریگا بیگناہ کے خون سے ہاتھ بھریگا سواد الوجہ فی الدارین ہوگا تب اوسے آرام و
چین ہوگا یہ گویائی گویا پیام مرگ تھا دنیا جای آزمایش ہے سفیہ جانتے ہین یہ مقام قابل آرام و
آسایش ہے دور وزہ زیست کی خاطر کیا کیا ساز و سامان پیدا کرتے ہین فرعون بے سامان
ہو کر زمین پر پانون نہین دھرتے ہین جب سر کو اوٹھا آنکھ بند کر چلتے ہین خاکسارون کے سر
کچلتے ہین آخر کار حسرت و ارمان فقط لیکر مرتے ہین جان انکی جستجو مین کھوتے ہین جو شئے ہاتھ
آئے ذلت سے جمع ہو پریشانی و مشقت سی پاس ہے تے ہی خست سی چھوٹ جائی پاس و حسرت سے
پھر سر پہ ہاتھ دھر روتی ہین ناسخ - دنیا اک زال بیسوا ہے + بی مہر و وفا و بیحیا ہے + مردون کے لیے
یہ زن ہے رہزن + دنیا کی عدو ہے دین کی دشمن + رہتی نہین ایک جا یہ جمکر + پھرتی ہے
برنگ زن گھر گھر + انجام شاہ و گدا دو گز کفن اور تختۂ تابوت سے سوا نہین کسی نے ادھر یا محمود ے
کا دیا یا تحریر کر بلا کسیکو گزی گاڑھا میسر ہوا بعد کرب و بلا اوسنے صندل کا تختہ لگایا اس نے
بیر کے چیلون مین چھپایا کسینے بعد سنگ مرمر کا مقبرہ بنایا کسینے مرمر کے گور گڑھا پایا کسیکا مزار

مطلا منقش رنگا رنگ ہے کسی کی مانند سینۂ جاہل گور تنگ ہے حسرت دنیا سے کفن چاک ہوا بستر دونون کا فرش خاک ہوا اُنہ امیر سمور و قاقم کا فرش بچھا سکا نہ فقیر پھٹی سطرنجی اور ٹوٹا بوریا اسکا بعد چندے جب گردش چرخ نے گنبد گرایا اینٹ سے اینٹ کو بجایا تو ایک ذرّہ بتایا کہ دونون مین یہ گور شاہ ہے یہ لحد فقیر ہے اسکو مرگ جوانی نصیب ہوئی یہ استخوان بوسیدہ پیر ہے سو یہ بھی خوش نصیب نیک کمائی وای گور گڑھا کفن پاتے ہین نہین تو سیکڑون ہاتھ رکھکر مرجاتے ہین لوگ در گور کہکر چلے آتے ہین کتے بلی چیل کوے بوٹیان نوچ نوچ کر کھاتے ہین دامن دشت عریان کفن گور بے چراغ صحرا اُنکا صحن ہوتا ہے یاس و حسرت کے سوا کوئی نہ میر جانے روتا ہے تمنا چھٹ کوئی پاینتی نہ ہوتا ہے سالہا مقبرون کی عمارات عالی اور ساز سامان کی دیکھا بھالی مین سیر ہے اسیر رہے ہزارون بیچ گور بے چراغ غریبان کی دید مین ٹھیے بٹھائے سے طرفہ نقل ہے کہ والی وارث اونکے سریر سلطنت مسند حکومت پر شب و روز جلوہ افروز ہین مگر تنبیہ غافلونکو قدرت حق سے گنبدونمین آشیانۂ زاغ و زغن میناروں پر مسکن بوم شوم قبرون پر کتے لوٹتے دیکھے میر مرزا غریبان تاسف کی جا ہے + وہ سوتے ہین پھرے جو گل جا بجا تھے + رنگ چمن صرف خزان دیکھا ڈھلا ہوا حسن گلرخان دیکھا اگر گل خندان پر جوبن ہے بہار ہے غور کیا تو پہلوے نازنین مین نشتر سے زیادہ خلش خار ہے سینہ فگار ہے دنیا مین دن رات ذق ذق بق بق ہے کوئی جھیے کرتا ہے کسیکو قلق ہے نوش نیش کے ساتھ گزند نیش ہے ہر رہرو کو کڑی منزل درپیش ہے مولف بلبل کو خزان مین جان کھوتے پایا + صیاد کو سر ٹپک کر روتے پایا + گلچین کی بھی نیند اوڑگئی لیک سحر دور + جو اہل دول تھے اون کو سوتے پایا + مدتون صدای مرغ سحر کے رنج اوٹھائے کبھی دم نہ مارا انکو لب پر نہ لائے برسون ندای اللہ اکبر کے صدمے سہے شکر کیا چپ رہے مہینون گجر کی آواز نے دم بند کیا قلق جی پر لیا نالہ نہ بلند کیا سوچے تو وصل مہرویان خواب شب تھا لطف اونکا مین غضب تھا تمام عالم کی خوب سیر کی کبھی حرم محترم مین مسکن رہا گاہ دھونی رمائی کنشت و دیر کی عالم ہے آیہ حدیث وعظ و پند سنا ناقوس برہمن سن سر دھنا وہ بدکیش بانیٔ ملت صنم لطف زیست خط نفس کا دشمن تھا یہ کوتہ اندیش رخنہ پرداز اہل ایمان و دین کا رہزن تھا تامل کیا تو ان دونون سے دور حسد و بغض بیر ہونا معلوم اپنے نزدیک انکا انجام بخیر ہونا معلوم واللہ اعلم + لوگ کیا سمجھے خود اچھے ٹھہرے

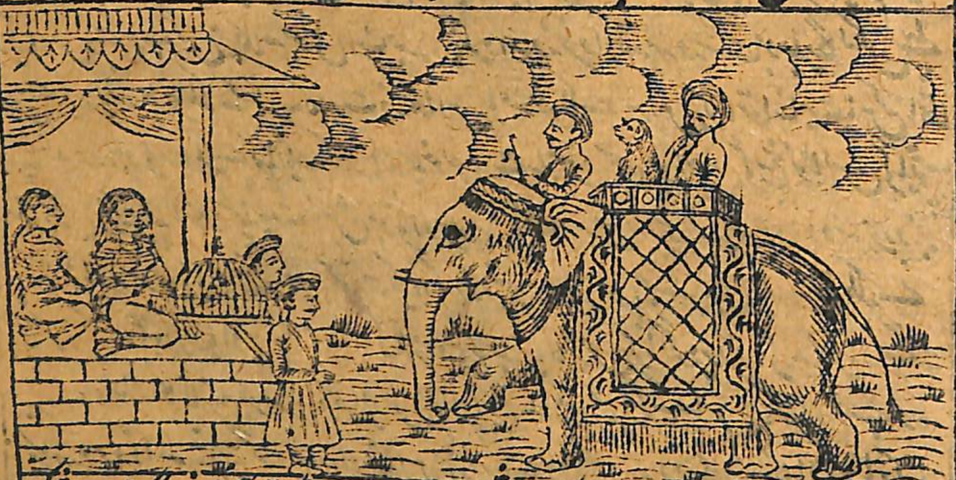
اور کو برا سمجھے مطلب کی بات ہیہات دونون کی سمجھ مین نہ آئی ہاین دانائی انسے خدا سمجھے مولف
اچھے کو برا بری کو اچھا سمجھے۔ کتنی یہ بری سمجھ ہے اچھا سمجھے + دنیا فقط رہگذر ہے ہر دم مثال تار نفس
درپیش سفر ہے تا زیست ہزار دن مفسد ہین ڈر ہے مرنے کے بعد بازپرس کا خطرہ ہے کسیطرح انسان کو
مفر نہین کونسا نفع ہے جسکی تلاش مین ضرر نہین حاصل کار یہ ہے کہ دنیا مین جینے کی خوشی نہ مرنیکا غم
کرے تا مقدور کسیکی خاطر نہ برہم کرے وگرنہ شعر۔ نیم شبے آہ زندہ پیر زال + دولت صد سالہ کند پایمال +
دل شکستہ کی دلداری پا افتادہ کی مددگاری کرے ہوا و ہوس جو دل سے دور ہو جاے تو مال ہے پا کمال
سے عجب و نخوت نزدیک نہ آئے عنایت ایزدی پر قانع ہو شکر ہر نعمت سپاس خدمت کرے منہیات کا
مانع ہو سچ کا حامل رہے سب رنگ مین شامل رہے زمانے کے کروہات سے گھبرائے نہین صحبت غیر جنس
سے نفرت کرے تو بدنامی پاس آئے نہین دولت کا اعتبار کیا مطلب سے ننگ و عار کیا ایک دن مرنا ہے
جینا مستعار ہے اسیر کسیکا اختیار ہے نیک عمل کا خیال رکھے کہ قید ہستی زیست کا نام ہے پانی بیان
ہے انجام ہے شعر کسیکے مرگ پر اے دل نہ کیجیے چشم تر ہرگز + بہت سا رو دیے اونیز جو اس جینے پہ مرتے ہین +
عمر خضر کی تمنا اور حشمت خسروانہ خزانہ قارون کی فکر مین ہر ایک صباح و مسا ذلیل و خوار ہے تحصیل
لاحاصل کوشش اس امر مین سراسر بیکار ہے بقول ناسخ ہاتھ آتی ہے کب علم و ہنر سے دولت +
ملتی ہے قضا و قدر سے دولت + جو علم و ہنر رکھتے ہین وہ ہین محروم + مانوس ہے اہل احمق و خر
سے دولت + روپے کا جمع ہونا جواہر کی تلاش مین دن کا جاگنا چاندی سونے کی امید مین رات کا
نہ سونا جنہین تن لعل لبون سے بہم ہونا جنھین میسر ہر بار ہے انھین مفارقت دنیا ناگوار ہے اور یہ
کلام ہے مولف یان کے جانے سے جی الجھتا ہے + کیا ہی دلکش سراے فانی ہے + سلف سے
اہل کمال دنیا کے مال سے محروم رہے جو بہزاد ار حکومت تھے وہ محکوم رہے شعر اسپ تازی شدہ مجروح
بزیر پالان + طوق زرین ہمہ در گردن خر می بینم + لیکن کبھی صبح عشرت ہے گاہ الم کی شام ہے
دنیا عجب مقام ہے نہ امیر ہو تو عرصہ نہ فقیر ہو تو کچھ دیر ہے اس کارگاہ بے ثبات مین عجب اندھیر ہے
سودا ہے چرخ جب سے ابلق ایام پر سوار ہے رکھتا نہین ہے ہاتھ عنان کا بیک قرار + جنکے طویلے بیچ
کئی دن کا ذکر ہے + ہرگز عراق و عربی کا نہ تھا شمار + اب دیکھتا ہون مین کہ زمانے کے ہاتھ سے +
موچی سے کفش پا کو گٹھاتے ہین وہ ادھار + اور جب عمدہ آ پہونچا تو نہ روپیہ کام آتا ہے نہ فوج

ظرفِ موج سے کچھ ہو نہ تہمتن جرار بچاتا ہے۔ نہ کوئی آشنا دوست آڑے آئے۔ نہ عزیز و اقربا پنجۂ ملک الموت سے
چھڑائے اگر یہی امر مانع قضا و قدر ہوتے جمشید و کاؤس دارا و سکندر بعد حسرت و افسوس جان نہ
کھوتے نیک عمل کرے تو وہ ساتھ جاتا ہے احتیاج کسی کی بر لائے یا للہ کچھ دے یہ البتہ کام آتا ہے ورنہ
دنیا سراب زندگی بدتر از حباب ہے پابند اسکا خراب ترک کرنیوالا نایاب ہے شعر۔ ترک دنیا کا سوچ
کیا ناسخ + کچھ رہی ایسی کائنات نہیں + شعر۔ اس گلشن ہستی میں عجب سیر ہے لیکن + جب آنکھ
کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا + قطعہ۔ دنیا خوابیست کش عدم تعبیر است + صید اجل ست گر
جوان در پیر ست + ہم روی زمین پر ست و ہم زیر زمین + این صفحۂ خاک ہر دو رو تصویر ست + لا مقتضائے
عقل یہ ہے کہ عالم اسباب میں کسی اسباب کا پابند نہو تعلق خاطر نہ رکھے ہمیشہ اپنی بھلے سے برائی کی ہے جو گیا
یہاں سے یعنی جہان گذران سے اسکا شاکی تھا بادشاہ سے فقیر تک جوان سے پیر تک حقیقت میں نفس امارہ
سخت ناکارہ ہے اسکو بہر کیف پچھاڑے گرد ہوا و ہوس سے دامن جھاڑے شعر۔ دیوانہ باش تا غم تو دیگران
خورند + آنرا کہ عقل بیش غم روزگار بیش + آدمی کو لازم ہے وہ بات پیدا کرے تا صفحۂ دنیا پر چند روز نیکی
نام یاد رہے۔ شعر۔ اسطرح جی کے بعد مرنے کے + یاد کوئی تو گاہ گاہ کرے + دنیا میں کسی سے دل نہ لگائے
کہ یہ کارخانہ بہت بے ثبات ہے وصل سے فرحت ہجر کی مصیبت اپنے سر پر نہ لائے کہ مرجانے کی بات ہے معشوق
باوفا عنقا کیطرح ناپیدا ہے اور پر دغا ہر جائی ہر جا ہویدا ہے خواہش کا انجام کاہش ہے تمنا دل سے
دور کرنے میں جان کی آسایش ہے مؤلف کبھی نہ چین سے رہنے دیا تمنا نے + خراب و خستہ میں اس
دل کی آرزو سے ہوا + مگر وائے غفلت ہائے نادانی کہ جب نشہ جوانی کا موسم پیری میں خمار اوتارتا
ہے اسوقت آدمی سر پر ہاتھ دھر کر روتا ہے وقت از دست رفتہ و تیر از شست جستہ کب ہاتھ آتا ہے
ناچار ہو کفِ افسوس ملنے لگتا ہے گذشتہ را صلوات کہکے دل کو سمجھاتا ہے آدمیوں کو بندر کی تقریر دلپذیر
پر اثر سے عبرت و حیرت حاصل تھی کبھی نصیحت و پندگاہ کلام رنگین و دلچسپ با دل دردمند
کبھی سخنان وحشت افزا سناتا چلا جاتا تھا اہل دل طبیعت کی گداز سے روتے ساتھ آتے تھے ہر فقرہ پر درد
پر ضبط نہو سکتا تھا چلاتے تھے خلق خدا جنازے کیطرح ساتھ تھی کہ ہمراہ تھی ایک عالم کے لب پر نالے تھے فغان و
آہ تھی اسی سامان سے ملکہ کی ڈیوڑھی کے تلے پہونچے وہ منتظر تمام شب نالہ بلب سوداگر سے بولی ایکدم ٹھہر جا
میں بھی اسکی تقریر کی مشتاق ہوں سوداگر نے تامل کیا ملکہ نے کہا اے مقرر بے زبان گم کردہ خانمان

اگرچہ اب ہم کس لایق ہین مگر تیری وہ تان ظلم و جور کی شایق ہین بندر نے آواز پہچانی پہلے تو خوب رویا
پھر جی ٹھہرا کر کہنے لگا شعر ہر کس از دست غیر نالہ کند + سعدی از دست خویشتن فریاد + میر کیونکہ
کہیے کوئی نہین آگاہ + اک قیامت بپا ہے یان سر راہ + کچھ چھپا اب نہین رہا یہ راز + ہے جہان اس
سے سب سخن پرداز + بس تغافل نکر ترحم کر + گوش دل جانب تکلم کر + شعر قسمت تو دیکھنا کہ کہان
ٹوٹی ہے کمند + دو تین ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا + افسوس یاری عیاری کی دغا سے یہ نوبت ہماری کی
جسکا رونا ہمین ناگوار تھا وہ ہماری لہو کا پیاسا قتل کا روادار تھا یہ مثل سچ ہے تیرہوین صدی ہے
نیکی کا بدلا بدی ہے محبوبون کی تمنا دل مین رہی وطن جانیکی حسرت آب و گل مین رہی دو دن کا
کھانا نہ وہ آگے آیا پچھتانا پڑا ہے اجل جلاد کی ترسب سے ذبح ہوئی طالب و مطلوب جان جوکھون مین پھنسے
زندہ درگور ہوئی الحق دنیا دم مارنے کی جا نہین راز کسی سے کہنا اچھا نہین منصور حلاج نے کلمہ حق کہا
تھا ناحق لوگون نے دار پر کھینچا غرض جو بولا وہ مارا گیا جان سے بچارا گیا کہتے تو کہا پر سوچ کر بات بنائی
جی مین دہشت آئی کہ مبادا یہ خبر اوس اکو کو پہونچے تو یقین ہو کہا اے ملکہ کوئی کسی کمال
سے دنیا مین نہال ہوتا ہے یہ بیگناہ گویائی کے سبب ناحق حرامزادی کی بدولت حلال ہوتا ہے
مولف کمال شئے زوال ہے اوسپر لاکھ حاسد ہون + بھلا نازان نہون کیونکر مین اپنی
بے کمالی کا + خدا اجازت ہے دیکھا دیکھکر یہ چاند منہ کسکا + ہوئی ہے عید غیرون کو ہمین ہے چاند خالی کا +
مین نے اپنے ہاتھ سے پاؤن مین کلھاڑی ماری فلک نے بنا کر بات بگاڑی مصرعہ ای روشنی طبع تو
بر من بلا شدی شعر گل و گلچین کا گلہ بلبل خوش لہجہ نکر + تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث +
اب سر دست کچھ تدبیر بن نہین آتی ہے صورت مرگ آئینہ چشم مین مدنظر ہے ہماری ہمین کو خبر ہے
کوئی گھڑی مین مفت جان جاتی ہے جو جانتا ہے وہ دیکھتا ہے جیسے خبر نہین اوس سے کہدو تمھارے
واسطے غریب دیار ہوئی اور تمھارے سبب سے قتل کے سزاوار ہوئی شعر بجرم عشق توام میکشند و
غوغائیست + تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست + ان باتون سے رہی سہے ننگ ملکہ کی بہ طرف
ہوئی سمجھی جانعالم یہی ہے جواب دیا کہ جو جانی تھی انسے کیا ہو سکا انجان کو تکلیف دینی سے کیا فائدہ اور
توتے کی گردن مروڑ پنجڑا باہر نکالا بندر کی نگاہ پنجڑے پر پڑی سمجھا ملکہ پہچان گئی یہی فرصت کا
وقت ہے ہنگامہ و تلاطم تو مچا تھا کسی نے نہ دیکھا بچالا بندر سوداگر کی گود مین لپیٹ کر توتے کے

قالب میں پرواز کر آیا توتا پھڑکا ملکہ کا خوشی سے دل دھڑکا پنجرا اندر کھینچ لیا سوداگر نے دیکھا۔

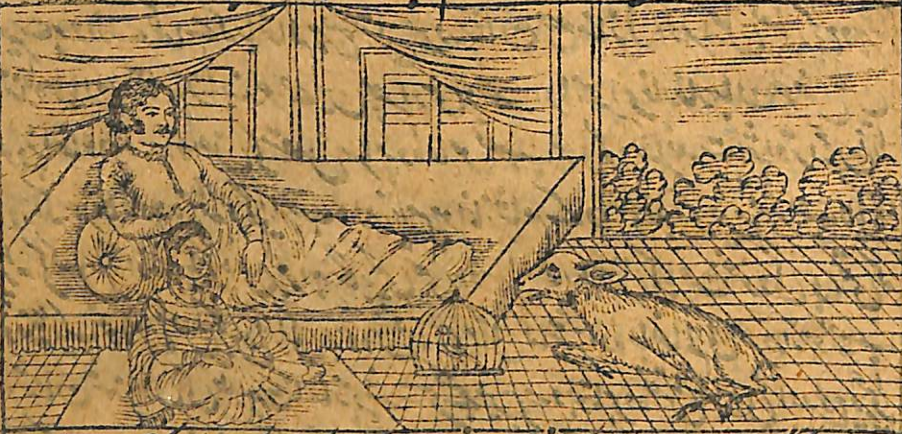
تصویر سوداگر مع بندر ہاتھی پر سوار اور ملکہ کا توتے کی قالب میں لانا بندر کو اور مرنا بندر کا



بندر مر گیا چاہا ہلاک ہو بدنامی کا قصہ پاک ہو جو شخص خوشی میں منیجا تھا سمجھانے لگا بندہ پرور شکر کرنے کی جا ہے شکایت کا موقع گیا ہے حرمت رہی جان بچی مرگ فرزند سے ماں باپ کو چارہ نہیں مر جانا بجز حمق عاقلمند کو گوارا نہیں اگر بادشاہ جبر سے بندر کو چھین کر مار ڈالتا جان کھونے کی جگہ تھی صبر کیجئے جو خدا کی مرضی اوسکی رضا میں مجبوری ہے جائے صبوری ہے صابرون کا مرتبہ بڑا ہے اونکے حق میں اللہ فرماتا ہے تمنے سنا ہے کہ نہیں - اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصَّابِرِیْن - تماشائیون پر یہ حال کھلا رونے پیٹنے کا دونا شور و غل مچا سب نے متفق یہی کہا بیکہ بندر عقیل تھا یہ پیام طلب گو من جیل تھا سامنے جانے کی نوبت نہ آئی سوداگر کی گود میں جان گنوائی اپنا قلق جو ثابت ہوا خوف سے مر گیا داغ تفرقہ ہماری صفحۂ دل پر دھر گیا یہ خبر اوس کافر اکفر کو پہونچی اسپر بھی چین نہ آیا لاش منگا جلا کر دل ٹھنڈا کیا خاک تک برباد کی جب تسکین ہوئی وہاں ملکہ مہر نگار پنجڑا لیے بیٹھی لوگوں کو پاس سے سرکا دیا میاں مٹھو نے ہو بہو ابتداء سے انتہا تک مفصل سب حال سنا دیا کہ اسطرح نشے کی حالت میں اونکے رونے پر عمل تبایا وہ ہمیں پر عمل میں لایا بندر بنایا پھر چڑیمار کے جال میں پھنسے دوست روئے دشمن ہنسے وہاں سے سوداگر متاع خوبی سمجھکر اپنے پاس لایا فلک کی بعد خرابی بسیار آج تمسے ملایا ملکہ نے کہا خاطر پریشان جمع رکھیے انشاء اللہ تعالے جلد کوئی صورت ہوئی جاتی ہے

یہان یہ گفتگو تھی کہ اوس نطفۂ حیدان کی آمد ہوئی کیا بہر کل اون تعظیم کی ہمیشہ یہ معمول تھا جب وہ
آتا ملکہ بات نہ کرتی خفیف ہو کر اوٹھ جاتا اس روز جو گفتگو ہوئی وہ مردک سمجھا بندر کا مزاج جیسا ملکہ نے
دیکھا اس سے دب گئی ہمکلام ہوئی اب جلدی نکرو امروز فردا مقدمہ درست ہو جائیگا لیکن پہلے
اس سے فیصلہ شہزادی ملکہ کے باپ کا بہت ڈر تھا اس باعث ملکہ سے ہراس کرتا تھا نہایت پاس کرتا تھا
جب رخصت ہونے لگا ملکہ نے کہا ایک بکری کا بچہ خوبصورت یا ہرن کا بچہ پالنے کو جی چاہتا ہے گویا تو چپ
رہتی تھی یا آج بچہ مانگا یہ سنکر بہت خوش ہوا اوسی وقت ایک ہرن کا بچہ تحفہ بھجوا دیا دوسرے روز جو
آیا ملکہ کو زیادہ متوجہ پایا اونکے روبرو بچے سے کھیلا کی کئی دن روز یہی صحبت رہی ایک روز ملکہ نے
بچے کو دبا کر ٹھنڈا کر دیا اور چوبدار دوڑایا کہ شہزادے کو جلد بلا لاؤ عرض کرنا اگر دیر لگاؤ گے جیتا نہ پاؤ گے یہ
خبر سنکر وہ مخلص اکا عازم ہوا ملکہ نے پنجرا اوس ہمای اوج سلطنت کا پلنگ کے پاس رکھ لیا جب وہ
نابکار روبرو آیا ملکہ نے بچے کو گود میں اوٹھا اس کے روبرو ڈال دیا کہ وہ مرگیا ساتھ ہی رونا اور دھاڑنا
گریبان چاک کرنے کی گھبرا کرنے کی تدبیر کی وہ دوڑ گھبرا کر بولا ملکہ ہزار بچہ اس سے اچھا
ابھی موجود ہوتا ہے تم کیون روتی ہو ملکہ نے روتی حالت مین کہا کہ مین کچھ نہین جانتی تم اسے
ابھی جلا دو جو میری خوشی چاہتے ہو وہ بولا مردہ کہین جیتا ہے کبھی کسی نے ایسا کام کیا ہے ملکہ نے رو کر کہا
داروغہ میری مینا جو جلائی تھی جب مین بلبلائی تھی بلند دلین سمجھا شاید شہزادے نے یہ حرکت کی ہوگی
کارخانۂ مسبب الاسباب کی معروف و مشہور ہے دنیا مین مثل ہے کر دکھایا قدرت جیسے جیسا کیا ویسا پایا ہر
فرعون را موسی۔ قطعہ۔ ای یار جو کوئی کیسا کرے کیا پائیگا + یہ یاد رہے وہ بھی نکل یاد لگا ہے دارِ مکافات
مین سن اے غافل + بیداد کریگا آج کل پائیگا + وہ بدحواس پوچھنے لگا بتلاؤ تو کیونکر جلائی تھی ملکہ بولی
تم پلنگ پر لیٹ رہو میرے روح جب اوٹھی تھی یہ پلنگ بھی درست پایا کہا بچہ گود سے رکھدو ملکہ نے پھینک دیا
وہ پلنگ پر لیٹ گیا اپنی روح بچے کے قالب میں لایا وہ کودنے لگا ملکہ نے گود میں لیا پیار کیا
وہ سوچا دو گھڑی ملکہ کی طبیعت بہل جائیگی پھر روح قالب میں لیجاؤنگا مطلب تو نکل آئے یہ نہ
سمجھا فلک کی گھات مے فریب کی بات مے چرخ کو کچھ اور منظور ہے اپنا وہی جسم مین جانا بہت
دور ہے شہزادہ جانعالم یہ سب معاملے پنجرے سے دیکھ رہا تھا فوراً اپنی روح اپنے جسم مین لایا
اوٹھ کھڑا ہوا یہان وہ بد دلا جانعالم کو دیکھکر گھبرا گیا خوف چھا گیا سمجھا قسمت اب بگڑی ہے

تصویر وزیر زادے کی پلنگ کے اوپر لیٹے کے اپنی روح بکری کی قالب مین لائی کی اور جانعالم کا اپنی قالب مین پرواز کرانا



ہونی دم کو گلا اسے دوچھری ہے ملکہ نے جلد وہ اچھے دم پڑھکر پھونک دی کہ وہ اوسکے قالب مین روح لیٹا ہوا بھول گیا پھر انجمن آرا کو بلایا کہا لو صاحب مبارک ہو اللہ تعالی نے تمھاری ہماری حرمت و آبرو کو بچایا چھری سے بلایا یہ آپکا احمق الذی شہزادہ ہے وہ بکری کا بچہ یہ بین وزیرزادہ ہے یہ کہکر تینون عاشق و معشوق گلے مل مل خوب روئی جو جو محرم راز تھین دوڑین مبارک سلامت ہوئی جانعالم نے اسیوقت سوداگر کو طلب کیا سب حال مفصل کہدیا بعد ادای شکر نعمت خلعت و انعام ہر قسام کا عنایت کیا وطن آنیکا وعدہ حتمی لیا پھر جو یار اور انکی جورو کو بلایا بہت زر و جواہر دیا اور بمشورہ غضنفر شاہ اوس مملکت کی حرتپار وہ نکا چودھری کردیا پھر لشکر ظفر پیکر کو حکم تیاری سامان سفر فرمایا آپ رخصت ہونے کو غضنفر شاہ کے پاس آیا آخر کار بدقت تمام و طول کلام دو رازی ایام مفارقت والدین کہکر آمادہ رخصت کیا پیش خیمہ وہی دن اد گیا دو چار دن رخصت کی دعوتین اور لگے آخر جلسے خوب دھوم دھام کے ہوئی اپنے عمل تک وہ ساتھ آیا تمام لشکر نے پکا پکایا پایا پھر رخصت ہوئے وہی دو چار کوچ ایک دو مقام کرتے براحت و آرام چلے۔

درود لشکر نصرت اثر دشت پر خوف و خطر مین لب حوض خیام شاہی ہونا یا جرہ کا آنا تمام لشکر کو نصف شب کو پھر جانا پھر ملکہ کے باپ کا آنا اور جادو گرنیون کی لڑائی شہپال کا قتل ہونا بحکم ربانی نگارندہ داستان عجیب لکھتا ہے پھر ماجرای غریب طلسم جانفزا کا ہو مکان جیسے آئین ہیں یہ ہین

پیر و جوان + و لیکن ہنسا جو کوئی غنچہ سان + ہوا مثل گل دستبرد خزان جسے ہنسے دیکھا وہ تھا
دل حزین + خوشی کی جگہ یہ دنیا نہیں + محرران جادو نگار سحر سازِ اقسام فسانۂ ہوش ربا
حیرت پرواز نے لکھا ہے کہ جانعالم ہر صبح مثل مہر درخشان قطع منازل و مراحل یعنی کوچ و ہر شام
مانند ماہ تابان مقام کرتا چند عرصے مین پھر وادی وحشت او بادیہ پُر خار خار جان خوفِ مین
کود پڑا تھا وارد ہوا جو اخص کو متصل سراپردۂ خاص نصیب ہوئی گرد لشکر نصرت اثر اور انجمن آرا
اور ملکہ مہر نگار کو وہ چشمہ دکھایا جب دن تمام ہوا نماز شام کے واسطے خیمے مین تشریف لایا نماز
پڑھ کر کسل راہ سے پلنگڑی جواہر نگار بچھی تھی اوس پر لیٹ رہا سُستی کے باعث غنودگی سی تھی کہ
دفعتاً ایک خواص خاص انجمن آرا کی بدحواس دوڑی آئی کہا شہزادۂ جانعالم کی عمر دراز ہو نصیب
دشمنان شہزادی کی طبیعت ناساز ہے شدت سے کلیجے مین درد ہوتا ہے وہ نقش سلیمانی اور لوح دیجیے
دھو کر پلا دین عارضہ مزاج مطلوب بدمزگی طبیعت محبوب سے کہ بیقرار ہوا کچھ نیند کا خمار کچھ طبیعت کا انتشار
دکھانا بھلا نقش و لوح جو اوکیا نقش دیتے ہی نقشہ بگڑ گیا ایک آواز مہیب پیدا ہوئی کہ ای جانعالم
بہت دنون اوڑا پھرا مدت کے بعد پھنسا خبردار ہو جا ایسی آواز ہولناک تھی کہ سب لشکری ڈر گیا
شجاعون کے دل تھرا گئے محل مین رنڈیون کو غش آگئے گھبرا کر شہزادی نے اوٹھنے کا قصد کیا جگہ
سے ہلا نہ گیا غور جو کیا تو آدھا جسم پتھر کا ہو گیا تھا پھر تو جو جہان بیٹھا تھا بیٹھا رہ گیا جو کھڑا تھا

تصویر جانعالم کی تیز شب کی نصف بدن تک مع لشکر اور رنڈیون کا دعائین مانگنا



لیتھا رہ ہو گیا ہر طرف غل اور شور تھا جو پڑا تھا زندہ درگور تھا کچھ دکھ کچھ ہنسی تمام نوع آفت ناگہانی میں پھنسی
عجب کھلبلی مچی نامردوں کی بائی بچی کل لشکر انسان سے حیوان تک بیچ کا دھڑ پتھر کا ہو رہا ہر کا
جسم بدستور آہ و نالہ و فریاد و بکا سب لشکر میں برپا تھا اور محلسرا میں بھی یہی ہنگامہ مچا تھا ہر ایک
گرفتار بلا تھا وہ لونڈیوں کی زاری انجمن آرا کی بیقراری خصوصاً ملکہ کے بیان سے زمین و
آسمان کانپتا تھا جب وہ یہ کہتی تھی شعر ۔ ہر دم ز زمانہ داغ دگر گونہ دردہ + یک داغ نیک نا شدہ
داغ دگر دہد + تمام لشکر میں از شام تا پگاہ ہر ایک کے لب پر نالہ جانکاہ بلند رہا جس وقت ماہ دم سرد
بھرتا نقاب سیاہ روئے تابان پر ڈال کر نگندہ مغرب کیطرف روانہ ہوا اور آفتاب جگر سوختہ مشرق
سے نکلکر خدنگ آہ بیکسان کا نشانہ ہوا ایک ابر تیرہ و تار آیا آدمی خوف زدہ دیکھنے لگے اوس ابر
سے اژدہا خونخوار شعلہ فشان آتش دہان بنا ایک رنڈی اوسپر سوار وہ بھی آتشبار شہزادی کے
خیمے میں اوتری جان عالم نے پہچانا کہ وہی جادوگرنی ہے دل سے کہا شہر اپنا دور رہا موت قریب آئی
قسمت نے کس جگہ لاکر نیرنگی دکھائی وہ بولی جان عالم کہو اب کیا قصد ہے شہزادے نے کہا وہی جو تھا
اوسنے کہا اب وہ نقش سلیمانی اور لوح پیر مرد کی نشانی کہاں ہے جسکے بھروسے پر کودتے تھے اگر
زندگی مع لشکر درکار ہے تو ملکہ اور انجمن آرا سے انکار کرو ہماری اطاعت اور محبت مقدم جانکر ہمسے ارادہ
مدارا کرو نہیں تو ایک دن میں سبکو بے گور و کفن طعمۂ زاغ و زغن کر دونگی دشت لاشوں سے بھر
دونگی شہزادے نے کہا ہماری لوح دل پر نقش ارادت حافظ حقیقی کلک قدرت سے منقش ہے تاموت
ہے مجبور ہوں بیوفائی سے دور ہوں جو کہا سو کہا کیا جو کیا اگر قضا آئی ہے مرنے سے کیا چارہ ہے مگر
جیتے جی بات جانی کب گوارا ہے یہ سنکر جل گئی غصے سے رنگت بدل گئی کچھ پڑھ کر جان عالم پر پھونکا با صفت
پتھر تھا اب حلق تک ہو گیا حسرت و یاس سینے میں بھری تھی تصویر آذر سی پلنگڑی پر بے حس
دھری تھی وہ تو اثر دیکھ کر چڑھ کر اوڑی اور پکاری اے اجل رسیدہ آج کے دن اور رات مہلت
کی ہے اگر صبح کو بھی انکار کیا تو یاد رکھنا لشکر کا خون اپنی گردن پر لیا یہ سنا گر وہ تو ہوا ہوئی جبتک شہزادہ
آدھا پتھر تھا تو ملکہ اور انجمن آرا اپنے اپنے خیموں سے گھبرا کر پکارتی تھیں جان عالم جواب دیتا تھا یہی امر ا
کا سہارا اونکی زیست کا جب تھا اب تا حلق پتھر ہو گئے وہ جرس قافلہ گم کردہ راہ دشت غربت بے
صدا ہو گیا وہاں صبر کا راہبر جدا ہو گیا ہر چند دونوں چلائیں شہزادے نے مطلق جواب نہ دیا بولا ہی نہ گیا

پھر ملکۂ مہرنگار با دل فگار سر پیٹ کر کہنے لگی میر حسن خلف نے تو اپنا ہنسایا تھا۔ کہ جسکی عوض یون
رولاؤنگا۔ شعر دوای مرگ غریب الوطنی خوب حیلہ ہاتھ لگا تو بدنامی بھی بچی ہمنے ناکامی مین جان دی
چرخ ستم شعار نے رنگ لایا انجمن آرا بیچاری مصیبت کی ماری سب کا منھ حیرت سے تکتی تھی اور
روتی تھی نہ بین کرتی تھی۔ غل مچایا جاتا تھا گھٹ گھٹ کر جان کھوتی تھی خواصین سر کھولے کہتی تھین
ہے ہے ہم اس جنگل ویران مین لٹ گئے وارث سے چھٹ گئے شعر تو وہ کریم ہے ناشاد کو جو شاد کرے
مراد مند کو ہر طرح بامراد کرے۔ لوگو ہم کدھر جائین کیونکر اس بلا سے نجات پائین کوئی کہتی تھی شیطان کے
کان بہرے خدا نخواستہ اگر جان عالم کے دشمنون کا رونگٹا میلا ہوا شہزادیان خاک مین ملجائینگی غم جدائی
سے جانین کھوئینگی ہم انکے ماں باپ کو منھ کیا دکھائینگے اس دشت ادبار مین سر ٹکرا کر مرجائینگے
یہ جادوگرنی قربان کی تھی یونہین بے گور و کفن پھینکیگی اور آتون محلدار جگر افگار سر سے چادرین
پھینک مدینے کیطرف پکار پکار کہتی تھین شعر تصدق اپنے نواسون کا یا رسول اللہ + کھولکہ حل کرین
مشکل ہماری حضرت شاہ + ایک طرف مغلانیان غم کی ماریان دم گرم آہ سرد بھرتی تھین ایک
سمت اصیلین جلیبین نجف کیطرف بال کھولکر التجا سے گریہ و بکا سے یہ عرض کرتی تھین
شعر تمنے مدد کی نوح کی طوفان سے کشتی پار کی + یا امام مشکلکشا کیون بار میری بار کی + کوئی کہتی
تھی ہمارا لشکر اس بلا سے خیر نکلیگا تو مشکلکشا کا کھڑا دونا دونگی کوئی بولی مین سہ ماہی کی روزے
رکھون کی کونڈے بھرونگی صحنک کھلاؤنگی دودھ کی کوزے بچون کو پلاؤنگی کسی نے کہا مین اگر جیتی
چھٹی جناب عباس کی درگاہ جاؤنگی سقائے سکینہ کا علم چڑھاؤنگی چھٹی منبری کرکے نذر حسین سبیل
پلاؤنگی غرض کہ لشکر سے زیادہ خیمون مین تلاطم پڑا تھا صداے حزین نالۂ ہر غمگین سے ہنگامۂ محشر
بپا تھا اتفاقا ایک شاگرد ملکہ کے باپ کا رشید فن سحر مین دیدہ شنیدہ اوس مرد بزرگ کی ملاقات
کو بردی ہوا اودھر جاتا تھا یہ نالۂ بلند صداے ہر دردمند اوسکے کان مین جو پہونچی زمین کا متوجہ ہوا
دیکھا تو ایک لشکر عظیم بحال سقیم سحر کا مبتلا ہے شور و غل ہو رہا ہے جب قریب تر آیا طرفہ ماجرا نظر آیا
کہ انسان سے تا جانور سب آدھے پتھر ہین بجا سم شہپال مین خراب حال ہین لوگون سے پوچھا
یہ ستم رسیدہ لشکر کسکا ہے کہان سے آیا ہے وہ ملکہ مہرنگار کے ملازم تھے اپنا حال سب نے
بیان کیا جب اسپر یہ امر معلوم ہوا کہ استاد زادی کی خانہ بربادی ہے در خیمہ ملکہ پر آیا سر پیٹا چلا اٹھا

ملکہ نے آواز پہچانی کہا بھائی اس وقت پردہ کہاں کا یہاں آؤ بالمشافہ ہمارا عذاب اور حال خراب دیکھو
وہ اندر آیا ملکہ کو بھی اوسی عالم میں پایا اوسنے فرمایا عداوت ساحرہ سے ہمارا قافلہ تباہ ہے وہ عرض
کرنے لگا مجھے اوسکی ہمسری کی طاقت نہیں اور دفعۃً کل صبح سب کارخانہ درہم برہم ہو جائیگا بجز اسکے
والد بزرگوار کے تشریف لائے یہ بلا ٹلتی نہیں تو خدا حافظ و ناصر ہے یہ کہکر بحال خستہ و تباہ لب پر نالہ
و آہ اس تیز قدم سے چلا کہ ادہم صبا کی ڈپٹ ہر قدم پر نثار تھی ٹھوکروں میں جرجر بیقرار تھی
پہر بہر میں وارد باغ ہوا گل سا چاک گریبان غنچہ کی طرح خموش شبنم نمط اشک رواں پیر مرد نے
فرمایا خیر ہے اوسنے شمۂ گرفتاری جانعالم ملکہ کی بیقراری انجمن آرا کا الم لشکر کا حال تباہ کہکر عرض کی
جلد چلیے اگر شام تک نہ پہونچے وہاں صبح ہی دم سحر ملک الموت کا بازار گرم ہوگا ارمان سب دل میں
رہیگا کشتوں کو عالم بیروالی وارث کہیگا کوئی گور و کفن نپائیگا خاتمہ بالخیر ہو جائیگا پیر مرد نے آہ سرد
بہر کر فرمایا افسوس شہزادے کو سب کچھ سمجھایا تھا مگر عمل میں نہ لایا میں ہر روز ایک آفت سے تو مر مر کر
ہوا تھا جیتا پڑ گئی اور یہ کیسی بری افتاد پڑی ۔ اوسیدم شاہین تیز پرواز پر سوار ہوا مغرب کی نماز
لشکر میں داخل ہوکر پڑھی پہلے جانعالم کے خیمے میں آیا حال دیکھکر سخت گھبرایا پھر انجمن آرا کی جا کر
تسکین کی وہ رونے لگی وہاں سے ملکہ کے پاس آکے کہا تمہاری بدبختی نے ہماری وضع میں
فرق ڈالا برسوں کے بعد باغ سے نکالا ملکہ نے روکر عرض کی یہ وقت تدبیر ہے نہ ہنگام تقریر بعد
رہائی اس آفت سماوی کے جو چاہنا فرمانا القصہ مجبور و ناچار وہ عارف باوقار شہزادے کے خیمے کے
نزدیک دور تک حصار کھینچ کر بیٹھا وہ مرد بزرگ نیک صفات فن سحر کے سوا عامل اسم ذات کا تھا کچھ
پڑھنے لگا کبھی مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات کرتا کہ الٰہی یاور زیر دستان و سرفراز کنندۂ گردن کشان
اس بوڑھے کی شرم تیرے ہاتھ ہے قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہوں اخیر وقت کا تو حافظ و نگہبان ہے
مجھپر جو مشکل ہے تیرے روبرو آسان ہے سفید ڈاڑھی کو بدنامی کی دھبے سے نہ لگانا تیرہ بختی کا دھبا اس ریش
سفید پہ نہ لگانا شعر مشکل نہ توجہ تو آسان ۔ آسان ز تغافل تو مشکل جبکہ سجادہ نشین چرخ اول یا مہ
تمام دن کو اکب حجرۂ مغرب میں روپوش ہوا اور ساحر فلک چہارم شوکت دبا چشم طلسم مشرق سے نمودار با جوش
و خروش ہوا اور وہ عبادت گزار پیر جو تمام شب بیدار و ہراساں تھا وظائف صبح سے فرصت پاچکا یکایک وہ نابکار شیطان صفت ناپاک عورت
تندوہی پر سوار چشم خونخوار بعزم قتل جانعالم لشکر میں تنہا آئی پہلے ملکہ کے باپ پاس گئی آنکھیں لال لال جلیس کمال اور

بآواز کرخت پکاری ای مرد پیر سست تدبیر تیری اجل بھی دامنگیر ہو کر کشاں کشاں اس دشت جانفشان مین لائی مجھے شرم آتی ہے کہ تو پیر نود سالہ ہو چکا ہی بے مارے مرتا ہی تیرے قتل مین برائی چھٹ فائدہ کیا ہے جدھر سے آیا ہی سیدھا چلا جا مین بیک نگاہ کج نشان لشکر اس صفحۂ زمین سے مثل حروف غلط کا سحر سے مٹا دیتی ہون مرد پیر نے شگفتہ ہو کر فرمایا اے ننگ فرقۂ بنی آدم مردود عالم بجوش شہوت و لولۂ مباشرت نے آمادۂ قتل ہزارہا بندۂ اللہ بے جرم و گناہ کیا مین مرگ عزیزان دیکھون مرنے سے ڈرون بقول تیرے آج نہ موا کل مر جاؤنگا جیتی جی خلق کو کیا منھ دکھاؤنگا ہمچشمون سے ناحق آنکھ چھپانی پڑیگی تو بدبخت مجھ سے کیا لڑیگی یہ سنکر وہ فاحشہ جھلا اٹھی چڑھا سحر کی نیرنگیان دکھانے لگی اونکی بھی دعا کی تاثیر سپر بنے اوسکا سحر اوسپر ڈھال زنگ مٹانے لگی صبح سے پہر دن باقی رہا کوئی دقیقہ طرفین سے نہ باقی رہا طول اس مقام کا بیجا تھا اسی کلمے پر تمام کیا کہ جب وہ عاجز ہوئی تب سحر کی طاقت سے شیر کی صورت بنائی پیر مرد بھی اسد اللہ الغالب کو یاد کر کے مہیب ببر بنا اور اسطرح للکار کر گونجا کہ جنگل کے چارپائے نعرے کے خوف سے دریا مین گرے

تصویر ایک شیر ببر اور دوسری شیرنی کی باہم لڑنا اور شیر کا غالب آنا۔



اور پانی کے جانور خشکی مین چھپتے پھرے کچھ دیر اس ہیئت مین لڑائی زور آزمائی رہی آخر کار وہ روباہ خصال دس ہزار نیستان شجاعت کی تاب نہ لائی گیدڑ بھبکی دکھائی اور عقاب بنکر اوڑ چلی وہ شاہین اوج دلیری سوچا کہ بے گرفتاری طائر مطلب یعنی اس ڈھڈو کے لشکر جنجال سے نکلے گا اسطرح یہ چھنکی چھنکی پھرے گی آڑ مین شکار کھیلیگی رہا سے کچھ ہوا سے پھنسا اوڑ زور مین کم پایا تھا فوراً باز بنکر پرواز ہوا اس سناٹے سے چنگل آہنین مین اوسے دبوچا ایسا نوچا کہ اوسکی جان سنسنا گئی۔

بھاگتے وقت رجال الغیب سامنے تھا موت نے جھاڑ کی پیچھے پڑی بہت تڑپی پنجۂ قضا سے نہ چھٹ
سکی اوسی کشمکش اینچا کھینچی مین مرغ روح اوسکا مجروح قفس تن سے اوڑ کر آشیانۂ جہنم مین پہونچا
غلغلۂ حشر و شور رستخیز اوس صحرا مین نزدیک و دور مچا ہر طرف سے دار و گیر کی صدا آئی آسمان
چکر مین آیا زمین تھرائی دشت تیرہ و مکدر ہوا آندھی چلی سحر کا کارخانہ اوڑ گیا ابر ہوا قریب شام
وہ سیاہی موقوف ہوئی خورشید نے رخ انور دکھایا اپنا بیگانہ نظر آیا جانعالم گھبرا کر اوٹھ بیٹھا اہل
لشکر نے رہائی از سر نو زندگی پائی جانعالم خیمے سے نکل نادم و خجل پیر مرد کی خدمت مین حاضر ہوا سب نے
دیکھا او دہر جھاڑ مین ایک رنڈی اسی نوے برس کی ہے ضعف کا زور و شور بڑھاپے کے دن

تصویر جادوگرنی بڑھیا کی سانپ بچھو لپیٹے ہوئے اور اوسکا مارا جانا۔



قد کمان مرنے پر لیس آنکھین تودۂ طوفان جسم کا ہر ٹھیا در پے ژولیدگی گھنی ہوئی رگین صاف
نظر آتی تھین ہڈیان پسلیان بوسیدہ جلد کے باہر گنی جاتی تھین درج دہان بے دُرِ دندان
حقۂ خالی کیطرح وا اوڈارھ دانت کر نام سے منھ مین خاک نہین بھاڑ سا کھلا نیلے نیلے مسوڑے سڑے
تالو ہے کا توا جیب مچھلی جھالی پڑے بایان ہاتھ سا کھو کا ڈالا اور دہنا برگد کا ٹہنا قد کا ڈول
نرالا عوج بن عوق کی خالا ٹانگ ہر ایک تاڑ سے بڑی کھڑی ہو تو سقف بے ستون اٹھ واڑ ہو گنبد
چرخ چرخ کی پاڑ ہو پھیلائی پڑی تھی گویا چھپر کے محل کی کڑی تھی سینہ پرکینہ تنگ چھاتیون کے گر لگے
کیطرح سیدھی لٹکتے پیٹ کی لپیٹ کی انتہا نہین بے خاک گور کبھی بھرا نہین دل پہاڑ کی سل سے
سخت تر گردہ توپ کا ہمسر ہڈی سے گوشت گوشت سے کھال جدا پیر زال فرہاد کش بڑھیا چھری کا نہ
تنگ کر بلمشٹ کی سپر کا اوسکے روبرو منھ سفید ہو جائے شب فرقت کی سیاہی مین کالی بلا سی

نظر آئے کوہ کا وہ ڈھنگ کہ سب کہتے تھے پہاڑیوں کو کاٹ کھائے ہاتھے پر سیندور کا ٹیکا دو سے نظر پڑتا
اور سفید چونڈا چنور کیطرح لٹکتا سیاہی کا دھبا بجز تیرہ بختی کہیں نہ دیکھا ایسی جھڑکی مانگ میں بھی مانگ
جا بجا چنڈ و رہ پھرا بالون مین ناریل کا تیل چپڑے بیٹھے دید دن مین نہ دیدہ دن کیطرح کا جل پریل
چیل نیتے کی عوض سانپ بچھو لپٹے کھوپڑی اور ہڈیوں کی ہار گلے مین پڑے سحر کا سنگار کیے
پشت بہ بہشت روی بخس سوی جہنم جیت پڑی تھی شہزادہ پیر مرد کو ساتھ لیکے مع لشکر اپنے خیمے مین آیا۔
شہزادیون نے جان پائی جلیسون کے منہ پر رونق آئی خواصون نے شکر جناب باری کیا ماما
اصیلون نے پیر مرد کے قدم پر گر کر عرض کیا مصرعہ ای آمدنت باعث آبادی ما۔ اوس بزرگ نے
فرمایا ابھی اس معرکہ سے نجات نہیں ہوئی آفت عظیم کا سامنا باقی ہے جانعالم نے پوچھا قبلہ وہ کیا ہے
اوسنے فرمایا اسکا باپ شہنشاہ جادوان ہے کوئی دم مین فکر ورد آئیگا بکھیڑا مچائیگا ملکہ مہر نگار مضطرب
ہوئی پیر مرد نے فرمایا اللہ یار ہے وہ کیا بگاڑیگا مصرعہ دشمن اگر قوی ست نگہبان قوی تر ست
یہ گفتگو وہاں چپ و راست ہو رہی تھی کہ دو جانور نئی صورت کے پیدا ہوئے ہرن کے چہرے طاؤس کے دھڑ
یاقوت کے سینگ الماس کی آنکھیں زمرد کے پر اور دو ٹھیکریوں پر کچھ لکھکر اونکے سامنے رکھا
وہ پھر ایک چیخ مین اوٹھا اور گیا وہ رات بھی بیم و ہراس مین گذری جسوقت ساحر شب بیدار عامل
صبح کی آمد کی دبدبے سے بھاگا ہوا تند چلی برق چمکی رعد کی آواز ہوئی اہل لشکر ڈر گئے مثل مشہور ہے ما
گزیدہ از ریسمان چپیدہ میترسد پیر مرد کی گرد جمع ہوئے کہ ایک سمت سے غول کے غول غٹ کے غٹ
جادوگرون کے جھٹ پٹ بازیگری باشے بجھنگے پرندگے دھر ٹنگے سوار قطار قطار آئے میدان مین مرشد
کامل نے انکا پرا جمایا دوسری جانب سے جادوگرنیان طاؤس و زاغون پر سوار آتشبازی کے تختے
اوڑاتی ناریل و چھالتی اکتارے چھیڑتے بادلے کی جھنڈیان کھل ہوا سے اوڑتی ہوئین آپس مین
چھیڑ چھاڑ سحر آزمائیان ہاتھوں کی صفائیان ہوتی لڑائی کے عزم پر ہر ہر کرتی موجود ہوئین اسی
پری کے مقابل ٹھہرین انھین دیکھکے جانعالم کا جی گھبرایا فوج کے سردارون کو بلایا اور فرمایا
گو آج دفعۃً کا دل ہے مگر یہ جلسہ اور معرکہ دیکھنے کے قابل ہے زندگی ہے تو ایسا روز کبھی کا ہیکو
نظر سے گذرے گا ورنہ مرگ انبوہ جشنے دارد ہماری فوج بھی جگ دگ سے صف آرا ہو ہباب
نیاسب نکالو یہ خبر سنکے پہلے بلیدار نکلے پست و بلند زمین ہموار کرکے تھر چھنگر جھاڑی

جھنڈی کاٹ ڈالی جھاڑی ہوئی زمین صاف برابر نکالی پلٹنون کی خاطر مورچے درست کیے
توپون کے لیے دمدمے باندھے جابجا لگائی کہین سرنگ کا پوشیدہ رنگ جمایا باروت کو بچھایا میدان
جنگی بنایا بہشتی آبپاشی کر گئے توپخانے والے بالچون مین پانی بھر گئے فوج کی آمد ہوئی صف
کارزار آراستہ ہونے لگی راست و چپ پانچ پانچ سو ہاتھی مست پٹو سونڈون مین چرخے ایک ایک
پہلوان قوی ہیکل زرہ پوش گرز گران بر دوش اوپر سوار پیچھے نشین اور توپخانہ آیا قرینے سے
جمایا کیا توپ فلک شکوہ سرخ جھنکار اور نانگ مستی کی تیغے کی گرد دون گردان پر چوٹ کرنے والی
مرد کو ہوتے کوسون کی چوٹ کی اور وہ غباری جسکا گولہ قصر چرخ مین اوتارے پھر سوارون کی پرے
مین میمنہ میسرہ قلب و جناح ساقہ و کمینگاہ درست کر دیا آگے قراول پیچھے سوارون کے پیدل لِن
فوجون کے دل نقیب چار سو نے نکلے سی تکلّو تی سی کٹوتی ٹھٹھی سی قدم بقدم سے قدم ملا دیا نشان
بردارون نے علم سبز و سرخ زر افشان کو جلوہ دیا سر ہر علم ماہی پرچم کی چمک چشم دلاوران مین
بادۂ جرأت کا کام کر گئی نامردون کو ہول ہونے بھاگنے کی فکر پڑی پیٹ مین کھلبلی مچی
کتنون کی چلتے چلتے گانڑ چلی دریاے فوج ظفر موج موج زن تھا حشر کا میدان رن تھا غرش
کوس حربی صداے نقارخانۂ جنگی چرخ پر برج ثور تک زیر زمین گاو ثری کو پہونچی اور صدمۂ دمامۂ
تندہ مہیب آوازۂ دہل گوش فریب سے کرۂ ارض و سما دہل گیا اور کرناے چینی نے غریو سے
صور کی ہمدمی کا دم بھرا اذا زلزلت الارض زلزالہا کا وقت قریب آیا جان عالم بھی بعد
حشم اسپ پری پیکر پر جلوہ گر ہوا چتر زرنگار بالاے سر تاج شہریاری کج رکھکر شمشیر برق دم زیب کمر
فولادی سپر پشت پر بائین ہاتھ مین مرکب کی عنان دہنے مین نیزۂ اژدہا پیکر دو زبان فتح و
نصرت جلو مین اقبال یاور تک و دو مین ہمت و غیرت دست بستہ ہمراہ جرأت زیر قدم قدم بوس
زمین مین کمان کیانی چہرے پر رعب و جلال کشور ستانی سمند صبا دم کو گرم عنان کر کے پری کے
برابر باگ لے جا اوتش طرار خبردار باش للکارا بیج سا خنجر گزار بالاے چرخ الامان پکار اگر کتنون نے
کر کا شروع کیا نقیبون نے نہیب دی اولا اور دنج عرصۂ جنگ جگہ نام و ننگ کی ہے دنیا مین زندگی
چار دن ہے لڑکون بھڑ کا نوجوانون یہی سن ہے کسیکو بقا بجز ذات خدا نہین ہمیشہ دنیا مین کوئی
رہا نہین شعر رستم رہا زمین پہ نہ سام رہ گیا + مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا + اس صدا سے

جو چند اگی بہادر صاحب جرأت تھے اونکا دریای شجاعت سینے مین موجزن ہوا موچھین کھڑی ہوئین آنکھین
سرخ چہرے بشاش ہو گئے بسان شیر دلیر قبضہ ہای شمشیر دیکھنے لگے اور چست و چالاک ہو کر مستعد
کارزار ہوئے جانفشانی کو تیار ہوئے ہر دم باہم یہ اختلاط تھا دیکھین تیغ تلوار کسکی خوب کاٹتی ہے کس
کسکا لہو چاٹتی ہے پہلے نیزہ کسکا سینۂ عدو پر چلتا ہے نیزے کی طعن پر کون چھاتی تانتا ہے لوہا کون
مانتا ہے کسکے تیر سے نشانے سے خون کا فوارہ اوچھلتا ہے آب پیکان دشمن کے حلق مین کون
اوتارتا ہے سر پیکان کسکا طالب سوفار سرخرو ہوتا ہے کسکو للکار کر ڈانٹ کر مارتا ہے وہ اوکو کون
پکارتا ہے عرصۂ کارزار مین حق نمک شاہزادہ ادا کیجئے دشمنون کا لہو پیجئے جب گرمی ہو تو وہ کام کیجئے جس
سے رستم کی گور تھرائے سام و نریمان کا رنگ فق ہو جائے کوہ کو پر کاہ کیطرح اوڑا دے دیو اگر سامنے آ جائے
تو پچھاڑے رئیس قدردان سر میدان سرگرم نظارہ ہو دیکھے کون کام کا ہے کون ناکارہ ہے
کسکے ہاتھ کھیت رہتا ہے کون گون کھیت رہتا ہے من چلا پن کر لو زر سرخ و سفید سے سیرین
بھر لو آج ہی تو آن بان ہے یہ گرہ میدان ہے ڈھل گنڈون کا لاحول ولا یہ ڈول ہوا کہ ہوش
سے چہرے زرد لب پر آہ سرد منہ پر ہوائیان اوڑتی تھین ہر بار بھاگنے کو باگین مڑتی تھین کھڑے
ہوئے اپنے منہ پیٹتے تھے پیٹ پکڑے پھرتے تھے دست سر دست چلے آتے تھے ڈر کے مارے بے مارے
موے جاتے تھے کوئی کہتا تھا میان جی سے تو جہان ہے نوکری بلکی بھیک مانگ کھائینگے جائین
کہان پائینگے حرمت گئی تو گئی جان تو رہیگی لہو کی ندی بدن سے نہ بہیگی یہی نا کوئی نامرد کہیگا
آبرو جائیگی جی تو رہیگا یہان بگڑی اور کہین بنا لینگے تیر تلوار کی گولی بچا کر گالیان کھا لینگے
لڑنے کو سپاہیون نے کمرین باندھین ہین کوسنے کو ہم موجود ہین کوسون بھاگنے کو آندھی ہین جوبن
لگانے مین ہمارے ان باپ بھنگ پلاتے تھے معجون کھلاتے تھے کسیکی فصد کھلی دیکھکر ہمین غش
آتے تھے ہم تو دوست ہوا دشمن دونون کی خیر مانگنے والے ہین سب سے پہلے معرکے سے
بھاگنے والے ہین ہمیشہ گالی گلوچ کو خانہ جنگی دھول دھپے کو میدان داری سمجھے لڑائی بھڑائی
سے کبھی بھڑکے نہ جھلکے تمام عمر پردن مین سوئی نکڑنے دی گالیان کھا کھا کے زندگی کی بڑا غیرت
کا بھلا ہو جسنے آجتک جان سلامت رکھی اسپر بھی قسمت نے یہ دن دکھایا خدا نے ہمین بہرا کیون
نہ بنایا فوج مین اسطرح کی کھلبلی مچ رہی تھی اودھر انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار نے

ایک دن جانیکا تجویز کر خیمہ بپا کیا چلمن چھوڑا انھین سیر دیکھنے لگین اس عرصے مین لشکر غنیم کی آمد ہوئی یعنی شہپال جادوگر نولاکھ ساحر ہمراہ رکاب شکست انتساب لیکر تخت پر سوار چالیس اژدر خونخوار تخت اوٹھائی بڑی کر و فر سے آیا فوج بے قیاس و خدا ناشناس لایا اور سامنے جوانان تہمتن و گردان صف شکن کے اپنا پرا جمایا پھر علم کالی آگے نکالی اور پرچم سیاہ مصورت بخت اوس گمراہ کے کھلے دف و نی اور جھانجھ بجنے لگے ادھر کوس و کور گرجنے لگے وزیر اوسکا پیام پیر مرد کے پاس لایا دست ادب باندھ کر عرض کی ایلچی کو زوال نہین زیادہ گوئی کی مجال نہین شہپال نے فرمایا ہے تمھارا جینا ناگوار ہے کہ گرم و سرد زمانہ دیکھکر عمر طبعی کو پہونچے مگر ان نوجوانون پر ستم کیا ان کے خون کا حساب اپنی اعمال کی کتاب پر لکھوا بوجھ اپنے ذمے لیا پیر مرد نے جواب دیا اوس اجل رسیدہ و پیر نابالغ سے کہنا ظرفین ہے جسکا خون زمین پر گریگا اوسکا مظلمہ ہوا خندہ تیری بیٹی جو فاحشہ تھی اوسکی گردن پر ہوگا ہم سمجھے تھے وہی ننگ خاندان تھی لیکن اب معلوم ہوا ایسون کے ویسے ہی ہوتے ہین تجھے سفید ڈاڑھی کی شرم نہ آئی کر وہ مری تیرا کلنک کا ٹیکا تھا تو تو اوس سے زیادہ بے حیا ہے طلب بکلا یہ مقام رزم ہے جائے نیزہ و شمشیر یا بزم ہے جو محل تقریر ہو گفتگو بے فائدہ ہے لاطائل باتون سے کیا حاصل جو منظور ہے بسم اللہ اوسمین دیر کر دیکھین آج کسکے حصے مین تخت و تاج ہوتا ہے اور گور و کفن کو کون محتاج ہوتا ہے وزیر مجوب پھرا شہپال سے سب حال کہا پھر تو وہ کافر بد اختر ناہنجار مثل مار دم بریدہ بر خود پیچیدہ ہو شعلۂ غضب سے وہ ناری جلگیا چہرے کا رنگ گرگٹ کی طرح بدل گیا پہلے تو آپ حقہ آتشی پیر مرد پر مارا پھر لشکر کو سرداران کو للکارا دو پہر تک عجیب و غریب سحر سازی ہنگامہ پردازی جادوگر اور جادوگرنیون کی لڑائی رہی کہ دیکھی نہ سنی کسینے کسیکو جلایا کسینے بجھایا کسی سنگدل نے پتھر برسائے سب کچھ سحر کے نیرنگ دکھائی آخرکار جب جادوگری ختم ہوئی لڑائی کی نوبت گرز و شمشیر و نیزہ و تیر آئی پھر تو شہزادہ جانعالم کی بن آئی باگ اوٹھائی فوج جرار نمازیان نامدار خبردار ہوئے سیاہ مانند ابر چارسمت گھر آئی برق شمشیر چمکی پہلوانون کے نعرے سنے رعد کا کام کیا خوب لوہا برسایہ سب تازہ دم وہ دو پہر کے تھکے سیکڑون تابون مین کچل گئے گھوڑون کی جھپٹ مین کھندل گئے شمشیر صاعقہ خصال جانعالم کا یہ حال تھا جسکے سر پر پڑی خود و سر اوس خود سر کا تا حلق مین قطرۂ سیماب کیطرح اوتر سینہ

پر کینہ کا لہو چاٹا وہی سر جو بنا دخود مین تھا ایک جھجکی تو گود مین تھا پھر گھوڑے کی تنگ سے جست گذر زخم کشادہ کر خانۂ زین سے زمین مین قرار لیا سر بالین اوسکے قضا کو روتے دیکھا اوسے خواب مرگ مین پانون پھیلائے سوتے دیکھا جسپر لپک کر ایک وار کیا دو کیا دو کو چار کیا حواس خمسہ کسیکے درست نہ تھے ششدر ہو گئے ساتون طبق زمین کے تھرائے آسمانون کو چکر ہوا مردوں قبر دن سے چونک کے باہر نکل آئے جو اونکا اوسے مار لیا بھاگتے کا پیچھا کیا گھڑی بھر مین خون کا دریا بہگیا لاشون کا انبار رہ گیا کاسۂ سر حباب دریا کیطرح بہتے نظر آتے تھے موج خون مین دھر ادھر غوطے کھاتے تھے دشمنون کی کشتی زیست طوفانی تھی آب تیغ کی طغیانی تھی فوج عدو کا زندگی سے دل سیراب اور اوچاٹ تھا لہولہان ہر تلوار کا گھاٹ تھا کوسون تک لاشے پٹے تھے یہ پاٹ تھا آخر کار فوج کو شکست ہوئی شہپال مارا گیا سر اوس خودسر کا مثل خیار تر اوتار اگیا سپاہ باقیماندہ اوس تیرہ بخت کمونسار کی فرار ہوئی زندگی دشوار ہوئی پھر تو نمازیان فتح نصیب اور جادوگران مہیب لوٹ پر لوٹ پڑے سب کچھ لوٹا ساز و سامان اونکا ذرا نہ چھوٹا ادھر نشان کھلے شادیانے بجے وہ سب

تصویر معرکۂ لڑائی شہپال کا مارا جانا اور تصویرین جادوگرونکی ہیبت ناک۔



چادر پھیراتے ہاتم کرتے گریبان چاک سر و رو آغشتہ بخاک دم سرد بھرتے جسکا منہ جدھر اوٹھا بھاگ نکلے میدان کشتوں سے اٹ گیا جنگل لاشون سے پٹ گیا آج تک طعمۂ زاغ و زغن اوسی بن سے ہے صحرائی درندون کی خوب پیٹ بھری بلکہ جانورون کی دعوتون کو گوشت کے بچے قیمہ کیے او بخارچے بہت ہیضہ کرکر مرے وہ سرزمین قلعہ خزانہ جانعالم کے قبضے مین آیا بڑی جستجو تگاپوے وہ لوح اور نقش پایا پیر مرد رخصت ہوا اور جتنے مدارج پند و نصیحت تھی مکرر سمجھائے راہ کا خطر مصیبت سفر ہر منزل و مقام کا نفع و ضرر کہا مگر کہا میری جان اب ایسی حرکت و سامان نکرنا جو پھر کوئی روز سیاہ دشمنوں کی سامنے آئے دوستون کے دیکھانا جائے میں سے باغ چھڑائی لو اللہ حافظ و ناصر ہی رسول اوسکا تمہارا مددگار و یاور ہے

نزول موکب شوکت و جلال بعد فتح جادو شہپال ساحل دریاے شور پر جہاز کا آنا شہزادے کی طبیعت کا لہرانا پھر سوار ہونا اور جہاز کی تباہی باہم کی جدائی انجمن آرا کی بے سر و پائی جوگی کی ملاقات

آشنایان بحر تقریر و غواصان محیط تحریر شناوران شط الفت غریق لجہ محبت دُرِ گوہر آبدار سخن کو سلک گفتار مین منسلک کرکے زیب گوش سامعین فہیم ہوش اسطرح کیا ہے کہ بعد فتح جنگ جادو شہپال اور ہاتھ آنے خزانہ مالا مال کے دو مہینے تک عساکر نصرت اثر شب و روز اوس دشت مین جلوہ افروز رہا جب پیر مرد باغ کو تشریف فرما ہوا جانعالم نے کوچ کیا چند مدت کے بعد ایک روز خیمہ لب دریاے شور ہوا شہزادہ معشوقون سے باہم تماشاے بحر زخار و نظارۂ امواج پیچدار اور سیر دریاے ناپیدا کنار کی پانی کا زور ہواے دریاے شور کا شور کیفیت لطمہ و گرداب دیکھتا تھا منظم آب کیا کہ بحر تھا زخار + تند و مواج و تیرہ و تند دار + موج کا ہر کنارہ طوفان پر + مارے چشمک حباب آسمان پر + گذر موج جب نظر تب دیکھا ساحل اوسکا خشک لب دیکھا + ناگاہ ایک جہاز پر تکلف با نقش و نگار بسیار صبا وار نمودار ہوا شہزادہ سمجھا کوئی سوداگر کہیں جاتا ہے جب قریب آیا جہاز کو لنگر کیا اور ناخدا اور دولت پر شرف اندوز ہوکر عرض کرنے لگے ہم لوگ ملاح ہین یہان جو شاہ و شہریار رونق افزا ہوتا ہے ہم اوسے دریا کی سیر و شکار بحری جانور آبی دکھاتے ہین موافق قدر جو قسمت مین ہوتا ہے انعام پاتے ہین یہ سنکر خواہش سیر دریا شہزادے کے سفینۂ دل مین موج زن لطمہ پیرا ہوئی ملکہ سے کہا چلتی ہو اوسنے عرض کی ہنوز گرداب غم تلاطم اندوہ و الم سے ساحل فرحت و طرب کی ہمکناری میسر نہین ہوئی آپ کو اور لہر آئی

نیاؤ تمکو سلا سوجھا جان عالم نے کہا دریا کی سیر جی کو مسرور کرتی ہے خفقان دور کرتی ہے طبیعت بہلجاتی ہے کیفیت نظر آتی ہے تمنے سنا نہیں قول سعدی مصرعہ بدریا در منافع بیشمارست + دو چار گھڑی دل بہلا چلی آئینگے ملاح محروم نرہ جائینگے ملکۂ مہر نگار نے متردد ہوکر کہا یہ سب سچ ہے جو آپ نے فرمایا خفقان کیسا تمھارے دشمنوں کو نرا مالیخولیا ہے مین نے بارہا انجمن آرا سے کہا ہے سو یہ مرض لا دوا ہے پانی سے دونا ہوتا ہے اسکے سوا میرے دماغ مین بھی کیا خلل ہے میرا دوسرے مصرعہ پر عمل ہے سعدی اگر خواہی سلامت بر کنارست + شہزادہ نے فرمایا خیر ہم تو بڑی دیر مین تنہا جائینگے تم نہ چلو بیٹھی رہو آرام کرو جدائی کی تاب محبت کے مبتلا کو کہان ہے الفت کا یہی بڑا امتحان ہے ناچار اوسیدم ملکۂ مہر نگار اوٹھی اور انجمن آرا مع چند خواص ہمراہ ہوئی جہاز پر پہونچے بادبان کھینچے پالین چڑھین لنگر اوٹھا مہر نگار مضطرب وار یہ شعر پڑھنے لگی حافظ درین دریای بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افگندیم بسم اللہ مجریہا و مرسیہا + لوگ مصروف تماشا ملکہ غریق بحر تفکر غوطہ زن گرداب تحیر لطمۂ اندوہ و الم کی آشنا بار بار انجمن آرا سے کہتی تھی خدا خیر کرے دشمن نہ ایسی سیر کرے بے طور موج الم سر سے گذرتی ہے خود بخود پانی دیکھکر جان ڈرتی ہے اللہ حافظ و نگہبان ہے سراسر سامان بد نظر آتی ہین کلیجا خوف سے لرزان ہے القصہ چار گھڑی جہاز زیادہ مراد پائی سیر دکھائی پھر آفت آئی ناخدا چلایا ملاح ہراسان ہوئے شہزادہ نے پوچھا کیا ہے عرض کی طوفان عظیم الشان اوٹھا ہے ابھی یہ ذکر تھا ہوا عالمگیر ہوئی جہاز تباہی مین آیا بادبان ٹوٹ گئے مستول گرا ملاحون کے چھکے چھوٹ گئے سنبھالنے کا مقدور نہین رہا

تصویر دریا مع جہاز اور دونون ملکہ کی مع خواصون کے اور جہاز کا ٹوٹنا۔



آخرش تلاطم آب صدمۂ پیچ و تاب موج سے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئی کسیکو کسیکی خبر نہ ملی کون ڈوب گیا کون
جیتا رہا ایک سے دوسرا جدا ہو گیا جانِ عالم تختے کے سہارے دو تین تا یاردن میں کنارے لگا جب
تکان پانی کی موقوف ہوئی غش سے آنکھ کھلی دیکھا کنارے کیا ہوں بلکہ گور کے کنارے لگ رہا ہوں
بڑی جد و کد سے اوترا آہستہ آہستہ جیتا اوٹھا ایکطرف چلا ایک بستی میں پہونچا وہاں کے باشندے
اسکا چہرہ اور جمال و رنگ خراب حال دیکھکر بہت گھبرائے قریب آئے کوئی بولا یہ پریزاد ہے مثل سرو آزاد
ہے چمن حسن و خوبی کا شمشاد ہے کسی نے کہا ابھی تو دن ہی یہ دو قسم جن ہے غرضکہ جس جس نے
اسے جس کہا تھا پاس آکے خوف سا کھا اسطرح بولے استاد کون ہو کیا ہو سچ کہو حور ہو یا پری
ہو تم + جانِ عالم نے دم سرد دلِ اندوہگین سے بھر چشم تر کر ان لوگوں سے کہا لا اعلم جائے
دارم چنانکہ دشمن خواہد + جائی دارم کہ فرقت تن خواہد ناکامی خویش را اگر شرح دہم + دشمن بخدا
زندگی من خواہد + ای ناس میں گم کردہ کاروان جرس کی طرح نالاں ہوں دلگرفتہ نقش
پائے یاران رفتہ ہوں حمق میں گرفتار ہوں بچھڑوں کا طالب دیدار ہوں غریب دیار حباب وار
نصیب ہوا آب مفارقت یاران چند سے خستہ و خراب حیران ہوش و حواس یک لخت زائل ضعف
سد راہ ناطاقتی حایل یاروں کی صورت نظر آئی نہیں دیدۂ دیدار طلب میں بینائی نہیں نہ تاب
رفتار نہ طاقت گفتار مؤلف بیان نقش پا ہیں جہاں وہاں سر بھرتے سر گئے + ٹھکانا پوچھتے ہو
کیا بھلا ہم بے ٹھکانونکا + بیادِ دوستان پھیروں مجھے ہچکی لگ آتی ہے + کہیں ذکور جب ہوتا ہے
کچھ گذرے ہوئے فسانونکا + علم سے آہ کی ثابت ہوئی غم کی ظفر تیکہ + کہ باعث فتح کا ہوتا ہے کھلنا نشانونکا چھڑا کر
جبر سے پیر فلک نے دوست سب پیری کے + ٹیکا داغ کب دل سے مرے ان نوجوانونکا + شرر منہ سے
نکلتے ہیں شرر دل حزین ہر دم + جلا دیوان ہو گیونکر جمع ہم آتش بیانونکا + اس حکایت
جانسوز شکایت چرخِ بیمہر غم اندوز سے سب رونے لگے کہا یہ شاہزادہ عالی تبار ہجر الا دل از دست دادہ
محبوبوں سے دور افتادہ اس سبب سے دلِ افگار ہے منت و سماجت سے مکان پر لیگئے ہاتھ منہ
دھلوا کھانا پانی حاضر کیا جانِ عالم نے آب و طعام دیکھکر رو دیا کہا استاد ہو خاک بھوک کی اوس
آفت رسیدہ کو بھرجانا نہیں جو اپنا خون جگر روز ناشتا سمجھے + خدا جانے میرے بچھڑوں کا کیا حال ہوا
کسیکو دانہ پانی میسر آیا یا کچھ نہیں پایا میں بھی نہ کھاؤنگا بھوکا پیاسا مر جاؤنگا وہ بولے

حضرت سلامت کھانے پانی سے انکا ناداں ہے ابھی سے بشر کی زندگانی ہی جو جیتے ہو تو کبھی روز
بچھڑون سے ملجاوگے دگرنہ غربت کی مرجاؤ مین گور و کفن بھی نپاوگے ناچار سب کی سمجھانے سے
وہ ایک نوالے بجبر حلق سے اوتارا پانی جو پیا ہاتھ پاؤن سنسنائے پیہم غش آئے جب طبیعت ٹھہری
سب حال پر ملال جہاز کی تباہی انیسان ہمراز کی جدائی اپنا ڈوبنا اور چہلتے وہان تک آنا
اور دن کا پتا نپانا بیان کر کے بقول مرزا حسین بیگ صاحب یہ کہا بیت ہمرہان رفتند و ماندیم
وزدان در کمین + خانۂ ملاح در چین بست و کشتی در فرنگ + سب تاسف کرنے لگے ایک شخص نے کہا
یہان سے دو منزل ایک پہاڑ ہے کوہ مطلب بر آ نام ہے اوس پر جوگی کا مقام ہے مرد باکمال شیرین مقال
ہزارون کوس سے حاجتمند اونکے پاس جاتے ہین سب کی مطلب بر آتی ہین بسکہ اوس پر عنایت باری
ہے چشمۂ فیض اوس سے جاری ہے مشہور ہے کہ آجتک کوئی شخص محروم ناکام اوس مقام سے نہین
پھرا یہ مژدہ سنکر چہرے پر بشاشت چھا گئی گئی ہوئی جان اسی آن بدن مین آگئی گھبرا کر یہ شعر
پڑھا حافظ آنانکہ خاک را بنظر کیمیا کنند + آیا بود کہ گوشۂ چشمے با کنند + اوسیدم چلنے کی عزم کیا وہ لوگ
مانع ہوئے کہا ابھی جانے کی طاقت آپ مین آئی نہین پاؤن مین راہ چلنے کی تاب و توانائی
نہین دو چار روز یہان آرام کرو خوب آجاؤ تو مختار ہو غرضکہ جانعالم نے اون لوگون کے
سمجھانے سے وہان مقام کیا عجب پریشانی مین صبح کو شام کیا گرد وہ سب حلقہ زن یہ بہ اندوہ
معشوقان گرفتار رنج و محن کبھی تو محزون چپ رہتا گاہ مثل مجنون خود بخود بکنے لگتا اور جب حواس
خمسہ درست ہوتے یہ خمسہ پڑھتا استاد ہر سو خبر الفت کی کیا آپ سے ہو نچائی + آگے بھی مرے لب پر
فریاد کبھی آئی + کیون مجھ سے بگڑتا ہے او کافر ترسائی + تا داشت دلم طاقت بودم بشکیبائی + چون
کار بجان آمد زین بیش چہ رسوائی + گاہے مرے لب پہ ہے فریاد گہے افغان + بیمار ہون غم دوری سے مین
سخت ہون اب نالان + یہ جائے ترحم ہے کر رحم ذرا جانان + در زاویۂ الفت دور از تو چو مہجوران
تنہا منم و جائے آہ از غم تنہائی + ہے دن کو تو یہ عالم ظالم ترے مجنون پر + ہین گرد گھڑے لڑکے جھولی
مین بھرے پتھر + سونے کی کسے فرصت اے یار ا سے باور کر + شبہا منم و اشکے وز خون ہمہ بالین تر
عشق این ہنرم فرمود از عیب نفرمائی + عضا شکنی گاہے گہ درد جگر دیکھو + رومال بھگوتا ہون
لاکھون ہی کبھی رو رو + گردن زدنی ہون مین شکوہ کرون تیرا گو + صد رنج ہمی بینم

ای رحمت جان از تو + از دیدہ و توان دیدن چیزیکہ تو بنمائی + تھا تاب و تحمل مین یکتا جگر خسرو + آگ
تو نہ بہتے تھی سلک گہر خسرو + تم اتنی نوازش ہو جو بگڑ خبر خسرو + بس دور کہ ہمی ریزد از چشم تر خسرو + کن
دست بدون رفتہ سر رشتہ دانائی + آخرش وہ رات کی رات بہزار عقوبات تڑپ تڑپ کر سحر کی نماز
صبح کے بعد پہاڑ کی راہ لی چار دن مین ناچار وہ راہ طی کی پہاڑ پر پہونچا سنگ سفید کا پہاڑ بہت
آبدار مانند ہمت جوان صاف باطن سربلند اور مثال طبع سخنوران فرح افزا و دلپسند دریاہی فراخ
کشادہ روشن جوش نباتات و ریاحین و لالہ سے اور خروش مرغان خوش الحان سے رشک صید گلشن
چشمہای سرد و شیرین جابجا فرہاد کی روح کا ٹھیکہ ہر قسم کا میوہ دار درخت قدرت حق سے اوگا پھولا
پھلا پتھر ہر ایک معدن لعل پرند چرند صاحب حسن و جمال یہ سیر دیکھتا چلا ایک طرف درخت گنجان
گھنے بیچ مزار بیدار دلون کے نیچے اور مندھی کا گنبد گنبد گردان بیستون کا جواب بنا تر سول گز اُسکا ارد
کی جھنڈی پھر پھر ادنی کلمہ شہادت بخط جلی لکھا جب وہ سکے نزدیک آیا دور دور تک مکان صاف
صحن شفاف پائینتی کے روبرو درخت کے تلے چبوترے کے اوپر ایک جوگی سو سوا سو برس کا سن و سال مگر
ہانٹا کمال ڈاڑھی ناف سے بڑی گرہ لگی جٹا ہر ایک راکھ سے بھری قد منوس ہوری پانون پر
پڑی پلکین دیدۂ حق بین کا اسرار چھپانی کو چشم حاسد کے گزند بچانیکو موجود ہے بلکین جسم مین
موج دریا کی طرح جھریان پڑین کمر مین غم گردنی ہوئی سی مہین بان کی عجب آن بان کی گدڑی
کا لنگوٹ ستر عورتین کی اوٹ گلے مین مجبوری کی کفنی حقہ جوگانی منہ سے لگا افیونی کی شکل بنائے
شیر کی کھال بچھائے بھبوت رمائے دیدہ و ادیدہ بظاہر آنکھین بند مگر دیدۂ دل کھلا خوش پسند
دل بولتا سوتا نہ جاگتا آسن مارے دنیا سے کنارے بیٹھا پیٹ پیٹھ سے لگا تیر سا قد بہت مثل کمان
خمیدہ گویا چلہ کھینچ چکا ہے زمانہ آسا رگین عیان کھال سے ہڈیون کی جو شمع فانوس نمط نمایان
تسبیح سلیمانی اور آن کی نشانی ہاتھہ مین ہر ہر بھجو ہر بچو تکیہ کلام بات مین قشقہ ٹیکا ماتھے پر ہندون
کا سا اور سجدے کا گھٹا بدر کامل کیصورت چمکتا زر و مٹی بدن مین ذکر حق دل و دہن مین کبھی
مصلے پر سجہ و سجدہ گاہ کبھی کیپڑی کی جانماز کبھی کیسجا تو کبھی گھلی دونون سے راہ رکھی عجب رنگ
کا انسان خلاصہ یہ کہ ہندو نہ مسلمان بقول مرزا سودا اسکی ملت مین گنون آپکو تبلا ای
شیخ + تو کبھی گہ مجھے گبر مسلمان مجکو + ایک طرف تکیے مین دو چار کیاریان بیلے چنبیلی کی بہار گلکاریان

کہیں مرشدون کی ڈہیر گرد کی چھتری بزرگون کی مزار، ون پہ مولسری کی درخت سایہ دار قطار
قطار درختون کی ٹہنیون میں نجر پڑ لٹکتے باہم بحث کرتے اٹکتے فاختہ کی کوکو قمری کی حق سرہ کو گلا
کردم ستائے کا عالم کہیں مرگ چھالا بچھا شیر کی دیا دھونی لگی اگر سلگا کسی جا ببر کی کھال کا
بستر آہوی صحرائی اوسپر مٹھ اوداسا تہائی منتا اودھر ایک سمت بھوانی کا مُنہ تلسی کا پیڑ ہرا بھرا گرد
چشمہ پانی کا بھرا جای دلچسپ مکان رعب دار گل خودرو کی جدا بہار ایک طرف بھنڈارا جاری
کڑھاؤ چڑھا موہن بھوگ ملتا کہیں پلاؤ قلیے کی تیاری چھانڈا بٹ رہا تھا کچھ ٹھٹ بالکے کچھ مرید
حال قال کے کوئی چلّے میں بیٹھا کوئی دنیا سے ہاتھ اوٹھائے کھڑا کسی کے خرقہ دلق سر دھن میں
کوئی چوگان میں کہیں کتھا ہوتی کوئی وعظ کہہ رہا ایک طرف کھنجری بجتی طنبورا چھڑتا بھجن ہوتے
ایک سمت حلقہ مراقبے کا بندھا نوحہ پڑھ رہے لوگ رو دئی تعجب وہ گرد مرشد غریب یہ مرید چیلے روز ایک
دو کو مونڈتا تیسری جو تھے دن عرس میلے حاصل کلام یہ کہ وہ عجب جا بہ تھا کہ دیکھا نہ سنا یہ اجتماع نقیضین
آرام وچین سے شہزادی کے پانون کی آہٹ جو پائی مرد آگاہ دل روشن ضمیر نے پلک ہاتھ سے
اوٹھائی آنکھ ملائی دیر تک لال چہرہ پر رعب وجلال جان عالم کو بغور دیکھا ادب سے جھک کر
مودب سلام کیا اوس خوش تقریر شیرین مقال نے کہا بھلا ہو بچا بڑی مصیبت فلک نے دکھائی
جو یہ صورت یہانتک آئی آؤ بیٹھو گرو بھلا کرے مرشد کی دعا سے حق حاجت روا کرے ہم تمہارے

تصویر پہاڑ اور مٹھ اور بھنڈارہ وجوگی مع ترسول وغیرہ اور جان عالم کی۔



امانت دار میں سواری کھڑی ہے چلنے کو تیار ہیں جان عالم تو حیران ہو رہا تھا اور زیادہ حیران ہوا کہ یہ
کیا ماجرا ہے پاس جا بیٹھا جوگی اوس تماشے میں جا کر نہایا گیرو دیا دور پھینک سفید اوڑھ عطر لگا جان عالم
کے نزدیک آ بیٹھا یہ کلمہ زبان پر لایا بابا ایک دن ذوق شوق کے عالم میں ہمارے مرشد گرو نے تیرے حال
سے خبر دی تھی کہ ایک شہزادہ کا جہاز تباہ ہو جائیگا وہ بہ صد خرابی بہ ہزار طلب یہاں آئیگا اوسکا کام تجھ سے
تیرا کام اوسکے ہاتھ سے پورا ہو جائیگا اب بات کے سنتے شہزادے کو نہایت حسرت ہوئی کہا جوگی
جی تمھارے نام سے میری زندگی ہو رہی اگر دو چار دن میں کہیں یہاں سے ہمراہ کہ ہو جاتا آخر بیکسی کر
ہلاک ہو جاتا خوبصورتی کا بھی عجب مزا ہے جہان ہے کیا شیدا ہے عالم کو خوب ہے طرح اسکا محبوب
ہر چند فقیر غریب امیر جکو نزدیک بخاو خوشنود ہے جوگی بیتابی سے لگے کہ یہ اضطراب بیجا ہے ویرانہ
دولت آباد دنیا کا یہ نقشا ہے گاہ خوشی کبھی غم یہ دونوں اوسکا نام ہیں کبھی وصل کی شام کو
دل کیسا شاد ہوتا ہے کبھی ہجر کی صبح کو کیسا پاش پاش ہوتا ہے ایک عجب لذت ہے کہنا ہیچ
ایک روز پہلو تہی گریہ فزا ہوتی ہے کبھی شب وصل یک بیک ایک جا ہوتے ہیں گاہ فصل کے دن
پھیر بیٹھے ہیں روتے ہیں آدمی جب رنج سے گھبرائے اور غم مفارقت دوست جاں ہو ہوں پر
لانے دل کو تسکین دے کہ بجا مصرعہ جہان نازنین [illegible] خواہ انرج در بس ہر گریہ آخر خندہ
ایست مصحفی زندگی ہے تو جہان کبھی گذر جائینگے دن عش گل جیتوں کو پھر لگے بس
ہو گی جو دل میں ہوس ہے تو آرام پائے وہی تو گو کہ قلق اوٹھاتا ہے تو تھے اون دونوں بھائی
جو توام پیدا ہوئے تھے اونکا قصہ تم نے نہیں سنا کہ پہلے اونھوں نے کیا صعوبت اوٹھائی پھر ایک نے
سلطنت پائی دوسرے کے ہاتھ شہزادی آئی جان عالم نے کہا ارشاد ہو کیونکر یہ

قصہ تھا اور ان توام کا شکار کو جانا پھر شب کو اندھیرے میں دونوں جانوروں کا
پھنس جانا اون کا گیا ایک نے سلطنت پائی دوسرے پہ خرابی آئی پھر
شہزادی پاکر بھائی سے ملا

جوگی نے کہا ایک شہر میں دو بھائی تھے توام پرورش یافتہ ناز و نعم روزگار پیشہ نیک اندیشہ ہوا ہوئے
رشتہ برادری سررشتہ دوستی باہم مستحکم تھا مگر دونوں کی طبیعت متوجہ سیر و شکار بہت مصروف
سیاحی دیار و دیار تھی ایک روز شکار کھیلنے جنگل میں جاتے تھے ہرن سامنے آیا

چھوٹے بھائی نے تیر لگایا کاری نہ لگا ہرن کنوتیان اوٹھا بھاگا دونون نے تعاقب کیا تمام دن
روان دوان اُفتان و خیزان چلے گئے قریب شام بڑے بھائی نے جو تیر مارا ہرن ڈگمگا کر گرا
یہ گھوڑون سے اوترے ذبح کیا دن بھر کی دوڑ سے گھوڑے مثل خود بھی مضمحل ہو گئے تھے تمام
روز کے بے دانہ و آب بھوک پیاس سے بیتاب تھے لکڑیان چنکر پانی بہم پہونچا کباب لگائے بخوبی
تمام دونون نے کھائے گر او سرور جو کیفیت اور لذت خشک کباب مین پائی مرغ کی زیر بریانی تر رانی
کبھی ایسی نہ کھائی تھی پانی پیتے ہی سُستی معلوم ہوئی رات بھی ہو گئی تھی لیکن شب ماہ پورنماسی کی
چاند اللہ اللہ جنگل کی فضا سبزہ نورستہ جا بجا اونھون نے کہا آجکی شب اس صحرا مین سحر تک چاندنی
کی بہار صنعت پروردگار دیکھ لیجئے پھر دل مین سوچے کہ تنہائی کی چاندنی گور کے اندھیرے سے
بدتر ہے سچ ہے جب باہر وبر مین فقط نور نظر مین نہو اندھیرا اوجالا آنکھ مین برابر ہے شیخ ناسخ
دھوپ بہتر ہے شب فرقت کی بدتر چاندنی + صاعقے کے طور سے پڑتی ہے مجھپر چاندنی + خیر
دونون ایک درخت سایہ دار چشمے کے قریب دیکھ شطرنجی چاندنی کو ہمراہ نہ تھی زمین پوشش
چاندنی کے عوض بچھا چاندنی کی سیر کرنے لگے باگ ڈور سے گھوڑے اٹکا دیے چھوٹا بھائی بڑا
شنشین ذہین شعور نکتہ سنج دوربین تھا بڑے بھائی نے کہا آج ہم تمھاری عقل کا امتحان کرتے ہین
بتاؤ تو اسوقت ہمارے شہر کا تمسے کتنا فاصلہ ہے اور سمت کونسی ہے تیرے کباب کی لذت پانی کا
مزا آج بہت ملا اسکا سبب کیا تھا اونے جواب دیا یہ باتین سہل ہین شہر ہمارا یہان سے سو کوس
ہے اور دلیل یہ کہ بارہا تجربہ کیا ہے میرا گھوڑا تمام دن مین سو کوس اسی چال سے پہونچتا ہے
اور سمت ستارون سے ثابت کہ شمال ہے رہا کھانے پانی کا لطف خلاف وقت سے تھا الا اتنا
مقدمہ سنئے یقین کامل ہے کہ صبح کو عنایت خالق اور مدد طالع سے وہ سامان مہیا ہو جو
کدورت سابق دور ہو آیندہ آسایش سے طبیعت مسرور ہو بڑے بھائی نے اسکی وجہ پوچھی اُسنے
کہا آج سو کوس کی مسافت بصد آفت طے کی بھوکے پیاسے رہے لیکن دل بشاش ہے
دوستنکے چپ ہو رہا یہ قصہ رفت و گذشت پھر مشورہ ہوا کہ یہ جنگل سنسان ہو کا مکان ہے یہان
درندہ و گزندہ سانپ بچھو شیر بھیڑیے کے ہوا پرندہ و چرندہ نظر نہین آتا جو ہم تم دونون سو رہے
خدا نخواستہ کیا ہو تین پہر رات باقی ہے ڈیڑھ پہر ہم جاگین پھر تم ہوشیار رہو یہ صلاح پسند خاطر

طرفین ہوئی پہلے بڑے بھائی نے آرام کیا چھوٹے نے جاگنے کا سرانجام کیا تیر کمان ہاتھ مین اوٹھا
ٹہلنے لگا جب زلف لیلای شب کمر تک آئی اوسی درخت پر دو جانور آشیمین اپنی اپنی توصیف و تعریف
زبان بزبانی مین کرنے لگے اور یہ شخص بہت جانورون کی بولی سمجھتا تھا آواز پر کان لگائے
ایک بولا میرے گوشت مین یہ تاثیر ہے جو کھائے ایک لعل تو پہلے دوپہر کے بعد اوگلے پھر ہر صبح منہ
سے نکلے دوسرا بولا جو شخص میرا گوشت کھائے اوسی روز بادشاہ ہو جائے یہ باتین سمجھ دل مین
نہایت خوش ہوا تیر و کمان تو موجود تھا الا اللہ کہکے تیر بے تامل چلے سے جوڑ کر کھینچا۔

تصویر دونون بھائیون کی مع گھوڑون کے اور ہرن کا کباب پکانا اور درخت کے
جانورون پر تیر لگانا



لب سوفار کمان کے پاس آئی بوعدۂ فشانہ سرگوشی کرکے روانہ ہوا قضا نے ہر چند اونکے سر پر خبردار
پکارا کمان کڑکڑا کر چلائی کہ دو وار اوات کا تیر سرسری او گرلیں گے مرگ جو درپے ہو گئی جان نہ بچی
پیکان سے تا سوفار دوسار ہوا زمین پہ چھید کر دونون ایک تیر مین گر پڑے اوس نے تکبیر کہکر ذبح
کیا طائر روح اونکا اوڑ گیا دونون کی لکڑیان جمع کر آگ سلگا کباب لگائے جسکے گوشت مین سلطنت کا
ذائقہ سمجھا تھا اوسے کھایا دوسرا بھائی کے واسطے اوٹھا رکھا اور ایسا خوش ہوا کہ تمام
شب آپ پاسبانی کی بڑے بھائی کو تکلیف نہ دی مگر معاملات قضا و قدر سے مجبور بشر ہے انسان کے

قبضۂ قدرت مین نفع ہے نہ ضرر ہے مصرعہ تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ شعر اگرچہ نیست بہم
میرسد ورنہ بتانی بستم میرسد جس وقت زاغ شب نے بیضہ ہاے انجم آشیانۂ مغرب مین چھپائی
اور میناوان سحر خیز دام بردوش آئے اور سیمرغ زرین جناح طلابال غیرت لعل قفس مشرق
سے جلوہ افروز ہوا یعنے شب گذری روز ہوا بڑا بھائی اور چھوٹے نے وہ کباب پس ماندہ
شب یعنی رات کے بچے ہوئے روبرو رکھے وہ نوش کر گیا اور حال کچھ نہ کہا دو گھڑی دن
چڑھے جب لعل اوگلا تب سمجھا جنے بہت تدبیر کی مگر سلطنت بڑے بھائی اُنکی قسمت مین تھی پھر
وہ لعل بہ طریق نذر روبرو لایا اور رات کا فسانہ مفصل سب کہہ سنایا کہا اللہ کی عنایت سے جلد
آپ کو سلطنت حصول ہوئی نذر غلام کی قبول ہو اوسکو اُسکی سعادتمندی سے خرسندی حاصل
ہوئی پھر کہا سامنے آبادی معلوم ہوتی ہے ہم جا کر اس لعل کو کسی دلال کے ہاتھ بیچ آئین
تم گھوڑون کے پاس رہو اگر اپنے شہر چلیگے تو اثر کرینگے حاکم کا خوف مانع کار ہے وہان ایسا
کہان ایسا ہے یہ کہکر ادھر چلا جس دم شہر کے دروازے پر پہونچا خلقت کا انبوہ نظر پڑا اوس
ملک کا یہ معمول تھا جب وہان کا بادشاہ دار السلطنت عدم کا تخت نشین ہوتا وضیع و شریف
شہر کے سوم کی رسم کے بعد وزیر اعظم کے ہمراہ صبحدم تخت لیے دروازے پر آتے جو اوس روز پہلے
مسافر باہر سے آتا اوسے بادشاہ بناتے قضارا وہان کا بادشاہ قضا کر گیا تھا لوگ تخت لیے منتظر تھے
یہ داخل ہوا اسے تخت پر بٹھا زمین دین نوبت و نشان جلوس کا سب سامان موجود تھا دھوم
دھڑکے سے دیوان خاص مین داخل کیا منادی ہوئی بقول مشہور اُسکی رائی دہائی نزدیک و دور
ہو گئی اسکو سیر سلطنت اور احکام مملکت کے باعث اوسدن بھائی کا خیال نہ آیا دوسرے روز جب
تخت پر رونق افروز ہوا بھائی یاد آیا فوراً جاسوس ہرکارے درخت کا پتا بتا دوڑائے کہا اس
صورت کا جوان اور دو گھوڑے وہان ہین جلد حضور مین حاضر کرو وہ سب دوپہر تک تمام جنگل کی
خاک چھان حیران پریشان پھر آئے عرض کی تمام دشت مین پھر کر پایا تو نہ گھوڑے نہ آدمی
ملا نہ گھوڑے وہ کچھ رنجیدہ ہو سلطنت کے شغل مین مشغول ہوا بھائی بیچارے کو بھولے سے بھی
کبھی یاد نہ کیا مگر وہ لعل جسے بیچنے کو لایا تھا جسکے بہانے مین تخت و تاج میسر آیا تھا فال
مبارک اور بے نشان بھائی کی نشانی سمجھ ہر روز دربار مین لاتا لانے والون کو دکھاتا وہ سب

بہ خاطر شاد تعریف کرتے ہیں خوشی حاصل ہوتی

مذکور اوس گرفتار پنجۂ اجل کا جانور کا اوٹھا لیجانا کنوئین مین گرانا قافلے کا آنا بہ جلت لعل شہزادی تک پہونچنا اور بہ حیلہ ہمی شہزادے کی ملاقات

جیتا وان طائر معانی ذیہوش و دام داران بلبل خوش بیانی خانہ بدوش ہے وان وہی منتظر زیر درخت کا یکتا ہے کہ ہمہ تن چشم محو انتظار ہے اور فراموش کار تھا ناگہان ایک جانور عجیب بہ شکل عجیب آیا اور پنجے مین داب کر اوڑا گھوڑون نے ڈر سے باگیں ورتڑا کر جنگل کا رستہ لیا کو وہ بہ بچے اللہ کی قدرت دیکھیے بڑا بھائی سلطنت کا مالک ہو چھوٹا بچارا مو ذی کے جنگل مین پہنچا واللہ اعلم بالصواب وہ جانور وہان سے کتنی دور اوڑا آخر کہ تھک کر ایک درخت کنوئین کی جگت پر بیٹھا جو بیٹھا چھٹکر کنوئین مین گر جا جی فغان بن چرخ دولابی کہ ہر روز بچا ہی انگند اہی و لی فرزند

تصویر جانور عجیب جو چھوٹے بھائی کو اوڑا لے گیا اور وہ چھٹکر چاہ مین گرا



الا زین حیات ضبرو تھی ہرگز نہ چپے کی ہو تھی نہ چوٹ چپیٹ گرنے کی لگی مہر حسن کنوان وجود تھا روشن ہوا + جوان اسمین وہ سانپ کا من ہوا + وہ جانور تو اوڑ گیا یہ بیچ کنوئین مین پڑا رہا اتفاقا اوسیر وز ایک قافلہ گم گشتہ راہ وہان آپہونچا آدمی پانی بھرنے کنوئین پر آئے رسی کے سہارے سے باہر آئی جیسے اوسکا جمال دکھایا بشری تدا علام کا شور برپا کیا دنیا کی عجب معاملے ہین شعر روزی نگر کہ طوطی جانم سوی لبش + بر بوی پستہ آمد و بر شکر اوفتاد + جب لوگ حال پوچھنے لگے

اسنے جیسا موقع دیکھا ویسا بیان کیا۔ غرض کہ میر قافلہ کی خدمت مین رہنے لگا چند روز مین قافلہ منزل
مقصد پر پہونچا اور مہینا بھی تمام ہوا جوان نے دوسرا لعل وگلاب میر قافلہ نے لعل جو دیکھا تاب
مآل بھول گیا خود سوچا کہ ایسی گران بہا شے کا سہل ہے لینا مشکل ہے نہ باد دخیا دادنی تدبیر طرح کی
جوان کو قید کر کوتوال پاس بھیجا کہا یہ میرا غلام ہی آج اسنے لعل چرایا کچھ ایسا وسوسۂ شیطانی دل مین
آیا ہے نذر آپکی خدمت مین بھیجا ہے اسے سزا ہو تا لوگ ڈرین عبرت سے ایسی حرکت نکرین کوتوال
نے قاضی سے مسئلہ پوچھا اوسنے ہاتھ کاٹنے کا فتوی دیا مگر اوس شہر کا یہ دستور تھا جب کسی شخص پر
گناہ ثابت ہوتا تو مدعی اور مدعی علیہ بادشاہ کی بیٹی کے روبرو حاضر ہوتے اظہار حال کے بعد مرافعۂ ثانی مین
جو اوسکی رای معدلت پیرای مین آتا وہ ہوتا اسواسطے کہ بادشاہ مسن تھا بیٹی کے سوا اور کوئی تخت
سلطنت کا وارث نتھا اللہ ری اوسکے جمال کا جلوہ اور حسن کا غیرت پری کو ہزار جان سے اوسکی
پروا حور اوسکی شیدا خلق اللہ اوس مہ سیما پر نثار آفت روزگار تھی حسن عالم فریب کے علاوہ طبع
حلیم رای سلیم نکتہ فہم دقیقہ رس اپنے عصر کی حکیم حقیقۃً قابل ریاست وہ صاحب فراست تھی غنچۂ
خاطر اوس گل اندام یاسمین پیکر کا زنادیدہ صبا دہن صدف مراد تمنای قطرۂ نیسان مین بند
کوچہ عصمت وعفت مین اوس در ناسفتہ درج شہریاری کے وہم وفکر تاجداران دہر کا گذر نہ
ہوا تھا ہنوز مہر تک ناکتخدائی جسوقت وہ دونون روبرو ہوے پہلے شہزادی نے میر قافلہ سے پوچھا
جو کچھ کوتوال سے کہا تھا وہی بے کم وکاست پھر عرض کیا شہزادی بولی سعدی بالست
انچہ مدعی گوید پھر جوان کیطرف مخاطب ہوئی بسکہ یہ زیست سے تنگ آتا وہ مرگ تھا بی تامل بولا
شہزادی آپ روشن ضمیر ہین ہم مصیبت زدون کیطرح سلسلۂ ہجری مین اسیر ہین یہ شخص سچا
ہے وہ تو جھوٹا ہی زیادہ شک ہوا دل سے کہا آج تک کسی چور نے حاکم کے روبرو بجز انکار دست بردی
و مخفی اقرار دزدی کیا نہین یہ بیگناہ ہے تقریر اس شاہد کی شاہد ہے خدا گواہ ہے کچھ اسمین بھید ہے
قافلہ باشی سے فرمایا کل محکمے مین حاضر ہونا جوان کو ڈیوڑھی پر قید کیا یہ تو حسین بلکہ مہر طلعت
ماہ جبین تھا طالع کا ستارہ جو چمکا شہزادی کا میلان خاطر جوانکی جانب ہوا شب کو تنہا بلا دی
وتاسف استفسار حال فرمایا اسوقت جوان ناکردہ گناہ نے آہ سرد بھر سرگذشت وحال از آغاز تا انجام
عرض کیا شہزادی کا دل یہ ماجرا سنکے برتبۂ اتم مسرور ہوا چوری کا شک اوس دزد دل کی

جانب سحر دور ہوا صبح کو بادشاہ کے حضور لا خود دست ادب باندھکر عرض کی قبلۂ عالم و عالمیان کی عمر
دراز ہو قیصر و فغفور کی اس در پر جبین بہ نیاز ہو شہر کا قاضی اور کوتوال بہ دریافت حقیقت حال حکم
سزا بندہائے خدا کو کرتا ہے روز جزا کی جوابدہی سے کوئی ڈرتا ہے غضب کی جا ہے عجیب ماجرا ہے
واجب التعزیر صاحب تقصیر کو نعل بے گناہ کا ہاتھ کٹنے بادشاہ نے پھر دونوں کی زبان سے
حال سنا بسبب کبر سن کہ عقل کو زوال ہوتا ہے یہ وہ دن ہیں کہ نسیان کمال ہوتا ہے ذہن شاہ
تامل کیا شہزادی نے التماس کیا حضور یہ امتحان بہت آسان ہے ایک مہینے اور اس جوان کو قید رکھیے
اگر دوسرا لعل اُگلا تو سچا ہے پھر ایسے دُر یتیم صدف راستی کو کیوں بے آب و تاب کیجیے آبرو دیجیے و گرنہ
باہ آیندہ یہ بد کردار دار کا سزاوار ہے ہاتھ کاٹنے سے کیا ہاتھ آئیگا بادشاہ کو یہ درست جواب باصواب
بیٹی کا بہت پسند آیا حاضرین نے تحسین و آفرین کی بادشاہ نے جوان کو اپنی آنکھوں کے سامنے نظر بند
کیا میر قافلہ کو شہزادی نے محبس بھیجا قصہ کوتاہ وہ مہینا بھی تمام ہوا اور اتنے دنوں میں شعلۂ محبت
سینے میں بھڑکنے لگا دم شہزادی کا پھڑکنے لگا حال طشت از بام افتادہ ہوا جوان نے عرض کی
کل لعل اُگلونگا پھر صبح کو سر دربار روبروی حضار لعل بے بہا درج دہان سے نکالا سب کو حیرت
شہزادی کو فرحت و مسرت حاصل ہوئی اور سید مال و اسباب قافلہ باشی کا جوان کو دلا او
تشہیر کرکے شہر سے بدر کیا جوان کہ صورت دلپذیر فصاحت تقریر پسند خاطر صغیر و کبیر تھ
شہزادی نے متفق اللفظ بادشاہ سے عرض کی کہ یہ شخص حضور کی عنایت ک
ملازمت رکھتا ہے کفش برداری کا شائق ہے بادشاہ بھی اس کی راستبازی سے خوش
سعدی راستی موجب رضای خداست * کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست * چند
بارگاہ سلطانی مورد عنایات جہانبانی ہوا ہر مہینے لعل اُگل حضور میں لا
سرخروئی حاصل کر آبرو پانے لگا آخر کار بمشورۂ ملازمان قدیم و تجربہ
گوہر سلک تاجداری کو برشتۂ عقد اس لعل بے بہا سے منعقد کیا
باہم لطف کے ساتھ بے اندیشہ و غم ایام گذاری بڑی دھوم اور تیاری
بادشاہ کے حضور میں حاضر رہتا تھا ایکدن ایلچی اسکے بھائی کا کسی تقریب
ایلچی نے عرض کی ہمارے بادشاہ کے پاس ایک لعل ہے

چرخ زیاد و جور و نیرنگ سپہر و ماہ و گردش شام و پگاہ سال و ماہ میں اوسکے سنگ کا کیا یا سنگ کے برابر
نہیں دیکھا یہ نگینہ کہ بادشاہ ولی عہد جو لعل جو گنجینۂ سینہ بے کینہ جو ان سے نکلے تھے وہیں بارہ
ایلچی کو دکھائے وہ بھی جواہر شناس تھا نہایت حیران ہو سر بگریبان رہا پھر عرض کی قبلۂ عالم
عجب کی بات ہے کہ رنگ روپ نقشہ انکا اوسکا ایک سا ہے اتنا فرق مقرر ہے کہ وہاں ایک ہے
یہاں ایک نہیں ایک سے بہتر ہے تب بادشاہ نے جوان کی طرف اشارہ کیا کہ یہ میرا فرزند ہے تحفے ایک
لعل تحفہ کا ہے ایلچی نے جو غور سے دیکھا اپنے بادشاہ سے مشابہ کیا بعینہ پایا آخر رخصت ہو کے جب
اپنے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا تو معمول تھا جب تخت پر اگر جلوہ گر ہوا وہ لعل پیش
نظر ہوا ایلچی کو وہ ماجرا یاد آیا عرض کی قبلۂ عالم اس لعل کو جدا کرتے نہیں جب سے قدم مبارک
تخت پر دھرتے نہیں ان دنوں فدوی جس بادشاہ کے پاس گیا تھا یہ ماجرا دیکھی
جواہر اور لعل کی کان کو وہ بھاتی نہیں لیکن وہ لعل کا بچا زندہ اپنے پاس رکھتا ہے
بادشاہ نے اسکا حال مفصل پوچھا اوسنے سب بیان کیا کہ وہ بادشاہ شہزادہ کو بیٹا سمجھ
رکھتا ہے اور کیا کہ اگر ارشاد کروں تیس حضور کی صورت شبیہ بعینہ ملتی ہے آپ دیکھا تو یقین
بادشاہ نے بھی یقین ہوا کہ اب پتا ملا جگر پارہ وہ میرا جانی ہے شوق مفارقت اوس کا کان گو کے
دیدہ میں بادشاہ کو لگا اب جو جیتے ہیں اور اوس فرزند ارجمند کو ادھر روانہ کرو جیسے دیکھیں
[illegible] شوق میں ماند و ہمہ شہر روانہ ہوا ایک روز ہزار اور تحفہ و تحائف جانی کو تسلیم کیا گرچہ
[illegible] رقعہ خدمت شاہی بھیجا اور پایہ گزاری تھا ایلچی بھی خبر محبت آمیز دل
[illegible] آیا ماتم دیکھ کر دہرو و گریہ و زاری ادھر ادھر ہوا اور سب عجب
[illegible] کر دیے ایلچی سے فرمایا کہ اوس روشن لال شہزادہ بادشاہ کو دیدۂ خوشنصیب
[illegible] سیاد دم بھر قدم جلد جائیں اوس شہر میں بادشاہ کو نامہ دیا
[illegible] محبت دیکھا دیا گھر دیا یہ لکھو جوش کیا کہ امید نہیں صحبت کا ذکر
[illegible] اور شوق دو چند ہو کر تیار ہوا جہاز پر چڑھ کر روانہ ہوا راہ میں ایلچی سے شہر کا
[illegible] وقت سے و نزدیک سر گرم رفتار تھا ساحت بحر کی منزل کا مقام ناگاہ ایک
بچہ بہشت بو طوفان کہ ہر دم وہ ہر ساعت دگرگون ہو گیا کیونکہ

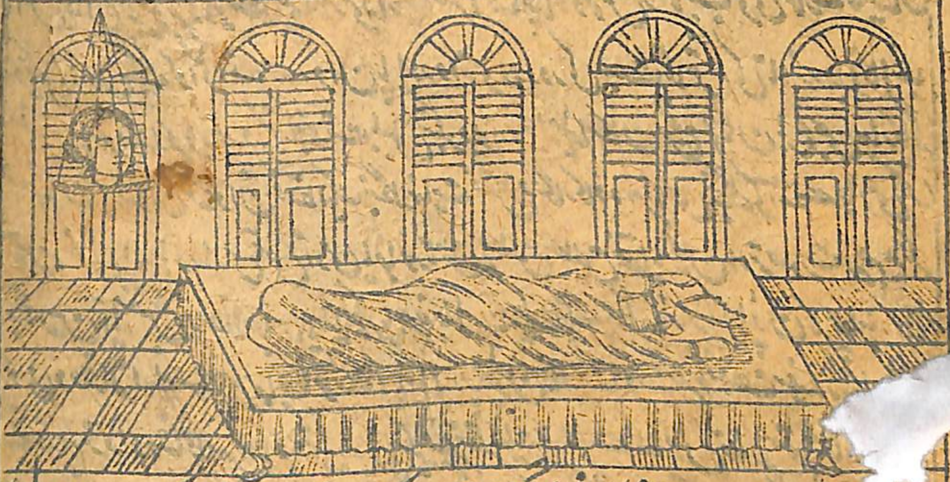
جب دس بارہ کوس وہ شہر رہا نہایت آباد ہو گیا جو جنگل تھا کبھی تہ آب و گرداب رہا جنگل تھا کبھی بنگلا
پر قصہ جا بگمد از دور دور دربار پہونچا اُن کے بھائی نے سنا فوراً آخر اُدسو اور تیز بہ قلاوہ دوڑا آگے جس وقت
اُو چھلنے کا پتا پا و جلد حضور میں لے آو آخر کار بہ خبر جس وقت ہو نکا تو شہزادی ہاتھ آئی اُنکی خبر پائی
اودے بادشاہ پاس حاضر کیا جوان کو دو بہ صد حال کھڑا پایا بادشاہ بحال تباہ گرداب فراق میں پھنسا
شہزادی جس وقت تین ماتم لخت لخت اندوہ و غم میں اُدھی جوان کا حال تباہ ہوا تختے کے سہارے بہتا بہتا
پیاس و صدمہ بھوک کی موجیں سہتا سہتا کئی دن میں کنارے پہ پہونچا فی الجملہ جب تاب و طاقت آئی
پوچھتا پوچھتا اس شہر میں داخل ہوا بادشاہ کو خبر ہوئی رو برو بلایا سبب ملول ایام مہاجرت و قلاوزی کا
زبانِ شعور بصد بیچارگی بادشاہ و اُتنی مدت میں بالآخر جیسے تو دو دو کا ذکر + یاد ہی جب گھبرا میں شرح کی
صورت نہ رہی + ہیئت تبدیل خوار و ذلیل تھا اس خلاف کو دیکھ بیابان صحرا نوردی بھوک پیاس مصیبت
وہاں حکمرانی عیش و آرام و تخت سلطنت ناچار شہزادی کو طلب کیا وہ بھی داخل ہوا وہ شخص بولا پہر
بھر کا عرصہ باقی ہے آج لعل اُوگلنے کا دن ہے پھر تم سب پہچانو گے بادشاہ کو یقین ہوا کہا اگر یہ جھوٹا ہوتا تو
ایک پہر کا وعدہ نہ کرتا شہزادی بولی تیری طبیعت کی جودت مشہور ہے ایک معما بوجھتی ہوں اگر یہ جواب پاتو
بیشک شک رفع ہو بھلا وہ کیا شے ہے جسے گبر و مسلمان یہود و نصاریٰ سب اُنس وقت شکار کھاتا ہے مگر جب کا
سر کاٹ ڈالو تو زہر ہو جائے کوئی نہ کھائے اور جو کھائے تو فوراً مر جائے جوان نے ہنس کر کہا شہزادی قسم
ہے پیر کیا معما پوچھا ہے وہ پھڑک گئی وحشت مٹی دل کی بھڑک گئی بیا کا [illegible] جلیس و حبیب و اسے کی [illegible]
اور [illegible] شمع بزم فرقت کے گرد پھری بادشاہ متعجب ہوا کہ ہم تو کچھ نہ سمجھے شہزادی کیا سمجھی [illegible]
جوان نے عرض کی قبلہ وہ چیز قسم ہے تمام عالم کھاتا ہے سر اوسکا کاٹ دیں اوسے کا تو سم [illegible]
سم زہر کو کہتے ہیں کون کھاتا ہے کھانیوالا مر جاتا ہے بادشاہ یہ سنکر بغلگیر ہوا اودھر لعل اوگلا
پھر ملے بطرح جامع المتفرقین سب مہجوروں کی دوری کا بکھیڑا اٹھائے جو جسکا [illegible]
جسے مشتاق ہو وہ اوس سے ملجائے جوگی نے قصہ تمام کر کے جانِ عالم سے کہا [illegible]
نشود + مرد باید کہ ہراسان نشود + جوئندہ یابندہ ہے یہاں سے منزل
معلوم ہی الا کہنا منع ہے برائے دنیا مقام چپ رہنے کا ہے اتنا اس جگہ
بادہ اجل سے لبریز ہے سمند جان کو نفس سرد [illegible] زمین کو [illegible]

جانعالم نے کہا یہ رنج و قلق کس سے دیکھا جائیگا یہ پتھر کا کلیجا کہان ہاتھہ آئیگا کہ ایسے دوست غمخوار کو
اپنے جیتے جی زیر خاک کیجیے اوسکے ماتم مین گریبان صبر چاک کیجیے یہ کہکر رونے لگا گریبان تا دامن
بارش اشک سے بھگونے لگا جوگی اُسکی محبت کا بروگی ہوا کہا افسوس دم واپسین کا عرصہ بہت کم ہے دم نہین
مار سکتے ہیں وگرنہ تیری ہمراہ شریک درد و غم ہوتا بہائی آخری فقیر کا ایک لٹکا سیکھ لے سائین چاہے تو
کہین اُنکا نہ ہیگا قبر مین لیجا کر کیا کرونگا پھر چند کلمے وہ بتائے کہ جس صورت کا دہیان لائے فوراً
ہو جائے یہ مقدمہ بتا ہر ہر گرو کا نام لیا پھر کلمہ جو پڑ دنیا سے چل بسا دم نکل گیا جوگی مسافر عدم
بیکنٹھ باشی رم گیا جانعالم کا رو رو کے دم گیا بیتابانہ نعرہ الفراق مارے مرید چیلے جمع ہو کر گرد ہوئے ہائے
کہکر بہت پکارے بولتا نکل گیا جوگی نے سدا اندہی منزل مقصد کی راہ لی شہزادے نے بموجب وصیت
غسل دیا کفنایا قبر مین اوتارنے کے وقت کچھہ نہ پایا بر کفن پہاڑ دیا آدہا چیلون نے جلایا نصف
مریدون نے مندھی مین گاڑ دیا ہندوؤن نے راکھہ پر چھتری بنائی مسلمانون نے قبر بنا کے سبز چادر
اوڑھائی وہ تنت منتر سمرنی مصلے خرقہ و جبہ اوسکے منظور نظر کو دے جانشین کیا مرید چیلون کا
ہاتھہ اوسکے ہاتھہ مین دیا اوسے ایک ولولہ آیا از سر نو اون سب کو یہ تلقین کیا کہ سنو بچا گو جوگی ظاہر
مین آنکھون سے نہان ہے مگر مرشد کا جلوہ سائین کا ظہور ہر برگ و بار بوٹے پتے گل و خار بلکہ در مسجد
و دیوار کنشت سے دیدۂ دور بین مین عیان ہے عارف کا یہ کلام ہے سعدی برگ درختان سبز
ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار + دیدۂ بینا گوش شنوا اس رمز کو درکار ہے ہر ذرہ
کا جھگڑا ہے نمونۂ قدرت نشان وحدت دنیا کا نقش و نگار ہے بلبل کے پردے مین ترانہ
ہے قمری کی کو کو پپیہا کی جان کہوتی ہے اونکی ذکر مین سرگرم ہے جسکی زبان و منقار ہے کسو
محرم رکھا بہکایا کسیکو بیت الصنم مین بلا کر جلوہ دکھایا کعبے کا دہوکا دیر کا بہانا ہے دوڑ کر
پتا کو رہبر کر کے ڈہونڈہا اوسے گہر بیٹھے پایا ہے امیر خسرو جن ڈہونڈہا تن
بوری ڈوب ڈری رہی کنارے بیٹھہ + دنیا کا معاملہ مذہب و ملت کا جھگڑا ہے
ہے حق بیشک داتا ہر آن موجود ہے رنج مین دل کو خوش الم مین طبیعت
زنکار ہے شرکت کرنے والا مشرک حماقت شعار ہے مرسلون کو رستگار
ذات گرو کی صفات ہر جلسے مین یاد رکھو بود و نابود کا غم نہو

اور حباب کا دل کہ حباب سے نازک تر ہے خدا اُسکا گھر ہی آشفتہ و برہم ہوا القصہ بس باقی ہوس پہ کہ کیا قصہ
مختصر کیا بے خبرون کو باخبر کیا جب اُس صحبت سے جانِ عالم کو فرصت ملی چلنے کا عزم کیا اُس جانشین مہنت
نے روکا اور دو چار دن خاطر سے مقام کیا پھر جسطرف جوگی نے بتایا تھا چل نکلا پہاڑ سے جسدم آگے بڑھا
دریا ملا ہر چند ڈھونڈھا ناؤ بیڑے کا تحمل بیڑا نہ لگا مگر ایک لعل درخشان بروی آب رواں سامنے
آیا قریب دیکھے دوسرا نظر پڑا اسیطرح تھوڑے تھوڑے فاصلے سے بہت لعل بہتے دیکھے تازہ فکر ہوئی کہ
اس حال کو کیونکر دریافت کیجیے کنارے کنارے سیر دیکھتا چلا دو کوس راہ جب طے کی عمارت عالیشان
دیکھی اوس چشمے کو اُسکے اندر سے رواں پایا دروازے اور در کی بہت تلاش کی تا اندر جاؤں کہ باب
مفتوح ہو نہ ہوا ہی دیوار در تھا ہر وقت بلبل بنکر دیوار پر جا بیٹھا مکان رفیع الشان باغ بھی بہار کا مگر
سنسان انسان نہ حیوان فقط ایک بنگلہ نہایت نقش و نگار کا وہ نہر اوسی بنگلے کے اندر سے جاری تھی
چمن خالی اور باد بہاری تھی آدمی یا جانور ناطق و مطلق مطلق نہ تھا باغمین اوتر صورت قدیم بدلکر
بنگلے مین آیا منقش و مطلا سجا سجایا پایا لیکن طرفہ حال یہ دیکھا ایک پلنگ زمرد کے پایون کا بچھا ہے اوسپر
کوئی دوشالہ تانے سوتا ہے برابر یاقوت کی تپائی پر پھولون کا دستہ آدھا سُرخ نصف سفید رکھا [illegible]
نے قدم بڑھا دوشالا سرکایا وہ تن بے سر پیکر بےسر نظر آیا حسرت سے کہا کس ظالم ستم شعار
جفا کار نے اس سرو قد خوبی سراسر دلبری و محبوبی کا سر کاٹا ہے بحیرت ہر طرف دیکھتا تھا پٹ پر
آنکھ پڑی چھینکا بندھا سر بھی دھرا دیکھا سر کے نیچے نہر جاری ہے جو خون کا قطرہ اوس حلق بریدہ سے
پانی مین گرتا ہے اللہ کی قدرت کاملہ سے وہ لعل ہو کر تیرتا ہے اسنے کہا سبحان اللہ مقرر یہ سحر کا کارخانہ ہے
قریب جا کر غور سے جو دیکھا انجمن آرا کا چہرہ تھا پہچانتے ہی سر و تن کا ہوش نہ رہا چاہا کہ ٹکر سے سر ٹکرا کر
ہمسر ہو کسیکو نہ خبر ہو لیکہ تجربہ کار ہو چکا تھا سوچا نا ہر وقت ممکن ہے پہلے حال مفصل معلوم کرو کہیں حوصلا
کا سا دھوکا نہو ہر چند غواص عقل رسا محیط فکر مین غوطہ زن و آشنا ہوا مگر [illegible] صدف مراد
ہاتھ نہ لگا معاملے سے ناآشنا رہا شام نزدیک ہوئی تند ہوا چلی شور [illegible] دیو آیا جو کہ
آمد [illegible] گلدستہ گلبن محبت کے روبرو بھنورا بنکر بیٹھ رہا [illegible] ہلال یون تمامل
گردش چنبا ہر بہت بو سونگھنے لگا پھر اوسی گلدستے سے سفید پھول توڑا اوس پانی مین پکڑ کو سونگھایا سر دیو
بدن سے ملا انجمن آرا اُٹھ بیٹھی دیو نے میوہ تر و خشک روبرو رکھا وہ پریشان ہر سو متحیر نگران

شہزادی نے کہا خیر ہے اوس نے کہا آج غیر انسان کی بو آتی ہے خوف سے جان جاتی ہے وہ کہنے لگی ہمیں آج تک جانور کی پرچھائیں نہ نظر آئی تو نے آدمی کی بو پائی طرفہ خبط ہے یہ جملہ بے ربط ہے غرض کہ صبح تک مذکور ہر شہر و دیار عجائبات روزگار کا بیان رہا دم سحر ادھی دستے سے سرخ پھول اوس خون آشام نے توڑ کر اوس لالہ فام کو سنگھایا عطر تو چھینکے سے سربلند ہوا اوس نے پلنگ پر آرام فرمایا دیو

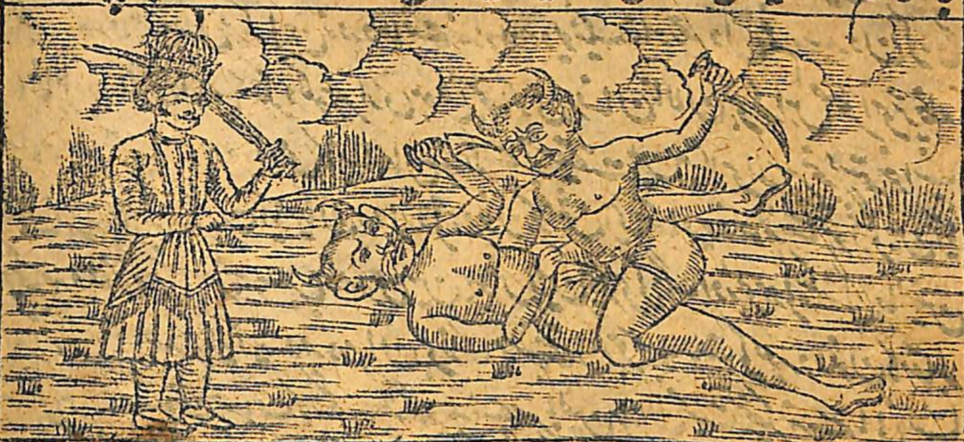
تصویر ایک مکان نفیس میں پلنگ پر انجمن آرا دوشالا اوڑھے پڑی ہی اور سر چھینکے پر



وہ تو … او… ھار ہی ہوا جان عالم نے چار گھڑی بعد صبر کیا پھر اپنی صورت اصلی بنکر وہی سفید پھول توڑ کر سنگھایا انجمن آرا بدستور اوٹھی شہزادہ چیخ مار کر لپٹ گیا دونوں مہجور اس زور شور سے روئے کہ تمام باغ ہل گیا زمین و آسمان ہل گیا جان عالم اپنے مصائب وہاں تک آنے کا حال فرقت کا درد و ملال کہنے نہ پایا تھا کہ انجمن آرا نے کہا لا اعلم مجھ پر جو اوقات جو اکثر گذری + وہ حالت نزع سے بھی بدتر گذری + تو تو کہے سرگذشت اپنی ظالم + میں کس سے کہوں جو کچھ کہ مجھ پر گذری + مگر پھر دونوں … آہ و بکا سے رونے لگے دنیا کے معاملے میں ہمیشہ سے کسی کی عقل نہیں لڑتی … حالت ہو … یک ساعت بیک دم + دگرگون میشود احوال عالم + مؤلف اک وضع پر نہیں … معلوم ہو گیا ہمیں لیل و نہار سے + ہر عقدۂ لا ینحل ناگزیر کے واسطے ناخن تدبیر خلق میں خلق کیا ہے اور جہاں میں جہاں تدبیر کا دخل نہ ہوا اوسے تقدیر کے حوالے کر دیا ہو اکثر جس بات میں عقل عاجز آتی ہے وہی طرفۃ العین میں ہو جاتی ہے ناگہاں ایک سفید دیو

زبردست زور کے فقرے سے حریف خار ست بڑا طاقت وار رستم کا یادگار اودھر سیر گذرا نالہ حزین صدای
غمگین کان مین آئی بسکہ یہ زور و طاقت خداداد وہ دیو نیک نہاد و رحم دل غم رسیدون کا رنج
کا شامل تھا گریہ و زاری سنکر دلکو بیقراری ہوئی سمجھا کوئی انسان نالان ہے مگر اس صحرای پُر خار
وادی ہمہ تن آزار مین آدمی کا ہونا محال ہے اگر ہے تو حقیقت مین مبتلای الم اسیر پنجہ ستم خراب
حال ہے یہ سوچ کر باغ مین آیا یہان رو رو کر دونون کو غش آگیا تھا دیو ڈھونڈھتا ہوا نزدیک آیا
دیکھا مہر و ماہ گردش سپہر سے بیخود مدہوش ہین چہرے کی رنگت اڑی ہوئی سکتے کی حالت مین
ہم آغوش ہین روبرو آئینہ دار درمیان ہے فلک بسر حیران ہے سمجھا مدت کے بعد دونون کا مقابلہ
ہوا ہے اس سے کسوف خسوف کا رنگ ڈھنگ پیدا ہے سر بالین بہاران محبت بیٹھکر نہر سے پانی لیا
دونون کے منھ پر چھڑکا آنکھین کھولین ہوش و حواس درست ہوئے دیکھا کہ ایک دیو سر پر موجود ہے
دیو سفید نے اوٹھکر سلام کیا تسلی کا کلام کیا کہا تشویش نہ فرمایئے بندہ دوستدار جان نثار ہے پہلے
جانعالم اوٹھا کر بغلگیر ہوا وہ حال پوچھنے لگا بسکہ شہزادہ جانعالم لسان خوش بیان تھا اپنی رام کہانی
چرب زبانی سے کہہ سنائی دیو ماجرای سرگذشت سنکر بیقرار ہوگیا ہوا عرض کی اب بد بختی تمام [illegible]
اب وہ قرمساق آئی تو عمل بد کی سزا پائی جانعالم بشدت لگاوٹ باز تھا اوس سے بھائی چارہ کیا [illegible]
اخوت پڑھا وہ بیچارہ بندۂ بے دام حلقہ بگوش غلام ہوا وہان سے اوٹھکر باغ کی سیر کرنے لگے کہ وہ
جفاکار بھی آپہونچا یہان اور رنگ دیکھا کہ شہزادی آدمی زاد کے ہمراہ پھرتی ہے سفید دیو کا ہاتھ
مین ہاتھ ہے مصاحبت کرتا ساتھ ہے جلکر جان عالم پر جھپٹا دیو سفید نے بجلدی تمام اوس نطفۂ حرام
کا ہاتھ پکڑا وہ کافر دیو رحم دل سے لپٹا باہم کشتی ہونے لگی یہ کشمکش ہوئی کہ زمین جابجا شق
ہوئی الغرض بعد مددگار روز قوت پروردگار سفید دیو نے زمین سے لنگر اوکھاڑا سر سے اونچا کیا زمین
پر پٹک چھاتی پر چڑھ بیٹھا جان عالم قریب آیا زور و طاقت کی تعریف کر[illegible] کہا کیا اجاب باری
تیرے مددگار بیکسان کی یاری کی جو ایسے مرد دیو ایک دم مین [illegible]ل ہوئی
اگر گوارِ طبع نہ ہو مین بھی ایک روز کرون وہ بولا بسم اللہ [illegible] ایک ہاتھ شانے
پر دھر دوسرے سے گردن اوس سرکش کی مضبوط پکڑ دھڑ سے کھینچکر زمین پر دے
پھینکدی دیو سفید یہ طاقت دیکھکر سفید ہوگیا شہزادے کا چہرہ سرخ ہوا وہ زرد ہو

جانِ عالم اور دیو کی لڑائی اور دیو سفید کی مدد سے دیو کو پچھاڑنا



بعد دین اہل لساطین کو پہونچا اس عرصے مین سفید دیو کے ملازم حاضر ہوئے دعوت کی تیاری
ضیافت کی اضافت لگی ایک ہفتہ اکل و شرب کا ناچ رہا آٹھوین روز اوس ماہ رو ہفت تیغنے
انجمن آرا فریبِ جدائی ملکۂ مہر نگار سرداران لشکر کا لب دریا انتظار بیان کر کے کہا بجد امفارقت ملکہ مین
[illegible] حرام ہو تمھارے بارِ حیات سے دب کر کبھی ہنسی لب پہ آگئی وگرنہ دور شراب و کباب خون دل
[illegible] تھا ہر گلاس پر اوسے الماس تھا فقط تمھارا پاس تھا اوسنے عرض کی ہمیر کو آدمی جائین بتا
لگا آئین انجمن آرا نے کہا اس تجسس مین زیادہ مزا ہو اپنا کام آپ خوب ہوتا ہے ناچار رخصت ہو کر چلے
اور آنجانے کے باہم وعدہ ہائے مستحکم ہو گئے مگر ہر دم ملکہ کا خیال ہر گام دلپر فرقت کا ملال تھا کہ خدا جانے
ڈوبگئی یا ہماری طرح کسی آفت مین پہنسی کبھی دو کوس کبھی چار کوس بہزار دقت چلتے دو دن ان
مین پاؤن سوج گیے چھالے پڑے قدم اوٹھانے کے لالے پڑے وہ سفر سخت یہ نازک مسافر وہ کالے
کوس پاؤن کیطرح کانپنا انجمن آرا جھلا کر بولی میر کب تماشا یہ شور نوحہ تیرا عشق جب تھا + دل تھا
راہ گئے تو ہاتھ [illegible] آپ کی بدولت یہ ذلت و رسوائی پیادہ پائی صحرا نوردی عزیزدن کی
جدائی نظر آ [illegible] سوز چمن اگر تجھ سے میری خانمان کو خدا جانے جیلا ہے اب کہان
کرو تماشا ہر اور [illegible] گل جو جوگی سے سیکھا تھا انجمن آرا کو بتایا دونون نے توتے
کی صورت بنائی وہ توکلت علی اللہ کہکر نظر بخدا ایک سمت سرگرم پرواز ہوئی پہر دو پہر اوڑنا پہر
کہین درخت پر بیٹھ کر دم لیا دیرا ادھر دو پہر مین تو سیر ہو کر سابق صاحب زبان تم اب ہشیش قہر

ہوئے روز نیا پانی نیا دانہ نت نیا آشیانہ کبھی بستی کبھی ویرانہ کسیکو اگر ہنستے دیکھ لیا تو رو دیا یاد کر کے اپنا
زمانہ اور اکثر یہ شعر پڑھا دنیا لا اعلم شب عشرت غنیمت داد و خوشدلی بستان + کہ در عالم
کسے احوال فردا را نمیداند +

مذکور ملکہ مہر نگار تختے پر بہتے جانا بادشاہ کا جہاز پر سیر کرتے ہوئے آنا رحم کھا جہاز پر منگانا شہر میں داخل ہو کر مکان دینا پھر توڑ کا اوڑ گرہ پوچھنا اور نامہ لکھ...

اے جنون تو دل شوریدہ کی امداد کو آ + تا کھوں حال میں اک ... دنیا میں ہیں
عشق کو بیماروں کو + نت نیا رنج فلک دیتا ہے بیچاروں کو + بار فرقت کبھی معشوق جو دھر جاتے
ہیں + جیتے جی دب کے یہ اوس بوجھ سے مرجاتے ہیں + زیست بے لطف گذر جاتی ہے بیچاروں کی +
کیا کہانی میں کہوں کسے دل افگار و فگی + نگارندہ حال غریق شطۂ فرقت و کشتی شکستہ بحر محبت
بادبان گسستہ صرصر دوری و لنگر بریدہ کار و مجبوری طوفان رسیدہ کنار کامیابی ندیدہ یعنی ملکہ
مہر نگار خامۂ جگر افگار یوں رقم کرتا ہے کہ جب جہاز تباہ ہوا تھا یہ بھی ایک تختے کے ٹکڑے پر دل ٹکڑے ٹکڑے سے
ڈوبتی ترتی چلی جاتی تھی اودھر سے کوئی بادشاہ عالیجاہ جہاز پر سوار سیر دیکھتا آتا تھا دور سے تختہ
بہتا دیکھا جب قریب تر آیا آدمی اوپر نظر آیا خوف خدا سے جلد پسیجا دوڑا جہاز پر منگوایا ملکہ کو تلاطم
آب نے بے تاب کیا تھا اور جان عالم و انجمن آرا کے صدمۂ جدائی سے جی ڈوب گیا تھا یعنی غش تھا
لیکن صورت رعنا چہرۂ زیبا میں فرق نہ ہوا تھا بادشاہ بیک نگاہ والہ و شیدا ہو گیا جلد جلد عطر سنگھایا
بازو باندھا اور تدبیریں کیں دو تین گھڑی میں غش سے آنکھ کھلی دیکھا کہ نہنگ اجل کے منہ سے تو
بچی آفت تلاطم و لجہ سے بر کنار جہاز پہ سوار ہوں مگر شخص غیر سے دوچار ہوں شرم سے سر جھکا لیا تمام
جسم میں پسینا آیا بادشاہ نے پوچھا اسم شریف گو باعث حجاب بولنا گوارا نہ تھا لیکن بے جواب دیے
چارا نہ تھا آہستہ سے کہا محروم ناکام آفت کی مبتلا ذلیل و خوار فلک دیں آزار ... خون جگر خستہ
محزون کشتی تباہ گم کردہ راہ ناخدا گم فتادہ تلاطم اس کی فصاحت ... ن و شوکت سے
ثابت ہوا کہ یہ شہزادی ہے اور کلام دردناک کو گریبان صبر و طاقت ... بادشاہ نے رو دیا پھر
خاصہ طلب کیا ملکہ نے انکار کیا اوس نے بہت اصرار کیا الحاجت سے کہا آپ کھانا نوش فرمائیں وطن کا
پتا بتائیں جب تاب و توانائی تم میں آئیگی وہاں بھجوا دینگے ملکہ نے کہا ہم بخشے دامن دولت سے

اور مجھے تھے مگر وہ تو گرداب کی صورت خار خس کی طرح جہاز اس دریائے ناپیدا کنار میں ڈوبا خدا جانے
کیا ہوئے کدھر گئے جیتے ہیں یا مر گئے اگر سوئے عدم ہیں روانہ کر دیکھیے تو اچھے غم و الم سے نجات ملے
بڑا احسان ہو اسنے کہا مؤلف تم سلامت رہو زمانے میں ہر ایسی باتیں زبان سے نہ کہو + غرضکہ
مجبور کچھ کہا اور چار دن میں طاقت گویائی آئی اور جہاز دار السلطنت میں پہونچا ملکہ کے واسطے مکان
[illegible] نالا ہوا لونڈیاں پیش خدمت آٹھوں محل اور جو کہ قرینہ شاہوں اور شہریاروں کا ہوتا ہے اور
جسطرح شہزادیاں [illegible] سامان مہیا کر دیا ایک روز بادشاہ آیا کہنے لگا تم اپنا حسب و نسب
چھپاتی ہو مگر ہمیں معلوم ہوا تم شہزادی ہو ہماری تمہاری ملاقات اس حیلے سے بڑی تھی امیدوار ہوں
بخوشی مجھے اپنے فرمانبرداروں میں قبول فرماؤ ملکہ نے کہا میں نے تمام عمر سلطنت کا نام نہیں سنا
الا آپ کو خالق نے بادشاہ کیا ہے انصاف شرط فرمانروائی ہے میں ظلم رسیدہ آفت کشیدہ فلک
کی ستائی ہوں خدا جانے کون ہوں اور کسطرح یہاں تک آئی ہوں بقول استاد دیکھتے آنکھوں کے
کیا کیا لوگ اٹھ گئے پیش چشم سے ہوں اب حیرت بدنداں رنگ دنیا دیکھکر + اگر بے گناہ کا خون گردن پر
لینا گوارا ہے تو مختار ہے جبر کیا چاہیے اور جو میری خوشی منظور ہے تو برس روز کی مہلت دیجیے اس
عرصے میں اگر کوئی ڈوبا ترا میرے وارثوں کا پتہ ملا کوئی ہو اچھا پھرا تو خیر نہیں میں تیری
قبضۂ اختیار میں ہوں جبر کرنا کیا ضرور ہے عدالت سے دور ہے بادشاہ دل میں سوچا آج تک ایسے
غریق ابھرتے نہیں وہاں کر گئے پھر ادھر قدم دھرتے نہیں اتنے دنوں کی فرصت دو حکومت
گرد انکو بعد کرنے میں سال تمام ہو جائیگا پھر کونسا حیلہ پیش آئیگا کہا بہت خوب لیکن جو تمہیں ناگوار
نہو تو جی چاہتا ہے گاہ گاہ آنے کو تمہاری دیکھ جانے کو ملکہ نے یہ امر غنیمت جانا کہ حاکم محکوم کا فرق سبکو
معلوم ہے اب یہ انداز ٹھہرا پانچویں چھٹے روز پہلے خواجہ سرا اطلاع کرتا پھر بادشاہ قدم دھرتا دو چار
گھڑی نشست ہو [illegible] دو یار کا تازہ دکھ بیان کر اوٹھ جاتا یہاں سے دو گھڑی یہ سبب مسبب الاسباب
کی دو رنہ ہی [illegible] وہ محل جو ملکہ کو ملا تھا اوسمیں مختصر سا پائیں باغ بہت کیفیت
کا تھا ہر طرح کے میوہ دار درخت [illegible] باغ بہار یک لخت نئے نئے رنگ ڈھنگ کے وہ گل بوٹے جو باد خزاں
سے جھڑے نہ ٹوٹے پھل قصد سے منہ سے آجائے ہاتھ بڑھا کی بار نہ آئے روشیں مورت کی
صورت کی سامنے آب رواں میں پری کا عالم ہر بوٹہ بر قرار ہر سو ڈول سانچے کے ڈھلے نازک

جابجا خوارہ کیاریاں چیدار اور زمین آئینہ وار پختہ ہر ایک کیاری سرا سر گلکاری چمن بندی قطعدار جابجا چبوترے معقول گل پیادہ و سوار پہ بہار چو گرد عرض و طول باغبانیاں خوبصورت نوجوان تکلف کے سامان طلائی نقرئی کھرپیاں مرصع کار بیلچے ہاتھوں میں غمزہ چال میں ادا دیکھ بھال لگاوٹ باتوں میں کسی طرف کنوے کی جگت پہ کیلے والے لال بیرنج و طلال ہو رہا کوئی کچھ اوکھاڑتی کوئی توڑتی کوئی بوٹا کوئی پھول پتی پھل اوٹھاتی گھانس کھرپی سے چھیلتی کوئی ٹوٹا جھرمٹ پاگرا پڑا کانٹا کیاری سے نکالتی سر شاخ ہر گل رعنا بلبلوں کا غنچہ سرو دشمنا ... قمری طوق در گردن ایک طرف طاؤس کا رقص بہ ناز ہر ایک خوش آواز باغ کے گرد ملبب جھیل غنچوں کا چٹکنا کوس رحیل کہیں لالہ پیالہ در دست کسی جگہ نرگس شہلا با چشم مست تاک انگور پہ میخواروں کی تاک جسر بسر صحن گلشن کی خاک ملکہ گاہ گاہ شام و بیگاہ رفع پریشانی و دفع سرگرانی کو وہاں آ نظارۂ صحبت گل و بلبل سے رشک کھا بصد حسرت یہ غزل پڑھتی میر سوز و دون خدا کرے کہ خدا بھی جہاں نہو+ میں ہوں صنم ہو اور کوئی درمیاں نہو+ گل ہو شگفتہ خاطر و گلزار خندہ رو+ باد صبا بھی ہو وے باغباں نہو+ گلشن ہو اور یار دلارام اور میں+ اپنا ہو قصہ غیر کی واں داستاں نہو+ کبھی پیچ و تاب زلف اور گیسوے معنبر کی پریشان حالی جعد سنبل کو دکھاتی گاہ سیاہی داغ جگر لالے کی لالی سے لڑاتی غنچۂ فسردہ سے جو کچھ دل گرفتگی کی تسکین ہوتی تو گل کی ہنسی پہ پھوٹ پھوٹ کر خوب روتی اور اس غزل سے دل کو سمجھاتی مولف

جل بجھیے اس طرح سے کہ مطلق دھواں نہو
گل خندہ زن ہے جیسے کرتی ہے عندلیب
بیکے ہو یار وہ جو بس کارواں نہو
لینا بجا ہی فاتحہ تربت پہ نام یار
مجنوں کی جن پڑگئی اگر ساربان نہو

اللہ ری بیکسی کہ جو دریا میں غرق ہوں
پھولی ہوئی چمن میں کہیں زعفران نہو
ہستی عدم ہوئی مری وحشت کی اک سنگ
مر کر یہ خیال ہے وہ بدگمان نہو
چالوں سے چرخ کی یہ مرا عزم ہو سروکار

لازم ہے سوز عشق کا شعلہ عیاں نہو
تالاب کی طرح کبھی پانی رواں نہو
بجا گویا ہے یہ دل نالاں کی صدا
ای زلف یار پانوں کی تو بیڑیاں نہو
ناقہ چلا ... میں لیلی کا بے خبر
... اون جلال ...

گاہ لب جو سرو کے پاس یاد قامت جاناں عالم میں مثل فاختہ کو کو کرتی ... ہر بار لہو کر تی غور کرو تو دنیا میں کسی چیز کو قرار نہیں اسکا سب کارخانہ ہیدا ہے کہ پائدار نہیں کبھی تو وہ روز روشن ہے گاہ اندھیری رات ہے یہ کائنات کی کائنات سب بے ثبات ہے گلشن میں اگر بہار ہے تو خزاں در پے آزار ہے

بلبل کو ہزار جی سے یاد ہین پر باغبان آشیان وجا جڑ کی فکر مین ہر دام لیے لاکھ صیاد وہین نوش کے ساتھ گزند نیش ہی کوئی دل شاد کسی کا سینہ ریش ہے عاشق ازل سے غم کا مبتلا ہے مثل مشہور ہے کہ معشوق کی ذات بیوفا ہے اور جو کبھی کسی قسمت کے زبردست کو وفادار ہاتھ آتا ہے تو سر دست کسی نہ کسی پیچ سے فلک تفرقہ پرداز رشک کھا چھڑاتا ہے اسی سہارے پر لوگ جان دیتے جی بیچکر یہ روگ مول لیتے ہین یہ نہین معلوم انجام کا مقدم یہ جملہ تو معترضہ تھا پھر وہی قصہ شروع ہوا ایک روز فرخ اندوز ملکہ بہ سو[illegible] باغ مین گئی شاہزادے کی صحبت کا خیال انجمن آرا کی گرمجوشی کا ملال تنہائی مین اپنا خراب حال دیکھکر یہ شعر مولف کا پڑھا مولف اک انقلاب چرخ سے منحوس دیکھنا + وہ صحبتین رہین نہ تو وہ ہمنشین رہے + پھر ایسا روئی کہ ہچکی لگی شام کا وقت تھا جانور درختون پر بسیرا لیتے تھے جس درخت کے تلے ملکہ کھڑی تھی ایک توتا اوسپر آ بیٹھا گریہ وزاری اس غم کی ماری کی دیکھکر بیچین ہوا پوچھا شاہزادی حال کیا ہے کونسا صدمہ ایسا جانکاہ ہے جو اسطرح لب پر نالۂ و آہ ہے ملکہ نے کہا سبحان اللہ قسمت کی گردش سے یہ حال ہم پہونچا کہ جانور مجھپر رحم کھاتے ہین احوال پوچھنے کو اوڑکر آتے ہین زیادہ بیقرار ہوکر زار زار وہ سوگوار ہوئی یہ قاعدہ کلیہ ہے جب کسی دل شکستہ کی کوئی دلداری کرتا ہے منہ کی بات ہے دل امنڈ آتا ہے ملکہ نے بے اختیار ہوکر کہا مصحفی

جو دو شخص خندان ہم دیکھتے ہین + فلک کیطرف رو کے ہم دیکھتے ہین +

اے جانور خوش بیان سخن سنج مہربان کیا بتاؤن گھربار سے جدا بیکسی مین مبتلا ہون بسان آئینہ حیران مثل زلف سیہ بخت پریشان کیطرح نالان ہون صد اندوہ و بلا ہون شعر بیکسی سوختۂ کیسے مینخواہم + نفسے ہمنفسے مینخواہم + شام تیرہ بختی کی سیاہی مین بقرار صبح قیامت کی صورت دامن چاک گریبان تار تار شعر کہ اب زیر فلک طاقت رسوائی ہے + کاش شق ہووے زمین اور سما جاؤن مین + ولیکن الم[illegible]ار خار غیر جنسیون کے دام مین گرفتار سخت مجبور و ناچار ہون طائر رنگ پریدہ ہر زمان [illegible] وستم [illegible] احت کو ترستان ندیدہ شب فرقت کی اندھیری مین سوجھتا نہین تمہتا ہون تا سبح [illegible] ب عنا مرے گھر کو سفید + شام سی کرتی ہو فرقت کی شب تار سیاہ + توتے نے کہا مجھے بو محبت آتی ہے تمھاری باتون سے چھاتی پھٹی جاتی ہے برای خدا اپنے راز سربستہ سے مجھے آگاہ کرو شد بد مفصل حال کہو ملکہ نے قصۂ عشق جانعالم انجمن آرا کا آنا وزیرزادے کی

جدائی جادو کی کج ادائی جہاز کی تباہی اپنا وہاں آنا اور دکھ پانا جانعالم کا چھٹ جانا سب
بیان کر کے کہا وہ شاہ گردون بارگاہ ہمین متحیر جا بجا چھوڑ اپنا بیڑا پار لگا منہ موڑ خدا جانے کیا
ہوا ہم ہین اور رنج تنہائی مین جدائی انیس ہر پریشانی مین ہمدم خانہ ویرانی جلیس ہے جو دم ہے
دم شمشیر ہے سانس ناوک کا تیر ہے توتا یہ باتین سنکر زمین پر گر پڑا پر نوچنے لگا ملکہ مہر نگار گھبرائی کہ یہ کیا ماجرا
ہوا افسوس - دیکھکر مجکو وہ حاضر ہوا مرجانے کو + وہی غمخوار جو یہان بیٹھا تھا سمجھانے کو + گھڑی بھر مین
جب توتا سنبھلا بولا کہ اے ملکہ مہر نگار مین وہی توتا کمبخت جانعالم [illegible] قمر کو
دربدر کیا مجھ سے انجمن آرا کا ذکر سنکر آوارہ ہوا تھا باقی حال تو آپ نے سب سنا ہوگا پھر تو ملکہ اوسے
گود مین اوٹھا یہان تک روئی کہ بیہوش ہوگئی شہزادے یہان کی باغبانیان دوڑین [illegible]
جھپٹین کہ آج ملکہ پر کیا حادثہ پڑا جب دونون کے ہوش و حواس درست ہوئے توتے نے کہا
آپ دل کو تسکین دین خاطر مبارک جمع رکھین جانعالم اور انجمن آرا دونون خیریت سے زندہ
ہین مین نے یہ مقدمہ منجمون سے دریافت کیا تھا بالاتفاق سب [illegible] ہین کہ رنج مفارقت کے سوا
جان کی خیر ہے سب آ ملینگے اب مجھے رخصت کرو صبح کو خدا جانے کسوقت بیدار ہو ملکہ نے کہا واہ بعد
مدت کی محرم راز ملا وہ بھی اتنا جلد چلا فلک بر سر کجی ہے دل لطف زندگی ہو دیکھین یہ برے دن کب
جاتے ہین اور اچھے کیونکر آتے ہین اشعار ایک عالم کو آزما دیکھا + جسکو دیکھا سو بیوفا دیکھا + حال بد کا
شریک دنیا مین + نہ برادر نہ آشنا دیکھا + کیون دلا ہم نہ تجھ سے کہتے تھے + جی لگانے کا کچھ مزا دیکھا +
سچ ہے دنیا مریض خانہ ہے + رنج مین سبکو مبتلا دیکھا + کیفیت مین کم بہت نوازش ہے + عشق خوان
مین جو فتنہ دیکھا + آخرش رات کی رات توتا ہر صبح کو رخصت ہوا چلتے وقت ملکہ نے تھوڑا حال
اپنا پرچے پر تحریر کر دیا کہا جہان شاہزادے سے ملاقات ہو یہ خط نشانی دیکر جو کچھ دیکھا ہے زبانی
بیان کرنا وہ رقیمہ شوق لیکر راہی ہوا شہر بشہر خستہ جگر ڈھونڈھتا پھرتا [illegible]ک روز قریب شام
بادل ناکام تھک کر لب چشمہ کچھ درخت تھے اوپر بیٹھکر سیل شہ [illegible] بہا آتے دیکھین
جانعالم اور انجمن آرا توتے کی صورت بنائے اوسی درخت [illegible] ہمجنس سمجھ دیکھنے
لگا وہ دونون مضطرب الحال ایک ٹہنی پر بیٹھ رہے توتا سمجھا کہ یہ منقار بستہ میری طرح سے
دلخستہ ہین پھر رونے لگا انجمن آرا نے کہا جانعالم دیکھا یہ توتا روتا ہے شاید ہماری صورت

مصیبت دیدہ مصائب کشیدہ ہی توتا باتین توسمجھتا تھا پھر بیٹھا اور بولا خدای کریم تمہین وہ رنج نہ دے
عدو بھی تمھارا یہ ستم نہ دیکھے مجھے وہ غم ہے اور دل پر ایسا الم ہے کہ ہردم یہ دعا ہے دشمن کا دشمن یہ
صدمۂ جانکاہ اور ایسے روز سیاہ نہ دیکھے میر سوز جو دم لیتا ہون تو شعلہ جگر کا جی جلاتا ہے + جو چپ
رہتا ہون تو اندر ہی اندر جان کھاتا ہے + جو کچھ احوال کہتا ہون تو سننے والے روتے ہین +
نہین کہتا ہون تو کوہ الم سینہ دباتا ہے + جو جنگل مین نکل جاتا ہون تو سب وشت پھنکتا ہے +
کبھی جو شہر مین آتا ہون ... جل جاتا ہے + پہاڑ دہین اگر پھرتا ہون بگڑ ی ہو کی اوڑتے ہین +
جو دریا پر کبھی جاتا ہون سر پر خاک اوڑاتا ہے + مجمع رنج ومحن غریق شط آفت ہمہ تن ہون محسن میرا
خانمان آوارہ ہوا یہ بد بخت ہی مفارقت اسکی ظلم ہے قیامت ہی اوسکے ورای تازہ حال یہ دیکھا ہے
کہ ایک عاشق صادق اپنی معشوق سے جدا غیر جنسون مین اسیر بلا ہے اوسکے ناوک آہ سے چھاتی
سوراخدار ہی سنان نالہ کلیجے کے پار ہے اگر گریہ وزاری یا تڑپ اور بیقراری اوسکی بیان کرون تو تھم
پانی ہوکر بہہ جائے سیماب کی چھاتی خجلت سے پارہ پارہ ہو راہ چلتے انجان کو رحم آئے جان عالم یہ سنکر
پھر بیٹھا کہا وہ کون تھا جو سرگشتہ و آوارہ دشت ادبار ہوا اور وہ کون ہے جو ناجنسون مین گرفتار
ہوا توتے نے ذرا کچھ وہ داستان گذشتہ اور ملکہ کا حال بیان کیا انجمن آرا ملکہ کا نام سنکر شگفتہ خاطر ہوئی دونون
نے صورت بدلی توتا پہچان کر پاؤن پر گر پڑا شہزادہ گلے سے لگا کر خوب رویا

جانعالم اور انجمن آرا کا زیر درخت صورت اصلی پر آنا اور توتے کا پاؤن پر گرنا۔



کہا اے ہمدم تم سے جو ہم جدا ہوئے کس کس رنج و مصیبت مین مبتلا ہوئے وشت بدشت کو بکو خراب خستہ
دربدر محتاج پھرے تم اوسدن کے گئے آج پھرے پھر ملکہ کا حال پوچھا اوسنے خط حوالے کیا پہلے
انجمن آرا نے آنکھوں سے لگایا دل نے قرار پایا مضمون اضطراب بدحواسی کا مطلب سر نامے سے کھلا کہ جانعالم
جگہ ملکہ اور ملکہ مہر نگار کی جا رقیمۂ شوق جانعالم لکھدیا تھا اس انتشار کو سمجھ شہزادی کے ہوش گم
ہوئے یہ کہ نامۂ شوقیہ پیچ و تاب دل اور اشتیاق ملاقات مین تحریر تھا جانعالم جب کھولتا تھا اثر شوق
ہم آغوشی سے ہر بار خط ہاتھ مین لپٹا جاتا تھا مضمون بکر سو حسن طلب دکھاتا تھا مؤلف نامہ
شوقیہ جب مین نے رقم اوسکو کیا + سو جگہ مضمون تب دسمین بکرر ہو گیا + آنسو دم تحریر یعنی لکھنے کے
وقت جو خط پر ٹپکے تھے دھبے اور نشان اوسکے دیدۂ منتظر چشم حیرت زدہ کیطرح ہر سطر پر کھلے تھے اور
تسرخ ہالہ ہر حرف نے نکالا تھا ایک جدول خونی ہویدا تھی لہو روئی کی کیفیت پیدا تھی لکھا تھا قطعہ
از خون دل نوشتم نزدیک دوست نامہ + اِنِّی رَاَیتُ دَہرًا مِن ہجرِکَ القِیامہ + شعر سواد دیدہ
حل کردم نوشتم نامہ سوی تو + کہ تا ہنگام خواندن چشم من افتد بروی تو + ای یار وفادار صادق الاقرار
اللہ بہت جلد سلامت رکھے شرح اشتیاق وہ داستان فراق قصہ طول و طویل ہے زندگی کا بھروسا قلیل ہے اگر ہماری
زیست منظور ہے جلد آ کے صورت دکھاؤ نہین تو تاسف کروگے پچھتاؤگے تمھ آنے مین اگر دیر کی تو ہمنے صدمۂ ہجر
سے تڑپ کر جان دی مٹی کے ڈھیر پر رو رو خاک اڑاؤگے مؤلف شکل اپنی ہمکو دکھلا خدا کے
واسطے + جان جاتی ہے ابھی آ خدا کیواسطے + کوئی دم کا دم سینے مین مہمان ہے نام کو جسم مین جان
ہے فلک نے ہماری صحبت کا رشک کھایا یہ تفرقہ پردازی ظالم کو چین نہ آیا روز و شب رنج جدائی سے جان
کھوتے ہین اتنا کبھی کاہیکو کسیدن ہنسے تھے جیسا اب بلک بلک کر فرقت کی راتون مین روتے ہین میر
بیتابی دل کسے سنائین + یہ دیدۂ تر کسے دکھائین + تمھاری تقریر ہر دم برزبان ہے بے تصور باتین
کیے چین کہان ہے استاد یہ جانتے تو نہ باتون کی تجھ سے خو کرتے + تیری خیال ... پھر دن ہی گذار
کر تی + ہمارے تڑپنے سے ہمسایہ سخت تنگ ہے دو لفظ از زندان سے ...
... ہیگی بیقراری + تو ہو چکی زندگی ہماری + وحشت پیرا مون
... پھر ہو وہ سال ہے میر دل کوئی دم مین خون ہو ویگا + آج کل
... ہر پل رو بر دہی جسطرف دیکھا تو ہی تو ہے چشم فرقت دیدۂ در ...

جن آنکھوں کو تم پرنم نہ دیکھ سکتے تھے اون سے خون کے دریا بہگئے مؤلف تمنی یہ ہماری پرچھی
لی + چھاتی پتھر کی کیون جی کری + دن رات کی وہ صحبت تمھاری ساتھ کی جب یاد آتی ہے نیند
اوچٹتی ہے جیسی کی رات پہاڑ ہو جاتی ہے کاٹی نہیں کٹتی ہے چارپائی تنہائی مین پلنگ بنکر کاٹ کھاتی
ہے خواب مین نیند کا خیال نہیں کھانا پانی ہجر مین حرام ہے حلال نہیں وہ سر جو اکثر آپ کے زانو پر رہا ہے
اوسکو سو بار بالش و بالین پہ دے پٹکا ہے مؤلف جبین باہین تیری حمایل نہیں + طوق حسرت
مین اب وہ گردن ہے + میری نیند جاگنے کے اے پیارے ستارے شاہد ہیں گواہ شرعی زاہد ہیں مرغ سحر کو بیقراری
سے چونکاتی ہوں موذن کی نیند آہ و زاری سے اوڑاتی ہون شب وصل یہ ہمیں جگاتی تھے اب ہجر
کی رات ہم اونہیں سونے نہیں دیتے من مانتہ بدلے لیتی ہیں دل ہر ساعت گھڑی سے زیادہ نالان
ہے ہر پہر گجر سے فزون شور و فغان ہے چشم ہر اختر معاینہ حال زار سے بحیرت وہی چرخ گردان میری
گردش دیکھکر چکر کہ رہا ہے + ستاد کھلا ہے تھوڑا از سر منگا ہم اور کہین تم کہین + کیا لطف ہے ایسے
جینے کا ہم اور کہین تم اور کہین + افشاے حال باعث ندامت موجب دشمنون کی خوشی کا سبب
دوستون کے ملال کا ہے لا اعلم دل من داند و من دانم و داند دل من + اگر جیتے جی ملجاینگے رنج
فرقت کی دکھڑے مفصل زبانی کہہ سنائینگے اور جو فلک کو یہی منظور ہے تو انسان مجبور ہے اس حسرت کو
بھی در گور لیجاینگے سعدی ای بسا آرزو کہ خاک شدہ + بجناب نماز پنجگانہ مین یہ دعا ہے جامع المتفرقین
سے یہی التجا ہے کہ تم سے جلد ملاقات ہو جائے جان زار و دل بیقرار کو چین آئے زیادہ ملاقات کا اشتیاق ہے
اشتیاق اور جدائی کا صدمہ جانکاہ سخت شاق ہے شاق خوگر وصل ہجر کے الم کا مبتدی ہے نہ مشتاق
یہ خط کا مضمون جو پڑھا دونون نے رو دیا از سر نو مع سرنامہ سراسر دو نامہ بھجوا دیا اوس رات کو تو چار و ناچار
وہان مقام کیا صبح ہوتے ہی صورت بدلی کوچ کا سرانجام کیا آگے آگے تو تا سر پیچھے وہ دونون تیز رو

...نا جانعالم ... انجمن آرا کا مع توتی ملکہ مہرنگار کے پاس پہنچنا ملاقات ہمدیگر
... ادہ کا لوگون کا لیجانا بادشاہ کا آنا پھر اوسکی گرفتاری
جانعالم کی سیر پہنچنی

ہوا چاہتا ہے یہ قصہ تمام	وہ ہے وہ کہ ہو دور دل سے الم
... کے ایام طے ہو چکے	شب ہجر مین خوب سا رو چکے

مچا دون کوئی دم بھلا پہ چھپے	گو رنج جدائی بہت سے سہے	مثل ہے یہ مشہور اے ذی شعور
کہ ہجر کے بعد راحت ضرور		

تحریر ان حال طالب و مطلوب و حاکیان حکایات خوب بطعنی این

که وه پرنده ہوای شوق یعنی جان عالم مع انجمن آرا توتے کے ساتھ آٹھوین روز ملکہ کے پاس پہونچا
بیان جب دن سے تو تا رخصت ہوا تھا ملکہ مہر نگار دونون وقت بلا ناغہ اوس درخت کے تلے
جہان تو تا ملا تھا اگر یہ کہتی تھی میر سوز مانند جرس بیگی جہاتی تو فغان سے + فریاد کو پہونچا نہ کوئی
ہمراہ روان سے + اسطرح روز موافق معمول وہ دل ملول قریب شام درخت کے نیچے حزین دراز
توتے کی انتظار مین کہڑی تھی اور آنکھ ٹہنی سے لڑی تھی اور دیدۂ خونبار سے تا دامن یاقوت
اور موتیون کی لڑی تھی جب دل سوختہ گھبراتا تو سوز درون مثل دخان لب پر آتی جی بہلانے کو
یہ غزل پڑھتی مؤلف آتش فرقت سے سینہ جب سے مجمر ہو گیا + ہجر کے لخت دل مرا ہر ایک اخگر ہو گیا +
باعث اشک ندامت دم شماری ہین نگاہ + دیدہ زیر آسمان کیا کیا مجمر ہو گیا + رنج تک تو آمد جانان
کا کہینچا انتظار + وہ نہ آیا زندہ اپنا پان بر ایسا ہو گیا کیا ڈراتا ہے جہین واعظ شنا شور نشور + شام فرقت
یان عذاب روز محشر ہو گیا + اب جو ہنستا ہون تو ہنستے ہنستے بھی گرتے ہین اشک + روتے
روتے آخرش رونے کا خوگر ہو گیا + فکر پھر کسکو ہے دیوان جمع کرنے کی سرور + جمع ہو
خاطری ابتر ہو گیا + دفعةً توتے نے سلام کیا وہ خوش ہو کر بولی اے قاصد نیک صدا و ہما
سیماے میرے سلیمان حسن و خوبی کا پتا پایا اوس بلقیس محبوبی کا سراغ ہاتھ آیا توتے نے کہا
ملکۂ عالم قدردان خبر داردن کو خلعت و انعام دیتے ہین جب دوست کا پیغام پوچھتے ہین -
بالخصوص یہ خبر فرحت اثر پہلے یہ ارشاد ہو کہ اگر پتا بتا دونگا اوسکی اجرت کیا پاؤن گا یہ سنکے
ملکہ کی جان رفتہ بدن مین آئی یقین ہوا اسے خبر پائی یہ کہا اے استاد پیغام دوست جلد پیغام
بر سنا + گھبرا کے دم ہی جائیگا میرا کہین الٹ + توتا عرض کرنے لگا [illegible] آیا بجا ہے مگر انسیر
بات کا جلد کہنا حمق کا مقتضا ہے استاد دفعةً خوگر فرقت کو مژدۂ وصل + خبر خوش نہین [illegible]
اچھی جو یکایک ہو وے + توتا بات کو طول کر دیتا تھا کبھی خوش [illegible] ہو کر ول کر دیتا [illegible] بین
ہوئی جاتی تھی ادھر شاہزادے سے زیادہ انجمن آرا گھبرائی تھی غرض نہ رہ سکی صورت بدلی
جان عالم مجسم ہو کے سامنے آیا ایسے مین عاشق و معشوق و معشوق و عاشق گلے مل کر

تصویر انجمن آرا و جانعالم اور ملکہ مہر نگار کی اور باہم ملاقات ہونا



زرو غبار کلفت پارینہ داغ مہاجرت دیرینہ دل کھول کر صفحہ سینے سے دھوئے رونے کی آواز سے
جھلانیاں خوصین جمع ہوئیں جسکی آنکھ ان دونوں پہ پڑی وہ گرد صدقے ہوئی اور پانوں پر گر پڑی
جل جلالہ حسن خوب سے کوئی چیز زیادہ دلکش اور محبوب نہیں دوست تو دوست ہے دشمن
پیار کرجاتا ہے لڑکا ہو یا بوڑھا شیدا نظر آتا ہے مال تو کیا مال ہے سونے کی انٹی بھی اگر پاس
ہتیاری سے خرید ارنجاتا ہے جان عزیز نہیں حرمت کچھ چیز نہیں غلام کی غلامی پر آقا فخر
ہے جان تازہ پاتا ہے جو کوئی کہتا ہے کرتا ہے اور سر پر مرتا ہے عیاذاً باللہ یہ امر محمود نہیں زمین
پر عزیز کچھ سود نہیں غرضکہ خرم و خندان بارہ دری میں آئے انجمن آرا سے ملکہ نے حال پوچھا
اوسنے دیو کا اوٹھا لیجانا باغ کی جستجو پانی پھر جانعالم کی رسائی اور سفید دیو کا آنا باہم کی لڑائی
آفت سر پر چھڑ آنا اپنی پیادہ پائی صحرا نوردی ہوا گرم پانونکا ورم پھر وہ عمل جوگی کا بتایا ہوا شہزادے
کا بکھانا توتے سے دوخت [illegible] سنا دیا پھر اوسنے جانعالم سے سرگذشت پوچھی اپنی صعوبت کھی
گذشت کا حال [illegible] ذکر [illegible] دھیان بندھا پھر سب رونے لگے تو نا بر مزہ ہوا کہا جو
ہوا سو ہوا [illegible] شہزادہ ذکر و ہنسی خوشی کا مذکور کرو یاد رکھو یہ بات گذشتہ را صلوات مصحفی
جز حسرت و اندوہ [illegible] نہیں یاد کچھ آتا + ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجئے + ملکہ بولی اے
شیرین مقال مبارک قدم خجستہ فال شہزادہ سا عقل کا دشمن دیکھا نہ سنا + سو یہ معلوم ہو
دل لگے لوگوں سے یہ ہوا + نادان ہی جو دوست وہ دشمن ہے جان کا + اپنے جتنی محنت

دشمنت اوٹھائی اپنی بدعقلی کی سزا پائی بھلا عالم تنہائی مین جو کچھ کیا سو کیا دو تین بار اپنے ساتھ
ہم دونون کو خراب آفت کا مبتلا کر چکا ہو آگے دیکھیے کیا ہوتا ہو یہ کہکر دربدی دشمنان خندہ دوستان بادل
خرسند باہم بیٹھے اور دور ساغر بے دغدغہ فلک تفرقہ پسند و مشغلہ پردہ شروع ہوا مطرب فی ساز کی ناسازی
پر گوشمالی دی صدای عیش و طرب بلند ہوئی یہ خبر اس دوری مین مشتہر ہوئی اور وہان کے بادشاہ
کو پہونچی کہ ایک مرد صاحب جمال دوسری عورت پری تمثال ملکہ کے پاس تازہ وارد ہوئے
کہنے لگا الحمد للہ ایک موجود تھی دو اور آئے پھر دو ہزار سوار جرار اور دو سپہ سالار تجربہ کار نگہبانی کو
بھیجے جانعالم نے یہ ماجرا سنا کہا فضل الٰہی چاہیے بعد مدت یہ صحبت ہمدگر میسر ہے صبح سمجھ لینگے سوار تو
باغ گھیرے رہے یہ تمام شب جلسے کیے گئے جسوقت خسرو خاور آرامگاہ مشرق سے برآمد ہو جلوہ گر تخت
زرنگاری ہوا اور سپہ سالار انجم مع سواران سیارہ و کوہ مغرب کی طرف فراری ہوا جانعالم حمام سے
غسل کر کے نکلا اوس لوح سے اسم تسخیر پڑھتا باغ کے دروازے پہ آیا جنگی نگاہ پڑی اسم کی برکت سے
آداب بجا لایا دست بستہ روبرو آیا وہ دو ہزار مع سپہ سالار فرمانبردار ہوئے پھر تو دروازہ کھلا دو پیشا[illegible]
کھولا یہ خبر وحشت اثر اوس بادشاہ کو پہونچی اور سوار و پیادے لڑائی کو آمادہ بھیجے وہ بھی ج[illegible]
آئی حلقۂ غلامی کان مین ڈالا جنگ کا خیال نہ رہا پھر تو مشہور ہوا کہ ساحر ہے القصہ تمام فوج اگر جا[illegible]
اوسوقت وہان کا تابدار پیش کھاکر سوار ہوا کہان کیہ سوار گیا انبوہ بیشمار تلوار چلی دس پانچ
ہولے کچھ جان سے گئے اور فوج نے نرغہ کر جان سے تو مار اکندہ دن مین پھنسا لیا اور جا[illegible]
[illegible] کے حوالے کیا شہزادہ عالی حوصلہ خوف خدا سے اور نحوست طالع نارسا سے متا[illegible]
[illegible] اللہ وہ وقت کسیکو نہ دکھائے جو دوست دشمن ہوجائے یہ ارشاد کر اوس ح[illegible]
[illegible] ہاتھ اوٹھایا وہ بیچارہ نادم و پشیمان سر در گریبان گھٹنے پر گردن جھکا[illegible]
[illegible] نے کہا مسافر کشی صفت شاہی سے بعید ہے ہم تمہارے مہمان [illegible]
[illegible] اللہ کو یہ بات پسند نہوئی عبرت کا تماشا دکھایا یہ سلطنت آپکو مبارک [illegible]
اس لڑائی کا قصہ فسانہ ہو جائیگا امروز یا فردا یہ مسافر روانہ ہو جائیگا [illegible] و بلاغت اور
یہ شیریں سخنی دیکھکر حیران ہوا کہ دشمن کو گرفتار کیا پھر ملک بخشدیا سر جھکا کر بولا بخدا اے عزوجل لائق
حکومت قابل سلطنت آپ کی ذات فرخندہ صفات ہے جانعالم نے کہا آپ یہ اپنی تعریف کرتے ہیں

وگرنہ من آنم کہ خوب میدانم القصہ وہ محجوب ہوکر رخصت ہوا فوج کو حکم ثابت ہوئی اپنے بادشاہ کی ہمراہ چلی جب یہ جنگ زرگری ہوگئی مکان پر آکر بہت تیاری سے دعوت کی اور عذر تقصیر کر عفو کا امیدوار ہوا شہر میں یہ چرچا ہوا اہل شہر مشتاق ہو غول کے غول آنے لگے روز باغ کے روبرو میلا ہوتا تھا کسی وقت شہزادہ اکیلا ہوتا تھا پھر جاسوس ستر سوار ہرکارے فوج کی تجسس میں روانہ کیے چالیس منزل پر لشکر ملا جانعالم کی مفارقت سے کسی میں جان تھی فرمان کی مہر دیکھ کر جان تازہ پائی پھر آنکھوں سے لگائی رات دن کوچ کرتی بیس پچیس دن میں برسم یلغار فوج داخل ہوئی شہزادہ لشکر کو ملاحظہ فرما کے مسرور ہوا اقبال بھولا ارکان سلطنت نے ملازمت حاصل کی سب نے نذر دی موافق قدر و منزلت خلعت اور انعام خاص و عام کو مرحمت ہوا اور غربا بربا بازاری اہل حرفہ کو بھی کچھ دیا فوج کے سرداروں کو خلعت جواہر نگار سپر و شمشیر مرصع کار عنایت کیے دو ماہہ تمام فوج کو انعام میں دیا اور سر لشکر جھکا دیا پھر وہاں سے کوچ ہوا دہی راہ میں جلسے اختلاط فسانے حکایات عیش و نشاط ہوتا ہنستا کھیلتا دل بہلاتا صبح با خاطر شگفتہ مثل نکہت گل کوچ ہر شام بسان فصل بہار با آسایش مقام روز و شب براحت و آرام رو براہ ہوئے۔

لشکر نصرت موثر پر بہار جنگل میں جاڑے کی شدت صحبت شراب کی … رنگ میں خیالات فاسد آنا کج بحثی باہم کی پھر توتی کا سمجھانا شہزادیکا بچانا

… موکب حشمت و جلال با فر و شوکت کمال ایک صحرا میں باغ و بہار دشت لالہ زار … کیفیت دشت گلشن آسا لایق تقریر ہو باس ہر برگ و گل کی رشک … و معطر چشموں کا پانی صفا میں آب گہر سے آبدار تر ذایقے میں بہ از شیر … تھی گویا کہ زمین سے آسمان تک برف بھر دی تھی پرند اور … ون میں جمے ہوئے بیٹھے بھوک اور پیاس کے صدمے چرند … اٹھاتے تھے وحوش … اتے تھے قصد سے تھرتھراتے تھے سردی سے بکا جی جلتا تھا دم تقریر ہر شخص کے منہ سے دھواں دھار دھواں نکلتا تھا آواز کسی کی کان تک پہنچکے کم جاتی تھی منہ سے بات باہر آئی اور جم جاتی تھی ملہ سیاہ اس جاڑے کے مارے باہر نہ آتا تھا سر دیکے باعث دم دبا کے پانی میں بھاگ جاتا تھا

زمانے کے کاروبار مین خلل تھا ہر ایک دست در بغل تھا عاشق و معشوق بھی اگر ساتھ سوتے تھے گھٹنے
تھے گر گھٹنے سے جدا نہ ہوتے تھے شمع انجمن لگن تک گرتے گرتے اوتا تھا پروانون کے گرد پھرتے پھرتے
ٹھولا تھا شعلہ کانپتا تھا فانوس کے لحاف مین منھ ڈھانپتا تھا شمع کا جسم برف تھا پگھلنے کا کیا حرف تھا
ہر سنگ کے سینے مین آگ تھی گو وہ شرر بھی شرر تھا لیکن سردی کو بھی یہ لاگ تھی اور جاڑے کا ایسا
اثر تھا کہ بیلین کی سلین جمی پڑی تھین فولاد سے زیادہ کڑی تھین تنور فلک چارم کی چھاتی سرد
تھی گلخن مین یہ برودت تھی کہ کشتیر گرد بھی لنجون نے ہیر کڑی لوہی لوہون کر ہاتھ آ ڈ لنگڑی ہرن
باندھ لائے مہر زمین ہند مین مَردی نہ جلتے تھے زندون کے ہاتھ پانوں گلتے تھے آتش رخسار گل
شبنم نے بجھائی تھی باغون بھی جاڑے کی دُہائی تھی اوس برگ و بار کی صنعت پروردگار کی
دکھاتی تھی مرصع کاری یک لخت نظر آتی تھی دانہ ہائے شبنم خواہ بڑے ہون یا ریزے تھے ہر شجر کے
اور شاخ مین الماس اور موتیون کے آویزے تھے عذار لالہ احمر رشک زعفران تھا طلائی درختون کی
ٹہنیان کہربائی تھے بہار مین رنگ خزان تھا اس سردی کا کہین ٹھکانا تھا حمام تہ خانہ کا خز...
آگ پر لوگ جی نثار کرتے تھے زردشت کا دروغ اختیار کرتے تھے اوس زمانے مین جاڑے کی یہ تر...
آج تک بتونکی سرد مہری نہ گئی آفتاب عازم برج حمل تھا آتش پرستونکا عمل تھا زیست ...
عنوان تھی آگ مین خلقت کی جان تھی عاشق تو کیا معشوق ٹھنڈی سانس بھرتے تھے
تھر دانت سے دانت بجتا تھا ہونٹ نیلم کو شرماتے تھے پان کی لاکھے مین سوسن کی پنکھڑی سی نظر آ...
عاشق تن پریون کو ساتھ سلاتے تھے پیر بستر کو گرم نہ پاتے تھے جاڑے مین ...
اللہ کا آتش پرست تھا جاڑے سے اوس دشت مین افیا پالا پڑا تمام
تھا بانکے تیر جیسے اینٹھے جاتے تھے ڈھال تلوار کھڑکھڑاتے تھے بعوض دانت ...
لاٹھی سی بیکار ہو گئی تھے چاپ کی تیر آگ نیر تھے اور توڑے دا...
اوڑھنا بچھانا تھا توڑا اور ایک گل تھا توڑے کی جگہ شور بلبل تھا ...
... بھبھکتی پہونچتی بانٹتے تھے ملایم لوگون کی حواس جم گئے تھے ... تو تھم گئے
تھے سردی کا رنگ رفتہ تھی ایک کو دوسرے کی تمنا تھی یہانتک جاڑے کا زور شور جہانگیر ہوا تھا کرہ نار
زمہریر ہوا تھا جا بالعالم نے فرمایا آج خیمہ ہمارا یہین ہو بعد درد سر توجہ سامان عیش و نشاط ہوا لگا اور ... آکر

پری پیکر محبوب تو تمام مصائب بدل بدل مرغوب وہ دور شراب کا گردش میں لا کشتی شراب کی
نہ چلتی تھی اور کباب بھوننے کو آگ نہ جلتی تھی گلاس شراب کا برف کی قلیون کو شرماتا تھا قطرہ مے
اوس میں گرتے ہی جم جاتا ہے مینای بزبان کے منہ پر پڑی تھی ایسی سردی ہوئی تھی گلا میٹھا
تھا جب بہت غل کرتی تھی تب قلقل کرتی تھی لب ساغر خشک جسم پر پسینا تھا پانی کا پارہ منجمد تھا
تھا جاڑے کا لشکر میں ہر طرف شور و غل تھا بازار میں روئی کا لین دین بالکل تھا جب دور
آفتاب ماہ جنوبی میں چمکا جانعالم سرور میں جانعالم کو خیال نزدیک و دور آیا دل میں سوچا کہ اپنی عرصہ
دراز زمانہ دیر بار تک ملکہ اور انجمن آرا کو ہم سے فرقت غیروں سے غربت رہی رنڈی کا اعتبار کیا ہے
یہ قوم قدیم سے بیوفا ہے فردوسی اگر نیک بودی سرانجام زن ہمہ نام زن را زن نام بودی نہ زن
یہ نشیب و فراز جو ذہن میں آیا جلی کٹی ہونگی ناحق صحبت کا لطف کھوئینگی وہ سبز پوش فانہ
بدوش موقع شناس مزاجدان دلسوز ادب آموز بزبان طبل نزار داستان دل کا حال جانتا تھا
اچھا برا سمجھاتا تھا سمجھا جانعالم کی طبیعت کبیدہ ہوئی قریب وہ وقت آیا چاہتا ہے کہ ایسی گفتگو
کا انجام یہ صحبت درہم برہم کریگی بات کو کاٹ طبیعت کو ادھر سے چاٹ کہنے لگا شہزادے نشہ ایسا
حرام ہے کہ ترقی میں عقل کو تنزل ہے خیال لاطائل آتے ہیں جتنا ن بھول جاتے ہیں فقط گمان
ں وہ بھی نشے کے حال کا اسپر حق خدمت سہو کرنا روکھی صورت بنانا فوراً بگڑ جانا آدمیت سے
و ایک ساعت ادھر مخاطب ہو جیئے اس مدت مفارقت میں جو جو ساتحہ دیکھے فسانے اپنے بیگانے کے یاد ہیں
انہیں سنئے تو یہ تخیلات فاسد دور ہوں جانعالم نے کہا ایسی بات ہو وقت وجہات سے سرمہ چند

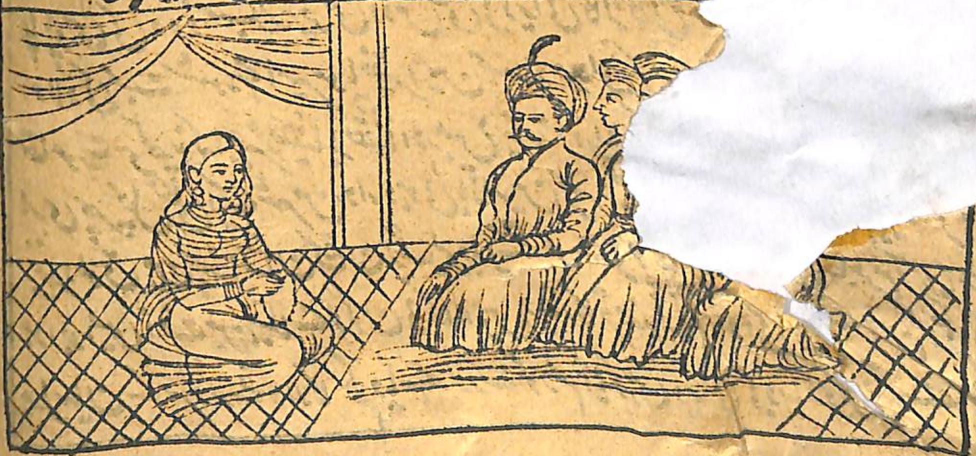
شاہ قوم بنی اسرائیل قاضی کا بھاوج پر فریفتہ ہونا دین و
نا عورت کی بادیہ گردی پھر اسی شہر میں آنا

لسلام سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ تھا نیک نیت
باصفا دولت میں دو بھائی تھے ایک تو شہر کا قاضی نیک مفتی بظاہر
مرد مسلمان صاحب ایمان نہایت شکیا بہت جمیلہ تھی اتفاقاً عند الضرورت مفتی کو بادشاہ
نے کہیں دو چار منزل بھیجا وہ اپنی عورت دم رخصت بھائی کو سونپ گیا قاضی گاہ گاہ خبر کو
اوس عورت کے پاس جاتا تھا پر وہ اسیواسطے خوب ہوتا ہے جتنا دنیا کا قصہ بکھیڑا ہے

سب آنکھون سے دیکھا شاہزادہ بدرجہ حسین تھی قاضی کی آنکھ پڑی فریفتہ ہوا چند روز مین نوبت
حد سے فزون بلکہ قریب جنون ہوا اگرچہ وہ عورت جیسی خوبصورت تھی اوس سے زیادہ عصمت و عفت
رکھتی تھی ایسا حسن حسن اتفاق سے ہوتا ہے قاضی نے ایک روز اوس سے سوال وصال
کیا اوسنے اس امر بد سے از حد انکار کر خوشامد کا کچھ نہ خیال کیا قاضی سمجھا یہ راضی نہوئی اور شوخی
خفت مین دو اندیشے ہوئے ایک تو محرومی وصال دوسرے افشائے راز کا خیال گھبرا کر بادشاہ سے عرض
کی وقت رخصت میرا بھائی اپنی جورو مجھے سونپ گیا تھا اُس فاحشہ نے اوسکی غیبت مین زنا کیا مجھے
ثبوت کامل ہوا بادشاہ نے مرد متشرع سمجھ صاحب زہد و ورع جانکر اختیار دیا قاضی نے اوسکو تنہا لیجا کر
سمجھایا کہ ابتک خیر ہے مجھ سے راضی ہو نہیں برا شہرہ ہوگا تیرا فسر رہو گا دلبر جبراً اختیار کرونگا تجھے
سنگسار کرونگا وہ عورت شیر صفت اوسکی گیدڑ بھبکی سے نہ ڈری مرگ پر راضی ہوئی اُس
کمبخت شہوت پرست نے شہر کے باہر لیجا اوسکو سنگسار کیا خلق خدا کو عبرت کنان خائف و لرزان
اپنے اپنے گھر پھری وہان حافظ حقیقی نے شیشۂ حیات اُس نیک صفات کا سنگ ستم قاضی سے
بچا لیا تھیں نگی خواہش بجا مین ایسا ہی ہوجاتا ہے عقل پر پتھر پڑجاتے ہین تب کو عورت [illegible]
ایک سمت پیادہ پا روانہ ہوئی جنگل مین ایک دیرانی تھا مرد خدا پرست بستی کو چھوڑ اہل
منہ موڑ دشت بسایا تھا یہ جب وہان پہونچی اوس حق پرست نے اس غریب الوطنی پر رحم
[illegible] لڑکا اوسکا خورد سال تھا اوسکی خبرگیری کو اپنے پاس رکھا اوس دیرانی کا ایک غلام سخت [illegible]
[illegible] حرام تھا بد ذات گیدی مثل مشہور ہے الخیر فی غنڈی رنڈی جوان دیکھ عاشق
[illegible] چاپلوسی کی وہ ڈھب پر نہ چڑھی اوس شقی نے دیرانی کا لڑکا ذبح کر
[illegible] اولاد کی محبت مشہور ہے امیر ہو یا فقیر اسمین مجبور ہے دیرانی کو [illegible]
[illegible] تھا عورت سے کچھ نہ کہا بجز رَضِینَا بِالقَضَاءِ اور بیس دینار زاد راہ [illegible]
[illegible] ہاری پھر چل نکلی ایک شہر مین وارد ہوئی بازار مین بھیڑ دیکھ [illegible]
[illegible] زنجیر و طوق مین پھنسا کشان کشان لوگ لیے جاتے تھے عورت نے [illegible] جرم [illegible]
[illegible] ہوا جو ایسی آفت مین مبتلا ہے لوگون نے کہا بیس دینار کا قرضدار ہے ادا کی طاقت نہین [illegible]
بدل یہان کے سردار نے دار کا حکم دیا ہے عورت کو رحم آیا وہی دیرانی کے دینار دیکر قید سے

پھر ادیا وہ مکار بد باطن عیار تھا لونڈی جو خوبصورت دیکھی جی مچل پھر آیا کہا تو تو میری محبت میں
تیری ہمراہ رہونگا خدمتگزاری کرونگا اس جھگڑے سے سانحہ ہوا کہ وہ شہر سے نکلی تھی راہ میں دریا ملا بید مدت
سے نہائی تھی کپڑے بھی کثیف ہو گئے تھے ایک طرف لباس دھو کر نہا رہی تھی ناگہان ایک سمت سے
وہ جہاز وہاں آ کر ال جہاز نے دیکھا عورت قمر طلعت ہے اوس حرامزادے سے پوچھا یہ کون ہے اوسنے اپنی
لونڈی بتایا مول تول درمیان آیا غرضکہ مبلغ خطیر پر بیچا کسی بہانے سے جہاز پر چڑھا دیا اور دے لیکر
چل نکلا وہ دو سوداگر تھے دونوں امیر ال ہوئے تھے فساد جا ال ہوئے پھر یہ صلاح ٹھہری کہ جو نقل
مال کے جہاز پر ہے جب اسباب بک چکے اوسوقت عورت جسے قبول کرے وہ لے جھگڑا مٹا
اوس مال کو جہاز پر بٹھایا ایک روز آندھی چلی طوفان آیا جس جہاز پر سوداگر تھے وہ تو ڈوب گیا مال کا
جہاز اور یہ جانباز سلامت رہی چند عرصے میں جہاز اوس شہر میں آیا جہاں سے یہ سنگسار ہو کر نکلی تھی دو
کلمے سنو جس شخص نے اسکو بیچا تھا کسی تقریب سے وہ یہاں کے بادشاہ کا بخشی ہوا اور دیوانی کا علاقہ بھی
پایہ وزارت پا گیا اور مفتی صاحب سفر سے پھر کر مفت جورو کے الم میں مبتلا تھے جسدن جہاز اوس شہر
پہنچا وہاں کے پیر کو حکم الٰہی آیا کہ ہمارا ایک خاص بندہ جہاز پر آیا ہے بہانہ بادشاہ وزیر بخشی اور قاضی مفتی کو
اوسکے پاس جاہئے اور اس سال میں جو جو گناہ ان سب سے عمداً اور سہواً سرزد ہوئے ہوں اسکے روبرو
[illegible]کریں جو وہ خطا معاف کرے تو ہم بھی درگذریں دگرنہ بلائے آسمانی آفت ناگہانی اس زمین پر
نازل کرونگا پیر نے بادشاہ سے کہا وہ سب کو ساتھ لیکر جہاز پر آیا عورت

[illegible] سر زن عابدہ کے آگے کی اور بادشاہ مع قاضی و مفتی و بخشی!



پردہ چھوڑ کر اپنی تقریر شروع ہوئی پہلے بادشاہ نے کہا مین یہ کار از سرتاپا گنہگار معصیت کا پتلا
ہوں مگر یہ خدشہ تازہ ہوا ہے کہ تو نے جس کے کہنے سے مفتی کی جورو کو بے تحقیقات رجم کا حکم دیا
عورت بولی غفر اللہ لک یعنی بخشے خدا تجھے پھر مفتی نے کہا مجھے جورو کیطرف سے گمان بد ہوا اوسنے
کہا تو ابھی چپ رہ مجھے پھر قاضی نے بیان کیا مجھ سے بدولت نفس امارہ یہ حرکت ناکارہ ہوئی
کہ بے جرم و خطا ایک بے گناہ کو سنگسار کیا اوس نے کہا اللہ تیری مغفرت کرے بعد اسکے وزیر
وہ ویرانی کا غلام آیا ندامت سے سر جھکایا پھر کہا بندی سے بتحریک شیطان اور جوش شہوت جرم
قبیح ہوا کہ آقا کا لڑکا مار کر صاحب عصمت کا قصور ٹھہرایا وہ بولی غفور رحیم تجھ پر رحم کرے جب
بختی آیا وہ بچے کا ماجرا زبان پر لایا عورت نے کہا تو محسن کش ہے خدا تجھے نہ بخشے گا الغرض
بختی کی جانبخشی نہوئی پھر وہ پردہ اوٹھا باہر آئی مفتی سے کہا تو نے مجھے پہچانا یہ سب قصہ میری
عفت کا فسانہ ہے آج تک خدا کی حفظ و عنایت سے عزت و آبرو بچی اب خلع کی امیدوار ہوں
یہ مال و متاع تو اپنے صرف مین لا مین تنہا گوشۂ عزلت مین بیٹھکر عبادت کرونگی اسی شغل مین
مروں یہ ماجرا دیکھکر حاضرین صحبت ناظرین جلسہ تھرائے بادشاہ سلامت منفعل گھر آئے وہ عو[illegible]
حجرہ بنا طاعت یزدان مین مشغول ہوئی دولت کونین حصول ہوئی تو تا یہ قصہ تمام کر کے بولا
جو ثابت قدم ہین انکا ہر وقت اللہ یار ہے ہر بحر کنارے انکا بیڑا پار ہے فرد نہ ہر زن زشت و نہ ہر مر[illegible]
خدا پنج انگشت یکسان نکرد + یہ نقل سنکر شہزادے کا نشہ ہرن ہوا دونوں کی مشقت اور ایذا اور تنہائی خانہ ویرا[illegible]
بادیہ پیمائی یاد آئی خوف خدا آتش [illegible] کا پانی ندامت سے عذر کیا کہ حالت نشہ مین جھک مارا قصور ہوا [illegible]

یہ خاتمہ داستان ہے اور وطن پہونچنا شہزادہ جانعالم کا زیارت والدین اور
نوک جھوک ماہ طلعت کی بوڑھے ملکہ اور انجمن آرا کا [illegible] بہلانا پھر وزیر
زادے کا قتل سلطنت ترک کرنا [illegible]

چل اے توسن خامہ منزل رسان + کہ اب گھر پہونچتا ہے یہ کاروان [illegible]
کا عالم بہت گرد ف + وہ اسطرح پہونچا وطن کیطرف + بہار آئے جیسے [illegible] بری جا کہ رہتی تھی
ہر صبح و شام + ہوئی فضل حق سے کہانی تمام + وہ بچھڑی تو سب ہوگئی ایک جا + [illegible] نے ای مطلوب سے
ہم جدا + رہی شرح جور فلک ناتمام + سر و در حزین توسن خامہ تمام + غرضکہ شہزادہ جانعالم

جانعالم منزل بمنزل مسافت طی کر مع الخیر دمن پہونچا دو کوس شہر سے باہر خیمہ برپا ہوا لشکر ظفر پیکر
اوترا یہ خبر مسرت آباد مین گھر گھر مشتہر ہوئی کہ کوئی غنیم فوج عظیم لیکر وارد ہوا شہر کا یہ نقشہ تھا جس روز
سے جانعالم مفقود الخبر دربدر ہوا تھا ویران پڑا تھا اور بادشاہ گریبان چاک سر پر خاک نہ تخت
کی خبر نہ سلطنت سے سروکار نہ ملک کی سلطنت دربار سے غرض دیوانہ وار بادل بیقرار محلین پڑا رہتا تھا
اور شہزادی کی مان بھی غمگین اندوہناک زبین فرزات غم کی حکایت اندوہ گین نصیب کی شکایت
لب پر شور و شین خلش نشتر غم سے کوئی ساعت قرار نہ پاتی تھی ہر وقت بلبلاتی تھی یہانتک دوری دلبند
مہجوری فرزند مین دونون روتے روتے کر آنکھین ان عزیزون کی یوسف گم گشتہ کے فراق مین دیدہ کے
اشتیاق مین ہمچشم دیدہ یعقوب علیہ السلام ہوگئی تھین بحکم آیہ وافی ہدایہ وابیضت عیناہ من الحزن
فہو کظیم پیچ ہی فراق تو چشم مین نور چشم کب رہتا ہی رات دن آنکھون مین یکسان ہر وقت سراسیمہ و
پریشان مگر ارکان سلطنت نمکخوار قدیم کوشش عظیم سے درپردہ ریاست کا نام سنبھالی تھے جب درد و
غم [illegible] با این کرد فرسا وزیر اعظم کو جانعالم کے پاس حال دریافت کرنیکو بھیجا بسکہ شہزادہ با امتیاز کی مفارقت
[illegible] دراز گذرا تھا اسکے سوا سامان جاہ و حشم لشکر کا چم و خم فوج ہزار در ہزار انبوہ بیشمار خزانہ لا انتہا
[illegible] گھبرایا اپنے شہزادے کا وہم و گمان نہ آیا دست بستہ عرض کی قبلہ عالم گردش طالع
[illegible]ن نیرنگی گردون سے وارث تخت سلطنت یہان کا دفعۃً گم ہو گیا بادشاہ آسمان جاہ
[illegible]ر مصیبت کا مارا جگر گوشے کی مفارقت مین دامان صبر گریبان شکیب پارہ پارہ کر نور نظر بھی اس
اپنے قرۃ العین طاقت بصر کی ہجر مین گریے کی نذر کر چکا ہی ہنوز اوس مہ کامل کے قدم کی خاک سرمہ
چشم مشتاقان محل الجواہر دیدہ منتظر نہین ہوئی بعد سلام حضور کو یہ پیام دیا ہی کہ اگر خواہش تخت
باتمنا ہی تاج حضور خاطر [illegible] اللہ کل نہین آج حاضر ہی مگر سامان جنگ وجدال گرم بازاری
[illegible]تقال خونریزی [illegible] حق ناروا ہی مجھے تخت سلطنت تختہ تابوت سے بدتر ہے الا معاملہ قضا و
قدر [illegible] جینے سے سخت جی بیزار ہی لیکن مرنے کا کسے اختیار ہے شعر
مرنے کو مین تو راضی [illegible] موت کو موت آگئی ہے زندگی اب گلے پڑی اسکی مین کیا دوا کرون شرح
سخت جانی [illegible] سبب پریشانی گوش حق نیوش جانان کر طول کو مختصر کیا جانعالم نے یہ سنکر رو دیا
وزیر کو گلے سے لگایا خلعت فاخرہ عنایت کیا پھر کہا افسوس میرے گودی پالے غمزدہ تطیل مین

جلاد اُسے بعد آداب و کورنش عرض کرتا کہ بدولت اُلفت پدری و تاثیر دعای سحری سے خانہ زاد
بآرام زندہ و سالم شرف آستان بوس سے مشرف ہوا اُسوقت وزیر نے بچانا قدمون پر گر کے پھر
سر اُٹھا کر بے اجازت بھاگا اور بادشاہ کی خدمت مین حاضر ہوا پکارا مبارک ہو دستاد
بوی یوسف سوی پیر کنعان آئی + ای بادشاہ باقبال و اے صاحب جاہ و جلال بعنایت
جامع المتفرقین اور باعث برکت دعای مہاجرین وہ نیر اوج بختیاری کوکب درخشندہ سپہر شہریاری
بافوج و لشکر و مجمع حوران پری پیکر یہان آیا اور اس اُجڑے نگر کو آباد کیا بابا آشنا تو نکا دل الم رسیدہ
شاد کیا شکر صد شکر نالہ شبگیر باتاثیر تھا بادشاہ کو تو مرتبہ یاس حاصل تھا وزیر سے یہ کلمہ فرمایا میری تقی
وہ اور ہو گی وقت سحر ہو جو مستجاب + شرمندہ اثر تو ہماری دعا نہین + وزیر نے پکر عرض کی بس
حضور شب دیجور ہماری ہمین قدم سے شمع انجمن افروز سلطانی کے روشن ہوئی اس گفتگو مین
وزیر تھا کہ جانعالم تنہا داخل ہوا محل مین محشر کا قیام ہوا اور دونا بیٹا جار زندیونکا از دحام ہوا
باپ نے گلے سے لگایا شہزادہ بالراس والعین آداب بجالایا خمین جنایت الٰہی

جانعالم کی والدین سے ملاقات اور تخت پر بیٹھنا اور تعیش و عشرت سب



اور پیدا ہم دونوں کی آنکھوں مین بینائی جسم مین تاب و توانائی [illegible] سوار ہوا دونوں سے
لشکر مین جاکر دو چار ہوا شہر والون نے سُنا صغیر و کبیر برنا و پیر دوڑے دونوں لشکر جلو مین ہرا
آگے آگے جہان پناہ روپیہ اشرفی دورویہ تصدق ہوتا محلسرا مین پہنچا تا جانعالم کی ماں

انجمن آرا اور ملکہ مہر نگار کو دیکھا جان و دل دونوں نے نثار کیا بہت سا پیار کیا مبارک سلامت کی صدا در و دیوار سے پیدا ہوئی جسنے دیکھا وہ شید ہوئی دوسرے دن ملکہ اور انجمن آرا نے شاہ فیروز بخت سے عرض کی کہ اگر حضور کی اجازت ہو تو شہزادی کی مخلصی کی قدیم میں ہم جائیں ماہ طلعت سے ملاقات کر آئیں بادشاہ نے فرمایا وہ حیرت پر بخت سخت منہ پیٹ پڑھ بولی فضول ہے اوس سحر سیدہ کرنی سے کیا حصول ہے میاں مہو بھی حاضر ہے بولا اُو دھی قبلہ عالم یگانگت مقتضی ملاقات کی خفت و ذلت کی بات ہی بادشاہ چپ ہو رہا شہزادیوں نے سواری طلب کی طائر پران نے پیشقدمی کر ماہ طلعت کو سلام کیا اوسنے سر جھکایا اتنے میں سواریاں آپہونچیں اوس وقت وہ بیچاری خفت کی ماری اوٹھی استقبال کیا دونوں نے گلے سے لگایا مسند پر جا بیٹھیں ملکہ بڑی بیقرار خوش بیان تھی انجمن آرا اپنی طرار کہاں بھی لطیفہ کلام پر لاری تمام کھولا کہ ہماری جانب سے درگمان تھا تاہم بہرحال شریک بشاشت [illegible]ت ملال ہیں تو تا انجمن آرا کے سامنے آیا ماہ طلعت سے کہا حضرت سلامت آج زبان مبارک سے [illegible] آج سمجھا کون ہے چھوٹے کی منہ میں کیا ہے اور تو کیا کہوں آپکی کج بحثی جانعالم کے ہاتھ یہ [illegible]میں یاد ہیگا آپ نے تو اپنا چکر چلا میرے سبب سے آنکھوں نے ہٹ ہوئی جھوٹے کے منہ میں گھی شکر [illegible]ا تو سیدھی بھولی تھی تو تی سے بدمزہ ہوئی فرمایا دیوانی کیا بیہودہ بکتا ہے پھر ماہ طلعت سے [illegible]میری جان یہ جانور بے شعور عقل سے دور حیوانیت سے مجبور ہے دنیا کا کارخانہ فسانہ ہے رہا عارض عارضی ہے اسیر کیا اترانا ہے یہ کیفیت یہ جوبن یہ حسن چار دن کا ہے ناپائدار بیگانگی [illegible]ان تمہیں کونسی بہار ہے جسے خزاں نہیں حسن پر غرور بیجا ہے شعر [illegible]
[illegible]میں اڑے دھوئے ہاتھ + بجنبر آتا ہے کیوں بر سر ساحل بیٹھا [illegible]
[illegible] ذو الجلال والاکرام ہے نظم - نظر آ انجمن دہر میں جو ہم کو مکان + ہزار خانہ [illegible] عمر میں آج سا نہیں کوئی نادان + جو اپنے حسن دو روزہ پہ ہو نازان + [illegible] بیان کر اس بہار کا انجام آخرش ہے خزان + گھمنڈ [illegible] حماقت کی بس نشانی ہے + مقام غیرت و حیرت سرای فانی ہے آخرکار دونوں نے ماہ طلعت کو شیرین زبانی اور اپنی خوش بیانی سے شگفتہ خاطر کیا دو چار گھڑی ہنسی خوشی دل بہلا ہار کر [illegible] کو کسی طرح جیسے بیچاری کہے گیا پھر رخصت ہوئیں آپ نے حاضر ہونیکا وعدہ کیا واقعی بجنسہ [illegible]

حسن جمیاال مرتبہ جاہ و جلال دیتا ہے اون لوگون کا دل صفا منزل غبار کلفت اور عجیب نحوست سے صاف اور مرآت سینہ زنگ حسد و کینہ سے شفاف ہوتا ہے القصہ باہم بیرنج و الم رہنے لگے شب شاد بروز خندان و خرم و فرحان بسر کرنے لگے نئے سر سے وہ اوجڑا شہر بسا بنائے ظلم و ستم منہدم ہوئی مروج عدل و داد ہوا و ہ ناسابق سے حال مین آباد ہوا خزان چمن سے دور ہوئی اوس کے نالان مسرور ہوئی ایک روز جان عالم مع تمام خلقت کو در شہر پناہ پر طلب کر کے وہ بکری کا بچہ دکھا حکم امیان اوسکی سنا جلاد سے حکم کیا اسکے اعضا اعضا سے جدا بید ست و پاکر زاغ و زغن کو گوشت کی بوٹیان اور ڈاکر کھلا و شکاری کتون کو لہو چٹا کر جیا دو بمجرد ارشاد سر اوس بدنہاد کا تیغ جلاد سے جدا ہو گیا خلق خدا یہ حال دیکھ ماجرا اسکے تھرا گئی سنبھے اوس بید ین پر لعنت اور نفرین کی جان عالم نے دو لتسرا کی راہ لی اوسی روز فیروز شاہ نے تاج و تخت بیٹے کو حوالے کیا خود گوشۂ تنہائی لیا بادشاہ شب اپنی عبادت اور بیداری مین سحر کرتا تھا وہ تو صائم النہار قائم اللیل مشہور ہوا جان عالم ہر روز تخت پر جلوہ افروز ہو عدل کی داد دیکے شب کو پری پیکرون مین بسر کرتا تھا یہ عادل و سخی رحیم و شجاع کیا ہی روزگار مشہور ہوا و کر دو نون کا تا قیام قیامت صفحۂ روزگار و ورق لیل و نہار پر اور بر زبان یگانہ و بیگانہ رہا بات باقی رہ گئی نہین تو دور دوران مین کسکا دور رہا کسکا زمانہ رہا جسطرح جان عالم کے مطلب بر آئے اسیطرح کل عالم کی مراد اور تمنائے دلی اللہ دے علی الخصوص سامعین ناظرین راقم و مؤلف کی خواہش و آرزو بتصدق رسول عربی بر آئے بحرمۃ النبی و آلہ الامجاد
باسباب ظاہرہ فسانہ نادر زمانہ مضمون چکیدہ دل و تحریر خامہ ہے اگر و
ملا خط کرو تو حقیقت مین کارنامہ ہے فقط جسدم منظر فیض اثر سے
صاحب قبلۂ آغا نوازش حسین خانصاحب عرف مرزا خانی
نوازی فرما قطعۂ تاریخ سے زینت بخش

بہ ای خاطر یاران و احباب بجستم سال تاریخش نوازش	[illegible]

ایک دوست بندی کے زمانے کے متعلق سرشتۂ سر و آزاد لالہ درگا پرشاد تخلص مدہوش نے خم محبت سے مے الفت جوش مین آ ئی تاریخ مستانہ زیب

مدہوش

کہا فسانہ جو یہ عجائب سرور دلخستہ حزیں نے — کہ جسکی تاثیر سے بیان کے ہر ایک دل بیقرار دیکھا
جہاں پہ کچھ گل کی گفتگو ہے وہاں پہ کچھ اور رنگ بو ہے — جہاں خزاں کی خلش ہے اسمیں وہاں پہ کیا کیا نہ خار دیکھا
جہاں کیا غم زدے جگر خون نظر پڑا واں شفق کا عالم — کہیں جو ہے داغ دل کا پھولا تو اوسجگہ لالہ زار دیکھا
کہیں جو چشمہ کا ماجرا ہے دکھائی وہ آب و تاب دیتے — کہ چشمہ چشم سے ہر اک کے رواں ہوا چشمہ سار دیکھا
کہیں جو دریا کا ذکر آیا تو کشتی دل ہے غرق طوفان — جو کوہ نے سر کہیں اوٹھایا تو جان کو سنگسار دیکھا
ہوا ہے جس جسجگہ پہ اس میں بیان سحر و طلسم جادو — تو قدرت حق سے اس مکان پہ نئی طرح کا حصار دیکھا
جو قید میں دیو کی پھنسا ہے کسی جگہ پر کوئی پریزاد — تو کیا نہ سامان چھوٹنے کا وہاں پہ بر روے کار دیکھا
کسیجگہ پر جو جوگ اسکا جو گیوں کا بیان ہے اسمیں — جو خوب چھانا تو اوسجگہ کچھ نہ غیر مشت غبار دیکھا
کہیں جو آمد کی یار کے کچھ خبر کا چرچا کیا ہے اسنے — تو دیدہ ہر اہل دید کا واں بہ وقف صد انتظار دیکھا
جو وصل کی شب کا کچھ بیان ہے تو جمع ہے خاطر پریشاں — جو روز ہجراں کا غم لکھا ہے تو دل کو کیا انتشار دیکھا
جو بزم کا کچھ بیان کیا ہے تو کوئی محفل نہ دیکھی ایسی — جہاں پہ کچھ رزم کا بیان ہے ہر اک کو اسفندیار دیکھا
کہیں کھنچی ہے جو تیغ ابرو تو ہو گئی دل کی کرکری ہی — کہیں جو تیر نگاہ چھوٹا تو صاف سینہ کے پار دیکھا
خرابی [illegible] حال عاشق ایسی کہ جسپہ رونا فلک کو آئی — کہیں یہ معشوق کی ہے خوبی کہ اک عالم زرنگار دیکھا
[illegible]ا فسانہ تم کو ڈھنگ کیا کیا بھرے ہیں اسمیں — جو حسن دیکھا تو زور دیکھا جو عشق دیکھا تو زار دیکھا

[illegible] مدہوش گو یہ خواہش کہ سال تاریخ اسکا لکھیے
[illegible] دل سے نکلا خزاں سے رنگ بہار دیکھا

تاریخ از مصنف

[illegible] ہوئی جسدم [illegible]

یارب یہ فسانہ ہے یا سحر ہے بابل کا
بے ساختہ جی بولا نشتر ہے رگ دل کا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریر دلپذیر منشی فدا علی عیش مشہور حال مؤلف باکمال مطبوعہ سابق

سب کمال کن کو عزیز جہان شود + کس بے کمال ہیچ نیرزد عزیز من + دنا...

جوہر نفیس ہے کہ جسکے سبب سے انسان ہر دل عزیز ہوتا ہے...

تخم محبت بوتا ہے حاضر و غائب لوگ ثنا خوان رہتے ہیں...

آدمیت عقل فہم ادراک سے عبارت ہے اگر یہ ...

بیکمال کی نفس الامر مین کچھ حقیقت نہین...

یہی لوگ دنیا ئے ناپائدار مین یادگار...

طوطی شکر مقال بوستان سخندانی...

شاعر نامی و جلیل ... تحریر فیض...

مرزا رجب علی بیگ تخلص سرور...

جہان و اکناف عالم مین مشہور...

ہےجگان + بالفعل...

عاجز و مجبور ہے جناب...

ہند مین استاد...

بمقتضائے...

خدمت و ہا...

شعر کا مجید...

رام است...

یادگار...

استر کیا انکا...

کیا ہوتا ہے نہ...

عجائب عجیب...

شستہ و رفتہ سبکو مرغوب روزمرہ محاورے بہت اچھے نہایت خوب اردو معلی سر بسر تجلے فقرے

چست تقفیں درست عبارت سلیس فصاحت آمیز معانی لطیف بلاغت انگیز سرور افزای دل انجمن آرا

... ہو جتنی اس کہانی لاثانی دل لگی کی نشانی کی تعریف کیجئے کم ہے جہان وصل کا

... ہجر کی داستان ہے جہان ہجر کا ذکر ہے وہان جدائی کی فکر ہے جہان

... دسی طوسی گرد ہے جہان سحر کا بیان طلسم کی تقریر ہے

... بیان ہے وہان ویسا ہی سامان ہے جہان یہ

... ہو سے اگر فردوس بر روی زمین است

... ف کی اوصاف جمیلہ حامد جلیلہ کا شمس قمر

... معمار ہیں خداوند عالم لکھنو کو پیر انکی

... انکی امید جلد بر آئے اع آمین دعا

... جیسی ذیل میں درج ہیں

... تخلص

... ب پر نور مطلع ہے

... آج مرجع ہے

... کا یہ موقع ہے

... ن ارفع ہے

... [illegible] جمع ہے

... کا منبع ہے

... یہ مقطع ہے

... کا مطلع ہے

... ہ مرصع ہے

... مقنع ہے

و لا لکھے یہ سر اندیشہ تاریخ اسکے چھپنے کی	فسانہ کا فسانہ

تاریخ طبع سے رنگ کی مضامین تازہ و زبان عجیب
اثر عماد و منشی کا لکھا پڑھتا و کمال

حسن صورت آفرین ہے نسخی
خامۂ موصد زبان اور ایسی اک
شہرہیں عالم سنے ہے مطلب
یہ فسانہ تھا عجائب اور عجائب
چشمۂ نگین کا آیا خوب تصویر
تھا یہ سامان سرور اور مایۂ
جب فسانے کی نیند اور
اپنی صورت دیکھے مانی
خوابی فسانہ خیالی او
دیکھ تصویریں موجو

تاریخ مطبوعہ

واہ کیا خوب
غیب سے

خدا کی توفیق
واقع سکا نپور
اعلان

عمدۃ المحققین افضل الشعراء الاقران مولٰنا محمد حامد علیخان حامد مفسر مصحح مطبع خلف اکبر جناب
ہردوئی شاگرد امیر الشعرا جناب منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی لکھنوی مدظلہم

کلام اوسکا ہے مقبول جملہ خلائق
گویا اس فن کی اوس سے ابتدا ہے
خدا ایسا چشم بنانے ہے دیکھ
کوئی لکھے جواب مفقود ہو گیا ہے
ہے خوبی دیکھنے پہ ہی موقوف
بس افسانہ کی شہرت جا بجا ہے
بعد اسکے جسنے جو فسانہ
اسے بھی ایک عالم جانتا ہے
ل گوئی مین بھی وہ فرد گذرا
مین بارہا یہ چھپ چکا ہے
مالک بھی ہر وہ شخص
می کو فائدہ ہے
کیون نہو فیض
کا تجلا ہے
سے زیادہ
کھو دیا ہے
مین جھگوان
سے ملا ہے
تاد و خوش خوم
تو سوچا ہے

مرتبہ شاعر ہوا ہے
نقش اول

الف لیلہ منظوم ۔ چار جلد تصنیف مختلف
۱ جلد نظم دلکش مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی
۲۔ جلد نتیجہ طبع شاعر خوش فکر منشی طو
۳۔ جلد۔ از نتیجہ طبع شاعر موص
۴۔ جلد۔ از منشی شادی لال شاگرد
مجموعہ قصص مشمولہ پانچ قصہ مو
۱۔ قصہ سوداگر بچہ۔
۲۔ قصہ ماہی گیر۔
۳۔ قصہ جمجمہ۔
۴۔ قصہ منصور
۵۔ قصہ شاور
اور اسی مجموعہ کی
سنگاسن بتیسی
گلزار ابراہیم
چشمہ شیریں
مخزن بہت الف
ایجاد رنگین
مجموعہ چہار
قصہ مقبول
پدماوت بھا
الف۔ بھاکا
الف۔ از
مجموعہ قصہ قاضی
شیطان ۔ وقصہ چار
حق کا مقابلہ مولفہ